ناشر: وساوس غیر مقلدین ویب سائیٹ

antighermuqalid.blogspot.com

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث

ہندوستان میں انگریزی دور میں ایک فرقہ ظہور پذیر ہوا اس فرقہ کو ایک خاص مقصد کے لئے اٹھایا گیا اور وہ مقصد امام اعظم ابوحنیفہ ؒ اور فقہ حنفی اور علماء احناف کی بھرپور طریقہ سے اور ہر اعتبار سے مخالفت کرنا ، ایک عقل مند غیر متعصب شخص جب اس فرقہ کی تاریخ ولٹریچر پڑھے گا تو وہ میری اس بات سے ہر گز اختلاف نہیں کرے گا، جو کچھ مواد کتب ورسائل کی صورت میں اس فرقہ میں شامل افراد نے لکھا یا اب لکھ رہے ہیں سب علماء احناف وفقہ حنفی کے خلاف لکھا گیا۔ الاماشاءاللہ، فقہ شافعی، فقہ مالکی، فقہ حنبلی یا علماء شوافع ومالکیہ وحنابلہ کے خلاف اس فرقہ کی طرف سے کچھ نہیں لکھا گیا، آخر کیوں صرف امام اعظم وفقہ حنفی وعلماء احناف کو لعن طعن واعتراضات واشکالات کا نشانہ بنایا گیا؟

اگر فقہ سے اختلاف وضد تھا تو فقہ شافعی، فقہ مالکی، فقہ حنبلی کے خلاف کیوں کچھ نہیں لکھا گیا؟ اگر اس کا جواب یہ ہے کہ فقہ حنفی (معاذاللہ) قرآن وحدیث کے مخالف ہے اس لئے اس کے عدوات ومخالفت کی گئ تو پھر عرض یہ ہے کہ آخر امت مسلمہ میں علماء وائمہ کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جو گذرا ہے تو ان علماء امت وائمہ اسلام نے امت مسلمہ کو یہ نصیحت کیوں نہیں کی کہ خبر دار فقہ حنفی کے قریب نہ جانا کیونکہ وہ (معاذاللہ) قرآن وحدیث کے مخالف ہے ؟

آخر چودہ سوسال کی تاریخ اسلام میں فقہ حنفی وعلماء احناف کی مخالفت ہندوستان سے صرف انگریزی دور میں کیوں شروع ہوئی؟؟ پھر اس فرقہ نے ابتدا میں یہ نعرہ لگایا کہ ہم صرف قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں اور اسی کی دعوت ہمارا مشن ہے، لیکن درحقیقت اس فرقہ کے ہم نواؤں نے ذخیرہ احادیث میں سے صرف چند احادیث پر اپنے مذہب کی بنیاد رکھی یعنی وہ احادیث مبارکہ جن میں ائمہ اربعہ ودیگر مجتہدین کا فروعی اختلاف ہے، لہذا اس فرقہ نے اپنا سارا زور عمل بالحدیث کے خوبصورت عنوان کے ساتھ ان چند احادیث میں صرف کیا جیسے (فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر والسر، رفع الیدین

وعدم رفع الیدین، رکعات التراویح، تقلید الائمہ، وغیرہ) مسائل کو موضوع بحث بلکہ مسائل مہمہ اساسیہ میں سے قرار دیا، اوران چند مسائل کو لے کرایک بڑی جدوجہد کے ساتھ احناف کے خلاف ایک محاذ کھول دیا۔

پھر ساتھ ساتھ اس وقت کے حکمرانوں کی طرف سے اس فرقہ کو حوصلہ ومدد ملتا رہا اور عوام الناس میں سے بعض کم علم ولاعلم لوگ بھی رفتہ رفتہ ان کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے، اگر آپ تاریخ فرق مُبتدعہ پر نظر دوڑائیں اوران کے خاص موضوع ومنشور کو دیکھیں جوان فرقوں کی بنیاد ہوتا ہے، تو آپ دیکھیں گے کہ ان فِرَقوں کی بنیاد ابتدا میں بعض افراد کی طرف سے چند اختلافی مسائل ہوتے ہیں، اوران فرقوں کا کل دارومدار چند اختلافی مسائل ہوتے ہیں، شیعہ مذہب کی بنیاد مسئلہ امامت، خوارج کی بنیاد مسئلہ تحکیم، نواصب کی بنیاد بغض اہل بیت، مُعتزلہ کی بنیاد مسئلہ صفات وخلق قرآن وغیرہ، اور اہل بدعت کی بنیاد چند بدعات، ہوتے ہیں اور ہندوستان میں مسلمانوں کی ایک طویل عرصہ کی حکومت میں اتنے فرقے نہیں پیدا ہوئے جتنا کہ انگریزی دور میں پیدا کیئے گئے کبھی ظلی بلی وبروزی قادیانی نبوت کا ڈھونگ رچایا گیا، کبھی سنت کے نام بدعات کے جھنڈے لہرائے گئے، کبھی قرآن کی آڑ میں احادیث کا انکار گیا، کبھی عقل وفلسفہ کی بنیاد پر عقائد صیحیہ کا انکار کیا گیا، کبھی عوام الناس کو حدیث وسنت کی خوشنما نعرے کی آڑ میں ائمہ مجتہدین فقہ وفقہاء اور خصوصا فقہ حنفی سے اورامام اعظم ابوحنیفہ کی اتباع سے لوگوں کو برگشتہ کیا گیا اور ان لوگوں نے اپنا نام ابتداء میں انگریزی دور میں سرکاری کاغذات میں "اہل حدیث " لکھوایا اگرچہ بعد میں مختلف اوقات میں مختلف مصالح کی وجہ سے اس فرقہ کے ہم نوا اپنا نام بدلتے رہے لیکن "اہل حدیث "کے نام سے یہ فرقہ زیادہ مشہور ہوا۔

،،

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے وساوس واکاذیب

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی المبعوث رحمۃ للعالمین وخاتم النبیین والمرسلین سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل جہلاء میں بہت ساری صفات قبیحہ پائی جاتی ہیں، بدگمانی، بدزبانی، خودرائی، کذب وفریب، جہالت وحماقت، اس فرقہ کے اہم اوصاف ہیں، اور انہی صفات قبیحہ کے ذریعہ ہی عوام الناس کو گمراہ کرتے ہیں، لہذا ایک دیندار ذی عقل مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ دین کے معاملہ میں فرقہ اہل حدیث کے نام نہاد جاہل شیوخ کی طرف ہرگز رجوع واعتماد نہ کرے، اور یقین کیجیے کہ میں یہ بات کسی ذاتی تعصب وعناد کی بنیاد پر نہیں کہہ رہا، بلکہ انتہائی بصیرت وحقیقی مشاہدہ کی بات کر رہا ہوں، ان کا جہل وکذب اہل علم پر تو بالکل عیاں ہے، لیکن عام آدمی ان کی ملمع سازی اور وساوس واکاذیب کی جال میں پھنس جاتا ہے، ذیل میں فرقہ جدید اہل حدیث کے مشہور وساوس واکاذیب کا تذکرہ کروں گا، تاکہ ایک عام آدمی ان کے وساوس ودجل وفریب سے واقف ہو جائے۔

فہرست مضامین

امام ابو حنیفہ اور فقہ حنفی کے متعلق وساوس

وسوسہ = امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی اتباع بہتر ہے یا محمد رسول اللہ ﷺ کی ؟

وسوسہ = امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو صرف سترہ (17) احادیث یاد تھیں ؟

وسوسہ = امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ضعیف راوی تھے محدثین نے ان پر جرح کی ہے ؟

وسوسہ = امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مُحدث نہیں تھے، ان کو علم حدیث میں کوئی تبحر حاصل نہیں تھا؟

وسوسہ = امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تابعی نہیں تھے ؟

وسوسہ = امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کوئی کتاب نہیں لکھی، اور فقہ حنفی کے مسائل لوگوں نے بعد میں ان کی طرف منسوب کر لئے ہیں؟

وسوسہ = امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ "عقیدہ اِرجاء" رکھتے تھے اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (غنیۃ الطالبین) میں تہتر فرقوں کی تفصیل میں " مرجئہ فرقہ " کا ذکر بھی کیا، اور " مرجئہ فرقہ " میں اصحاب ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ؒ کو بھی شمار کیا ہے ۔

وسوسہ = فقہ حنفی پر عمل کرنا بہتر ہے یا قرآن وحدیث پر؟؟

وسوسہ = جب امام ابو حنیفہ نہیں تھے تو حنفی مقلد کہاں تھے ؟

چاروں مذاہب کے پیروکار اپنے اماموں پر جا کر دم توڑتے ہیں۔

وسوسہ = قرآن وحدیث سے ابو حنیفہ کی تقلید پر دلیل دو۔

وسوسہ = کیافقہ حنفی کا ہر مسئلہ سند کے ساتھ امام ابو حنیفہ سے ثابت ہے؟؟

وسوسہ = مذہب حنفی رائے اور قیاس پر مبنی ہے اور احادیث نبویہ کے مخالف مذہب ہے۔

وسوسہ = اللہ ورسول نے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ بننے کا حکم نہیں دیالہذا یہ سب بعد کی پیداوار ہیں ان سب کو چھوڑنا ضروری ہے۔

وسوسہ = فقہ تابعین کے دور کے بعد ایجاد ہوئی لہذا اس کو چھوڑنا ضروری ہے اور قرآن وحدیث پر عمل کرنا چاہیئے نہ کہ فقہ پر۔

وسوسہ = فقہ حنفی اور حدیث میں ٹکراوہے اب عمل کس پر کرنا چاہیئے؟

حدیث محمد رسول اللہ کی ہے اور فقہ اماموں کی بنائی ہوئی ہے ۔

وسوسہ = مذاہب اربعہ بعد کی پیداوار ہیں اور ہم اہل حدیث چودہ سوسال سے چلے آرہے ہیں لہذا حق جماعت اہل حدیث ہے مسلمانوں کو حنفی شافعی مالکی حنبلی وغیرہ کے بجائے اہل حدیث جماعت میں شامل ہونا چاہیئے ۔

تقلید اور مقلدین کے متعلق وساوس

وسوسہ = تقلید شرک اور جہالت کا نام ہے۔

وسوسہ = تقلید ائمہ اس وجہ سے بھی نا جائز ہے کہ ان ائمہ نے خود اپنی تقلید سے منع کیا ہے اور خاص کر ان ائمہ اربعہ میں سے ہر ایک نے ارشاد فرمایا ہے کہ ((إذا صح الحديث فهو مذهبى)) ۔

وسوسہ = ائمہ اربعہ کے درمیان مسائل میں اختلاف ہے اور قرآن وسنت میں کوئی اختلاف نہیں ہے لہذا اختلاف وشک سے بچنے کے لئے ان ائمہ کو چھوڑنا ضروری ہے،

یہ وسوسہ اس طرح بھی پیش کیا جاتا ہے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید کی وجہ سے اختلافات پیدا ہوئے لہذا ان اختلافات سے تنگ آکر ہم نے ان کی تقلید چھوڑدی.

وسوسہ = کیا قرآن وحدیث کو چار اماموں کے علاوہ کسی نے نہیں سمجھا کیا قرآن کے مخاطب یہ چار ہی ہیں انھیں کی فہم کا اعتبار ہے انہیں کا "فقہ" واجب العمل کیوں ہے؟؟ حالانکہ قرآن مجید میں صاف مذکور ہے "ولقد یَسرنا القرآن للذکر فھل من مُدکر"۔

بے شک ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا گیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟ پھر فقہ اور فقہاء کی تقلید اگر شرک نہیں تو اور کیا ہے؟؟

وسوسہ = اصل چیز "اتباع" ہے اور "تقلید" ایک من گھڑت چیز ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

وسوسہ = لفظ تقلید قلادہ سے ہے جو صرف جانور کے گلے میں باندھا جاتا ہے، لہذا جو لوگ ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہیں وہ بھی جانوروں کی طرح ائمہ کا قلادہ اپنے گلے میں ڈال دیتے ہیں۔

وسوسہ = تقلید مذاہب اربعۃ میں کیوں منحصر ہے؟ مجتہدین تو اور بھی بہت ہیں، صرف چار ائمہ کی تقلید کیوں کی جاتی ہے؟

وسوسہ = مقلدین ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہیں اور اپنے آپ کو حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کہتے ہیں، اور حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنھم کا علم ومرتبہ ائمہ اربعہ سے بہت زیادہ ہے تو پھر مقلدین خلفاء راشدین رضی اللہ عنھم کی تقلید کیوں نہیں کرتے؟ اور ابو بکری، عمری، عثمانی، علوی، کیوں نہیں کہلاتے؟

حالانکہ یہ ائمہ اربعہ تو حضور ﷺ کے زمانہ کے بعد آئے ہیں، اسی طرح ان مقلدین نے قیاس اور ائمہ کی رائے کو پکڑ لیا اور اللہ تعالی کے دین میں وہ کچھ داخل کر دیا جو اس میں نہیں تھا، احکام شریعت میں تحریف کر دی، اور چار مذاہب بنالئے جو حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں نہیں تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کو چھوڑ دیا اور قیاس کو اختیار کر لیا حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قیاس کو چھوڑنے کی تصریح کی ہے، اور انھوں نے فرمایا **أول من قاس إبليس** سب سے پہلے قیاس ابلیس نے کیا تھا۔

وسوسہ = دین میں ائمہ اربعہ کی تقلید شرک وبدعت وجہالت ہے لہذا اس تقلیدی روش کو چھوڑ کر ہی کامیابی وفلاح ملے گی، اور اس کی ایک ہی صورت ہے کہ "جماعت اہل حدیث" میں شامل ہو جاو جن کے صرف اور صرف دو ہی اصول ہیں قرآن اور حدیث۔

وسوسہ = قرآن وحدیث پر عمل کرنے کے لئے کسی امام کی تقلید کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ از خود ہر شخص مطالعہ و تحقیق کر کے قرآن وحدیث پر عمل کرے۔

وسوسہ = یہود ونصاری اپنے مولویوں اور درویشوں کا کہامانتے تھے اس لئے اللہ نے ان کو مشرک فرمایااور مقلدین بھی ان کی طرح اپنے اماموں کا کہامانتے ہیں۔

وسوسہ = ہمارے اوپر شریعت نے کتاب وسنت کی اتباع کو لازم کیا ہے نہ کہ ائمہ اربعہ کی اتباع وکلام کو، لہذا ائمہ اربعہ کی پیروی کو چھوڑنا ضروری ہے۔

وسوسہ = مقلدین ہمیشہ اپنے امام ومذہب کی بات وقول پر عمل کرتے ہیں اگرچہ امام کا قول اللہ ورسول کے قول وحکم کے مخالف کیوں نہ ہو۔

وسوسہ = مقلدین صرف ائمہ اربعہ کی تقلید کیوں کرتے ہیں مجتہد تو اور بھی ہیں؟؟ لہذا مقلدین کا یہ عمل بھی تقلید کی طرح بدعت ہے۔

وسوسہ = فرقہ جدید اہل حدیث کا دعوی ہے کہ ہمارا وجود عہد رسالت سے آج تک مسلسل ہے۔

وسوسہ = ہمارا وجود عہد رسالت سے چلا آرہا ہے اور مقلدین کا وجود بہت بعد میں نمودار ہوا، اور تقلید کی بدعت بھی بعد کی پیداوار ہے۔

سوال = کیا فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث وغیر مقلدین کے ساتھ اہل حق اہلسنت والجماعت کا صرف فروعی وجزئی اختلاف ہے یا اصولی اختلاف ہے؟

علمائے دیوبند کے متعلق وساوس

عقائد وعلم کلام

وسوسہ = علماء دیوبند کے عقائد کفریہ شرکیہ ہیں-معاذاللہ-

وسوسہ = احناف ماتریدی عقیدہ رکھتے ہیں اور دیگر مقلدین اشعری عقیدہ رکھتے ہیں، اور اشاعرہ وماتریدیہ دونوں کے عقائد غلط وگمراہ کن ہیں۔

وسوسہ = اشاعرہ اور ماتریدیہ میں مسائل عقیدہ میں اختلاف ہے تو پھر ان میں حق پر کون ہوا؟؟

سوال = امام ابو الحسن الأشعری اور الامام ابو منصور ماتریدی کے بعد لوگ اپنے آپ کو اشعری وماتریدی کیوں کہنے لگے ؟؟ اور اشاعرہ وماتریدیہ کی نسبت کیوں اختیار کی گئی ؟؟

تصوف

وسوسہ = علماء دیوبند قبور سے فیض حاصل کرنے کا عقیدہ رکھتے ہیں جو کہ ایک شرکیہ عقیدہ ہے۔

وسوسہ = علماء دیوبند وحدتُ الوجود کا عقیدہ رکھتے ہیں جو کہ ایک کفریہ شرکیہ عقیدہ ہے۔

سوال = کیا "وحدتُ الوجود" کی اصطلاح قرآن وحدیث میں ہے ؟؟

وسوسہ = علماء دیوبند " تصَور شیخ "کا عقیدہ رکھتے ہیں جو کہ ایک گمراہ کن اور شرکیہ عقیدہ ہے۔

تبلیغ

وسوسہ = تبلیغی جماعت کا جو طریقہ تبلیغ ہے یہ حضور ﷺ اور خیرُ القرون کے زمانہ میں نہیں ملتا لہذا یہ مُروجہ تبلیغی طریقہ بدعت ہے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے صرف {تبلیغی نصاب} پڑھتے پڑھاتے ہیں کسی دوسری کتاب کے پڑھنے کو منع کرتے ہیں۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے کتاب {فضائل اعمال} کی جگہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا درس کیوں نہیں دیتے جو کہ صحیح ترین کتب ہیں ؟؟

وسوسہ = تبلیغی جماعت نے جو چھ نمبر {صفات} بنائے ہیں، ان کا ثبوت قرآن وحدیث میں کہاں ہے ؟؟

وسوسہ = تبلیغی جماعت نے جو یہ چھ نمبر {صفات} خاص کئے ہیں، اس کا ثبوت کہیں نہیں ملتا لہذا یہ بدعت ہیں •

وسوسہ = تبلیغی جماعت والوں نے جماعت میں جانے کے لئے جو چالیس دن مقرر کئے ہیں، اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے لہذا یہ بدعت ہے جس کو تبلیغی جماعت نے لوگوں میں رائج کر دیا ہے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والوں نے جماعت میں نکلنے کے لئے جو معروف ترتیب بنائی ہے، کیا نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس معروف ترتیب کے ساتھ نکلنا ثابت ہے؟؟

وسوسہ = تبلیغی جماعت کی کتاب { فضائل اعمال } ضعیف احادیث پر مبنی ہے لہذا اس کتاب سے بچنا بہت ضروری ہے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے جو گشت کرتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے صرف مسلمانوں کے پاس جاتے ہیں کفار کو کیوں تبلیغ نہیں کرتے ؟

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے " جہاد فی سبیل اللہ ، یا مطلق فی سبیل اللہ " کی احادیث وآیات کو دعوۃ وتبلیغ پر محمول کرتے ہیں ۔

وسوسہ = حیاۃ الصحابہ خرافات اور جھوٹے قصوں اور موضوع اور جھوٹی وضعیف احادیث سے بھری ہے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے ہر جمعہ کی رات کو اجتماع کرتے ہیں۔ یعنی شب جمعہ کو اجتماع ہوتا ہے جس میں بیانات ہوتے ہیں، سب تبلیغی اس میں جمع ہوتے ہیں، یہ بھی بدعت ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

وسوسہ = متفرق: فضائل اعمال اور فضائل صدقات میں موجود اولیاء اللہ اور صالحین کے واقعات واقوال وکرامات پر اعتراض۔

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کا فقہ حنفی سے بغض وعداوت

اس فرقہ جدید کی بنیاد ہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی سے بغض وعداوت ونفرت وتعصب پر رکھی گئی ہے، باستثناء بعض معتدل اشخاص سب کا یہی حال ہے، ان کے چھوٹے بڑے آئے دن وقتا فوقتا فقہ حنفی کے خلاف کچھ نہ کچھ بکواسات لکھتے اور بولتے رہتے ہیں، اور حتی کہ ایک ناواقف جاہل شخص جب ان کی ظاہری خوشنما جال میں پھنستا ہے تو اس کو ابتدائی سبق ہی یہ پڑھایا جاتا ہے کہ " فقہ حنفی قرآن وحدیث کے بالکل خلاف ومتضاد ہے "لہذا اس کے قریب بھی نہ جانا، اور پھر اس کو مزید گمراہ کرنے کے لئے اورامام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی سے متنفر کرنے کے لیئے چند کتب ورسائل کے پڑھنے کی تاکید کی جاتی ہے جن کو بعض جہلاء نے ترتیب دیاہے اوران میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی کے خلاف انٹرنیشنل جھوٹ وکذب وفریب کو جمع کیا، اب ایک ناواقف وجاہل خالی الذہن شخص یہ سب کذبات وافترآت پڑھتاہے یاسنتاہے اوراس کو خالص اندھی تقلید میں قبول کرتا جاتاہے، کیونکہ یہ شخص بوجہ اپنی جہالت کے دین

کے بنیادی احکامات وفرائض کی خبر نہیں رکھتا تو فقہ حنفی کی تفصیلات کا اس کو کیا علم ہو گا، اور اس فرقہ جدید میں شامل ہونے والے اکثر کا یہی حال ہے کہ اسی قسم کا وسوسہ کسی نے سنایا یا پڑھایا اور ان کے ساتھ ہو لیا، اب یہی شخص اس کے بعد رات دن امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی اور علماء احناف کے خلاف طعن وتشنیع کرتا رہتا ہے اور اپنی عاقبت کو خراب کرتا ہے، اور یہ سب کام یہ شخص خالص اندھی وناجائز تقلید میں کرتا ہے، کیونکہ خود تو اس کے اندر اتنی استعداد وصلاحیت نہیں ہے کتب فقہ کی طرف رجوع کرکے صحیح وغلط جھوٹ وسچ کی تمیز وتفریق کرسکے، لہذا چند جہلاء کے رسائل وکتب وبیانات پر ہی آمین ولبیک کہہ دیتا ہے، اور اس طرح ضلالت کی وادی میں پہلا قدم رکھتا ہے، لہذا ایک عاقل شخص پر لازم ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی اور علماء احناف کے خلاف اس فرقہ جدید کی طرف سے پھیلائے گئے وساوس واکاذیب کو ہرگز قبول نہ کرے، اللہ تعالی علماء حق علماء دیوبند کو جزاء خیر دے کہ اس فرقہ جدید کی اڑائی ہوئی تمام جھوٹی باتوں کا جواب مستقل کتب ورسائل وبیانات وتقاریر کی صورت میں دے چکے ہیں اور اس فرقہ جدید پر خصوصا اور دیگر تمام لوگوں پر حُجت تمام کرچکے ہیں، یہاں میں صرف ایک بات امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اصول اجتہاد کے حوالے سے عرض کرتا ہوں، جس کو پڑھ کر آپ اندازہ کریں کہ امام اعظم نے باب اجتہاد میں کتنا عظیم اصول قائم کیا ہے، اور اس اصول کو پڑھنے کے بعد امام اعظم اور فقہ حنفی کے خلاف اس فرقہ جدید کے پھیلائے ہوئے اکثر وساوس فنا ہو جاتے ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ کا عظیم اجتہادی اصول :

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آخذ بكتاب الله ، فما لم أجد فبسنة رسول الله ﷺ، فإن لم أجد في كتاب الله ولا سنة رسول الله ﷺ، أخذت بقول أصحابه، آخذ بقول من شئت منهم، وأدع من شئت منهم ولا أخرج من قولهم إلى قول غيرهم وأما اذا انتهى الأمر الى إبراهيم والشعبي وإبن سيرين والحسن وعطا وسعيد ابن المُسيب وعدد رجالا فقوم اجتهدوا فأجتهدُ كما اجتهدوا۔ [تاریخ بغداد (13/368)]

میں سب سے پہلے کتاب اللہ سے (مسئلہ و حکم) لیتاہوں، اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو پھر سنت رسول اللہ ﷺ اور احادیث کی طرف رجوع کرتاہوں، اور اگر کتاب اللہ و سنت اور احادیث رسول اللہ ﷺ میں بھی نہ ملے تو پھر میں اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف رجوع کرتاہوں اور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے اقوال سے باہر نہیں نکلتا، اور جب معاملہ براھیم، والشعبی والحسن وابن سیرین وسعید بن المسیب تک پہنچ جائے تو پھر میں بھی اجتہاد کرتاہوں جیساکہ انہوں نے اجتہاد کیا۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ اپنی کتاب {اعلام الموقعین} فرماتے ہیں کہ:

وأصحاب أبي حنيفة رحمه الله مجمعون على أن مذهب أبي حنيفة أن ضعيف الحديث عنده أولى من القياس والرأي، وعلى ذلك بنى مذهبه كما قدّم حديث القهقهة مع ضعفه على القياس والرأي، وقدّم حديث الوضوء بنبيذ التمر في السفر مع ضعفه على الرأي والقياس .... فتقديم الحديث الضعيف وآثار الصحابةعلى القياس والرأي قوله وقول الإمام أحمد" [اعلام الموقعین عن رب العالمین 1/ 77]

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب کا اس بات پر اجماع ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث بھی رائے و قیاس سے اُولیٰ وبہتر (ومقدم) ہے، اور اسی اصول پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کی بنیاد واساس رکھی گئی، جیسا قهقهة والی حدیث کو باوجود ضعیف ہونے کے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے قیاس ورائے پر مقدم کیا، اور سفر میں نبيذ التمر کے ساتھ وضو والی حدیث کو باوجود ضعیف ہونے کے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قیاس ورائے پر مقدم کیا، پس حدیث ضعیف وآثارُ الصحابہ رضی اللہ عنھم کو رائے و قیاس پر مقدم کرنا یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کا قول (وعمل وفیصلہ) ہے ۔

علامہ ابن حزم ظاہری بھی یہی فرماتے ہیں کہ

جميع أصحاب أبي حنيفة مجمعون على أن مذهب أبي حنيفة أن ضعيف الحديث أولى عنده من القياس والرأي" [احکام الاحکام فی اصول الاحکام 7/54]

یہ ہے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اورآپ کے اصحاب وتلامذہ کا سنہری وزریں اصول جس کے اوپر مذہب حنفی کی بنیاد ہے ، امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ اصول اہل علم کے یہاں معروف ہے ، اب جس امام کا حدیث کے باب میں اتنا عظیم اصول ہو اوراس درجہ تعلق ہو حدیث کے ساتھ کہ ضعیف حدیث پر بھی عمل کرنا ہے ، اس امام کواور اس کے اصحاب وپیروکاروں کو حدیث کا مخالف بتلایا جائے اور جاہل عوام کو گمراہ کیا جائے،تواس طرز کوہم کیا کہیں جہالت وحماقت یاعداوت ومنافقت؟؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فتوی

ومن ظنّ بأبى حنيفة أوغيره من أئمة المسلمين أنهم يتعمدون مخالفة الحديث الصحيح لقياس أو غيره فقد أخطأ عليهم ، وتكلّم إما بظنّ وإما بهوى ، فهذا أبو حنيفة يعمل بحديث التوضى بالنبيذ في السفر مع مخالفته للقياس ، وبحديث القهقهة في الصلاة مع مخالفته للقياس لاعتقاده صحتهما وإن كان أئمة الحديث لم يصححوهما"

اور جس نے بھی امام ابو حنیفہؒ یاان کے علاوہ دیگر أئمة المسلمين کے متعلق یہ گمان کیا کہ وہ قیاس یا(رائے)وغیرہ کی وجہ سے حدیث صحیح کی مُخالفت کرتے ہیں تواس نے ان ائمہ پر غلط (بہتان وجھوٹ) بات بولی، اور محض اپنے گمان وخیال سے یاخواہش ہویٰ سے بات کی، اور امام ابو حنیفہؒ تو نبيذ التمر کے ساتھ وضووالی حدیث پر باوجود ضعیف ہونے کے اور مُخالف قیاس ہونے کے عمل کرتے ہیں الخ ۔ [مجموع الفتاوي لابن تيمية 20/304،305]

شیخ الاِسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فتوی بالکل واضح ہے یعنی امام اعظم کے مُتعلق اگر کوئی یہ گمان وخیال بھی کرے کہ وہ صحیح حدیث کی مخالفت کرتے ہیں اپنی رائے وقیاس سے تو ایسا شخص شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک خیالات وخواہشات کا پیروکار ہے اور ائمہ مُسلمین پر جھوٹ وغلط بولنے والا ہے ۔

کیا شیخ الاِسلام ابن تیمیہؒ کے اس فتوی کا مصداق آج کل کا جدید فرقہ اہل حدیث نہیں ہے جو رات دن کا مشغلہ ہی یہی بنائے ہوئے ہیں ؟؟؟

میں نے حافظ ابن القیم رحمہ اللہ اور ان کے شیخ شیخ الاِسلام ابن تیمیہؒ کی تصریحات نقل کیں ، عجب نہیں کہ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ شیخ الاِسلام ابن تیمیہؒ کا یہ اعلان فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل جُہلاء کے لئے باعث ہدایت بن جائے ۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل جاہل نام نہاد شیوخ عوام کو گمراہ کرنے کے لئے یہ وسوسہ پھیلاتے ہیں کہ فقہ حنفی " حدیث " کے بالکل مخالف ہے ، گذشتہ سطور میں آپ نے ملاحظہ کرلیا کہ امام اعظم اورآپ کے اصحاب بالاتفاق ضعیف حدیث پر عمل نہیں چھوڑتے چہ جائیکہ صحیح حدیث کو چھوڑ دیں ، اس سلسلہ میں ایک اور مثال عرض کرتا ہوں ، دیگر مُحدثین کے یہاں اور خود فرقہ جدید اہل حدیث کے یہاں بھی " مُرسَل حدیث "ضعیف اور ناقابل احتجاج ہے ، جب کہ امام اعظم اور آپ کے اصحاب " مُرسَل حدیث " کو بھی قبول کرتے ہیں ، اور قابل احتجاج سمجھتے ہیں بشرطیکہ " مُرسِل " ثقہ وعادل ہو ۔

یہاں سے آپ اندازہ لگالیں کہ امام اعظمؒ اور آپ کے اصحاب " حدیث " کو کتنی اہمیت دیتے ہیں ، اور حدیث رسول ﷺ کے ساتھ کس درجہ شدید و قوی تعلق رکھتے ہیں ، لیکن پھر بھی عوام کو بے راہ کرنے کیلئے یہ جھوٹ ووسوسہ پھیلاتے ہیں کہ فقہ حنفی حدیث کے بالکل مخالف ہے ۔ **هَداهُم الله فهُم لايَعلمون**۔

مُرسَل حدیث کے متعلق مُحدثین کے چند تصریحات درج ذیل ہیں ،

حكم الحديث المرسل عند أبي حنيفة: من الجدير بالذكر أن الحديث المرسل هو الحديث الذي يضيفه التابعي إليالنبي صلى الله عليه وسلم مسقطاً الواسطة بينهما ، وقد اختلف العلماء في قول هذا المرسل أوعدم

قبوله على أقوال عدة ، وكان أبو حنيفة النعمان يرى قبول الحديث المرسل والاحتجاج به بشرط أن يكون مرسِله ثقة عدلاً۔

قال الخطيب البغدادي في الكفاية " : اختلف العلماء في وجوب العمل بما هذه حاله، فقال بعضهم : إنه مقبول ويجب العمل به إذا كان المرسِل ثقة عدلاً ، وهذا قول مالك وأهل المدينة وأبي حنيفة وأهل العراق وغيرهم" [الكفاية في علم الراوية ص384]

وقال ابن الصلاح وابن كثير " : والاحتجاج به مذهب مالك وأبي حنيفة وأصحابهما ء رحمهم الله ء في طائفة" [انظر علوم الحديث لابن الصلاح ص 50]

وقال العراقي في فتح المغيث " : فذهب مالك بن أنس وأبو حنيفة النعمان بن ثابت وأتباعهما في طائفة إلى الاحتجاج به "يعني بالمرسل. [فتح المغيث في شرح ألفية الحديث ص65.]

وقال النووي في التقريب " : ثم المرسل حديث ضعيف عند جماهير المحدثين والشافعي وكثير من الفقهاء وأصحاب الأصول ، وقال مالك وأبو حنيفة في طائفة : صحيح [التقريب والتيسير في معرفة سنن البشير النذير ص35.]

وقال النووي في الارشاد " : وقال مالك وأبو حنيفة رضي الله عنهما وأصحابهما وطائفة من العلماء : يحتجّ به " [إرشاد طلاب الحقائق ص81.]

وقال السخاوي في فتح المغيث " : واحتجّ به الإمام مالك بن أنس في المشهور عنه وكذا الإمام أبو حنيفة النعمان بن ثابت وتابعهما المقلدون لهما ء والمراد الجمهور من الطائفتين بل وجماعة من المحدثين والإمام أحمد في رواية حكاها النووي وابن القيم وغيرهم بالمرسل ودانوا بمضمونه أي جعل كل واحد منهم ما هو عنده مرسل ديناً يدين به في الأحكام وغيرها [فتح المغيث شرح ألفية الحديث 139/1]

وقال السيوطي " : وقال مالك في المشهور عنه وأبو حنيفة في طائفة منهم أحمد في المشهور عنه : صحيح"

[تدریب الراوی 198/1]

**** إن أريدُ إلا الإصْـلاحَ مـَا استطعتُ وَمَا توفِيقي إلابالله ****

وسوسہ 1 : امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی اتباع بہتر ہے یا محمد رسول اللہ ﷺ کی ؟؟

جواب : یہ وسوسہ ایک عام آدمی کو بڑا خوشنما معلوم ہوتا ہے، لیکن دراصل یہ وسوسہ بالکل باطل وفاسد ہے، کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور محمد رسول ﷺ کا تقابل کرنا ہی غلط ہے، بلکہ نبی کا مقابلہ امتی سے کرنا یہ توہین و تنقیص ہے، بلکہ اصل سوال یہ ہے کہ کیا محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (اور دیگر ائمہ اسلام) کی راہنمائی میں بہتر ہے یا اپنے نفس کی خواہشات اور آج کل کے نام نہاد جاہل شیوخ کی اتباع میں بہتر ہے؟؟

لہذا ہم کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واتباع امام ابوحنیفہ تابعی رحمہ اللہ (اور دیگر ائمہ مجتہدین) کی اتباع وراہنمائی میں کرنا ضروری ہے، اور اسی پر تمام اہل سنت عوام وخواص سلف وخلف کا اجماع واتفاق ہے، لیکن بدقسمتی سے ہندوستان میں انگریزی دور میں ایک جدید فرقہ پیدا کیا گیا جس نے بڑے زور وشور سے یہ نعرہ لگانا شروع کیا کہ دین میں ان ائمہ مجتہدین خصوصا تابعی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی اتباع وراہنمائی ناجائز وشرک ہے، لہذا ایک عام آدمی کو ان ائمہ اسلام کی اتباع وراہنمائی سے نکال کر ان جہلاء نے اپنی اور نفس وشیطان کی اتباع میں لگادیا، اور ہر کس وناکس کو دین میں آزاد کردیا اور نفسانی وشیطانی خواہشات پر عمل میں لگادیا اور وہ حقیقی اہل علم جن کے بارے قرآن نے کہا (فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون) عوام الناس کو ان کی اتباع سے نکال کر ان جاہل لوگوں کی اتباع میں لگادیا جن کے بارے حضور صلی اللہ ﷺ نے فرمایا:(فأفتوا بغير علم فضلوا و أضلوا)اور ان جہلاء کی تقلید واتباع کو صراط مستقیم کہ دیا، اور عام لوگوں کو قرآن وسنت کے نام پر اپنی طرف بلاتے ہیں، لیکن درحقیقت عام لوگوں کو چند جہلاء کی اندھی تقلید واتباع میں ڈال دیا جاتا ہے، **فإلى الله المشتكى و هوالمستعان۔**

وسوسہ 2: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو صرف سترہ (17) احادیث یاد تھیں؟؟

جواب: یہ وسوسہ بہت پرانا ہے جس کو فرقہ اہل حدیث کے جہلاء نقل در نقل نقل کرتے چلے آرہے ہیں، اس وسوسہ کا اجمالی جواب تو (لعنة الله علی الكاذبين) ہے، یہ انھوں نے (کتاب تاریخ ابن خلدون) سے لیا ہے، ایک طرف تو اس فرقہ کا دعوی ہے کہ ہمارے اصول صرف قرآن وسنت ہیں، لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے اس درجہ بغض ہے کہ ان کے خلاف جوبات جہاں سے بھی ملے وہ سر آنکھوں پر، اس کے لئے کسی دلیل وثبوت وتحقیق کی کوئی ضرورت نہیں اگرچہ کسی مجہول آدمی کا جھوٹا قول ہی کیوں نہ ہو۔ یہی حال ابن خلدون کے نقل کردہ اس قول کا ہے، تاریخ ابن خلدون میں ہے۔

فابو حنيفه رضى الله عنه يُقال بلغت روايته الى سبعة عشر حديثا اونحوها

1. فرقہ اہل حدیث کے جاہل شیوخ عوام کو گمراہ کرنے کے لیے اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو سترہ (17) احادیث یاد تھیں، حالانکہ اس عبارت کا یہ ترجمہ بالکل غلط ہے، بلکہ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کی روایت (یعنی مَرویات) سترہ (17) تک پہنچتی ہیں، اس قول میں یہ بات نہیں ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو صرف سترہ (17) احادیث یاد تھیں، ابن خلدون کے ذکر کردہ اس قول مجہول کا مطلب یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جو احادیث روایت کیں ہیں ان کی تعداد سترہ (17) ہے، یہ مطلب نہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کُل سترہ (17) احادیث پڑھی ہیں، اور اہل علم جانتے ہیں کہ روایت حدیث میں کمی اور قلت کوئی عیب ونقص نہیں ہے، حتی کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی روایات دیگر صحابہ کی نسبت بہت کم ہیں۔
2. تاریخ ابن خلدون جلد ۱ صفحہ ۳۷۱ پر جو کچھ ابن خلدون رحمہ اللہ نے لکھا ہے، وہ اگر بغور پڑھ لیا جائے تو اس وسوسے اوراعتراض کا حال بالکل واضح ہو جاتا ہے۔
3. علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے یہ قول (یُقال) بصیغہ تَمریض ذکر کیا ہے، اور علماء کرام خوب جانتے ہیں کہ اہل علم جب کوئی بات (قِيل، يُقال) سے ذکر کرتے ہیں تو وہ اس کے ضعف اور عدم ثبوت کی طرف اشارہ ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ یہ علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کا اپنا قول نہیں ہے، بلکہ مجہول صیغہ سے ذکر کیا ہے، جس کا

معنی ہے کہ (کہا جاتا ہے) اب یہ کہنے والا کون ہے، کہاں ہے، کس کو کہا ہے؟؟ کوئی پتہ نہیں، پھر علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے کہا (او نحوِھا) یعنی ان کو خود بھی نہیں معلوم کہ سترہ ہیں یا زیادہ۔

4. علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ مورخ اسلام ہیں لیکن ان کو ائمہ کی روایات کا پورا علم نہیں ہے، مثلاً وہ کہتے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ کی مَرویّات (موطا) میں تین سو ہیں، حالانکہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (موطا مالک) میں سترہ سو بیس (1720) احادیث موجود ہیں۔

5. اس وسوسہ کی تردید کے لئے امام اعظم رحمہ اللہ کی پندرہ مسانید کو ہی دیکھ لینا کافی ہے، جن میں سے چار تو آپ کے شاگردوں نے بلاواسطہ آپ سے احادیث سن کر جمع کی ہیں، باقی بالواسطہ آپ سے روایت کی ہیں، اس کے علاوہ امام محمد امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی کتب اور مُصنف عبد الرزاق اور مُصنف ابن ابی شیبہ میں ہزاروں روایات بسند مُتصل امام اعظم رحمہ اللہ سے روایت کی گئی ہیں، اور امام محمد رحمہ اللہ نے (کتاب الآثار) میں تقریباً نوسو (900) احادیث جمع کی ہیں، جس کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا۔

6. امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ائمہ حدیث نے حُفاظ حدیث میں شمار کیا ہے، عالم اسلام کے مستند عالم مشہور ناقد حدیث اور علم الرجال کے مستند و مُعتمد عالم علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ذکر اپنی کتاب (تذکرہ الحُفَّاظ) میں کیا ہے، جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ اس میں حُفاظ حدیث کا تذکرہ کیا گیا ہے، اور محدثین کے یہاں (حافظ) اس کو کہا جاتا ہے جس کو کم از کم ایک لاکھ احادیث متن وسند کے ساتھ یاد ہوں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو حُفاظ حدیث میں شمار کریں، اور انگریزی دور کا نومولود فرقہ اہل حدیث کہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو سترہ احادیث یاد تھیں، (تذکرۃ الحُفَّاظ) سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ترجمہ درج ذیل ہے:

تذكرة الحفاظ/الطبقة الخامسة. ابو حنيفة

الإمام الأعظم فقيه العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التيمي مولاهم الكوفي: مولده سنة ثمانين رأى أنس بن مالك غير مرة لما قدم عليهم الكوفة، رواه ابن سعد عن سيف بن جابر أنه سمع أبا حنيفة يقوله .وحدث

عن عطاء ونافع وعبد الرحمن بن هرمز الأعرج وعدي بن ثابت وسلمة بن كهيل وأبي جعفر محمد بن علي وقتادة وعمرو بن دينار وأبي إسحاق وخلق كثير. تفقه به زفر بن الهذيل وداود الطائي والقاضي أبو يوسف ومحمد بن الحسن وأسد بن عمرو والحسن بن ز ياد اللؤلؤي ونوح الجامع وأبو مطيع البلخي وعدة. وكان قد تفقه بحماد بن أبي سليمان وغيره وحدث عنه وكيع و يز يد بن هارون وسعد بن الصلت وأبو عاصم وعبد الرزاق وعبيد الله بن موسى وأبو نعيم وأبو عبد الرحمن المقري و بشر كثير. وكان إماما ورعا عالما عاملا متعبدا كبير الشأن لا يقبل جوائز السلطان بل يتجر و يتكسب .قال ضرار بن صرد: سئل يز يد بن هارون أيما أفقه: الثوري أم أبو حنيفة؟ فقال: أبو حنيفة أفقه وسفيان أحفظ للحديث. وقال ابن المبارك :أبو حنيفة أفقه الناس .وقال الشافعي :الناس في الفقه عيال على أبي حنيفة .وقال يز يد: ما رأيت أحدًا أورع ولا أعقل من أبي حنيفة. وروى أحمد بن محمد بن القاسم بن محرز عن يحيى بن معين قال: لا بأس به لم يكن يتهم ولقد ضربه يز يد بن عمر بن هبيرة على القضاء فأبى أن يكون قاضيا. قال أبو داود : إن أبا حنيفة كان إماما۔

وروى بشر بن الوليد عن أبي يوسف قال: كنت أمشي مع أبي حنيفة فقال رجل لآخر: هذا أبو حنيفة لا ينام الليل، فقال: والله لا يتحدث الناس عني بما لم أفعل، فكان يحيي الليل صلاة ودعاء وتضرعا. قلت : مناقب هذا الإمام قد أفردتها في جزء .كان موته في رجب سنة خمسين ومائة۔

أنبأنا ابن قدامة أخبرنا بن طبرزد أنا أبو غالب بن البناء أنا أبو محمد الجوهري أنا أبو بكر القطيعي نا بشر بن موسى أنا أبو عبد الرحمن المقرئ عن أبي حنيفة عن عطاء عن جابر أنه رآه يصلي في قميص خفيف ليس عليه إزار ولا رداء قال: ولا أظنه صلى فيه إلا ليرينا أنه لا بأس بالصلاة في الثوب الواحد

وسوسہ 3: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ضعیف راوی تھے محدثین نے ان پر جرح کی ہے؟؟

جواب: دنیائے اسلام کی مستند ائمہ رجال کی صرف دس کتابوں کے نام ذکر کروں گا، جو اس وسوسہ کو باطل کرنے کے لئے کافی ہیں۔

1. امام ذہبی رحمہ اللہ حدیث ورجال کے مستند امام ہیں، اپنی کتاب (تذکرۃ الحفاظ) میں امام اعظم رحمہ اللہ کے صرف حالات ومناقب وفضائل لکھے ہیں، جرح ایک بھی نہیں لکھی، اور موضوع کتاب کے مطابق مختصر مناقب وفضائل لکھنے کے بعد امام ذہبی رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے امام اعظم رحمہ اللہ کے مناقب میں ایک جدا اور مستقل کتاب بھی لکھی ہے۔
2. حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (تهذيبُ التهذيب) میں جرح نقل نہیں کی، بلکہ حالات ومناقب لکھنے کے بعد اپنے کلام کو اس دعا پر ختم کیا۔

مناقب أبي حنيفة كثيرة جدا فرضي الله عنه وأسكنه الفردوس آمين

"امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب کثیر ہیں، ان کے بدلے اللہ تعالی ان سے راضی ہو اور فردوس میں ان کو مقام بخشے، آمین"۔

3. حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (تقريب التهذيب) میں بھی کوئی جرح نقل نہیں کی۔
4. فن اسماء الرجال کے ایک بڑے امام حافظ صفی الدین خزرجی رحمہ اللہ نے (خلاصة تذهيب تهذيب الكمال) میں صرف مناقب وفضائل لکھے ہیں، کوئی جرح ذکر نہیں کی، اور امام اعظم رحمہ اللہ کو **امام العراق وفقيه الامة** کے لقب سے یاد کیا، واضح ہو کہ کتاب (خلاصة تذهيب تهذيب الكمال) کے مطالب چار مستند کتابوں کے مطالب ہیں، خود خلاصہ اور
5. تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال . امام ذهبی رحمه الله
6. ألكمال في أسماء الرجال، امام عبدالغني المَقدسي رحمه الله۔
7. تهذيب الكمال، امام ابوالحجاج المِزّي رحمه الله۔

کتاب (الكمال) کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی کتاب (تهذيبُ التهذيب) کے خطبہ میں لکھتے ہیں کہ

كتاب الكمال في أسماء الرجال من أجل المصنفات في معرفة حملة الآثار وضعا وأعظم المؤلفات في بصائر ذوي الألباب وقعا

اور خطبہ کے آخر میں کتاب (الکمال) کے مؤلف کے بارے میں لکھا،

هو والله لعديم النظير المطلع النحرير۔

8. کتاب تہذیب الاسماء واللغات میں امام نووی رحمہ اللہ نے سات صفحات امام اعظم رحمہ اللہ کے حالات ومناقب میں لکھے ہیں، جرح کا ایک لفظ بھی نقل نہیں کیا۔

9. امام یافعی شافعی رحمہ اللہ نے کتاب مراۃ الجنان میں امام اعظم رحمہ اللہ کے حالات ومناقب میں کوئی جرح نقل نہیں کی، حالانکہ امام یافعی نے (تاریخ بغداد) کے کئی حوالے دیئے ہیں، جس سے صاف واضح ہے کہ خطیب بغدادی کی منقولہ جرح امام یافعی کی نظر میں ثابت نہیں۔

10. فقیہ ابن العماد الحنبلی رحمہ اللہ اپنی کتاب شذرات الذھب میں صرف حالات ومناقب ہی لکھے ہیں ،جرح کا ایک لفظ بھی نقل نہیں کیا۔

اسی طرح اصول حدیث کی مستند کتب میں علماء امت نے یہ واضح تصریح کی ہے ، کہ جن ائمہ کی عدالت وثقاہت وجلالت قدر اہل علم اور اہل نقل کے نزدیک ثابت ہے، ان کے مقابلے میں کوئی جرح مقبول ومسموع نہیں ہے۔

وسوسہ 4: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مُحدث نہیں تھے، ان کو علم حدیث میں کوئی تبحر حاصل نہیں تھا؟؟

جواب: یہ باطل وسوسہ بھی فرقہ اہل حدیث کے جہلاء آج تک نقل کرتے چلے آرہے ہیں، اہل علم کے نزدیک تو یہ وسوسہ تار عنکبوت سے زیادہ کمزور ہے، اور دن دیہاڑے چڑتے سورج کا انکار ہے۔ روشن سورج اپنے وجود میں دلیل کا محتاج نہیں ہے چمگادڑ کو اگر سورج نظر نہیں آتا تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے؟

بطور مثال امام اعظم رحمہ اللہ کی حلقہ درس میں برسہابرس شامل ہونے والے چند جلیل القدر عظیم المرتبت محدثین وائمہ اسلام کے اسماء گرامی پیش کرتا ہوں، جن میں ہر ایک اپنی ذات میں ایک انجمن اور علم وحکمت کا سمندر ہے ۔

1. امام یحی ابن سعید القطان، علم الجرح والتعدیل کے بانی اور امام ہیں ۔
2. امام عبدالرزاق بن ہمام، جن کی کتاب (مصنف) مشہورومعروف ہے، جن کی جامع کبیر سے امام بخاری نے فیض اٹھایاہے۔
3. امام یزید ابن ہارون ؒ، امام احمد بن حنبلؒ کے استاذ ہیں۔
4. امام وکیع ابن جرّاح ؒ، جن کے بارے امام احمدؒ فرمایا کرتے کہ حفظ واسناد وروایت میں ان کا کوئی ہم سر نہیں ہے۔
5. امام عبداللہ بن مبارک ؒ، جو علم حدیث میں بالاتفاق امیر المومنین ہیں۔
6. امام یحی بن زکریا ابن ابی زائدہ ؒ، امام بخاری ؒ کے استاذ علی بن المَدینی ؒ ان کو علم کی انتہاء کہا کرتے تھے۔
7. قاضی امام ابویوسف ؒ، جن کے بارے امام احمد ؒ نے فرمایا کہ میں جب علم حدیث کی تحصیل شروع کی تو سب سے پہلے قاضی امام ابویوسف ؒ کی مجلس میں بیٹھا۔
8. امام محمد بن حسن الشیبانی ؒ جن کے بارے امام شافعی ؒ نے فرمایا کہ میں نے ایک اونٹ کے بوجھ کے برابر علم حاصل کیاہے ۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ نے اپنی کتاب (تہذیب التہذیب ج 1 ص 449) میں امام اعظم ؒ کے تلامذہ کا ذکر کرتے ہوئے درج ذیل مشاہیر ائمہ حدیث کا ذکر کیا۔

تهذيب التهذيب ، حرف النون

وعنه ابنه حماد وإبراهيم بن طهمان وحمزة بن حبيب الز يات وزفر بن الهذيل وأبو يوسف القاضي وأبو يحيى الحماني وعيسى بن يونس ووكيع و يز يد بن زر يع وأسد بن عمرو البجلي وحكام بن يعلى بن سلم الرازي وخارجة بن مصعب وعبد المجيد بن أبي رواد

وعلي بن مسهر ومحمد بن بشر العبدي وعبد الرزاق ومحمد بن الحسن الشيباني ومصعب بن المقدام ويحيى بن يمان وأبو عصمة نوح بن أبي مريم وأبو عبد الرحمن المقري وأبو عاصم وآخرون۔

حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ نے (وآخرون) کہہ کر اشارہ کر دیا کہ امام اعظم ؒ کے شاگردوں میں صرف یہ کبار ائمہ ہی شامل نہیں بلکہ ان کے علاوہ اور بھی ہیں اوران میں اکثر امام بخاری ؒ کے استاذ یا استاذ الاساتذہ ہیں۔
یہ ایک مختصر سی شہادت میں نے حدیث ورجال کے مستند امام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی ؒ کی زبانی آپ کے سامنے پیش کی ہے، تو پھر بھی کوئی جاہل امام اعظم ؒ کے بارے یہ کہے کہ ان کو حدیث کا علم حاصل نہیں تھا، کیا یہ جلیل القدر محدثین اور ائمہ امام اعظمؒ کی درس میں محض گپ شپ اور ہوا خوری کے لئے جایا کرتے تھے؟؟
کیا ایک عقل مند آدمی ان ائمہ حدیث اور سلف صالحین ؒ کی تصریحات کو صحیح اور حق تسلیم کرے گا یا انگریزی دور میں پیدا شدہ جدید فرقہ اہل حدیث کے وساوس واباطیل کو؟؟

وسوسہ 5 : امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تابعی نہیں تھے ؟؟

جواب: یہ باطل وسوسہ بھی فرقہ اہل حدیث کے جہلاء نے امام اعظمؒ کے ساتھ بغض وعناد کی بناء پر مشہور کیا، جبکہ اہل علم کے نزدیک یہ وسوسہ بھی باطل وکاذب ہے ۔
یاد رکھیں کہ جمہور محدثین کے نزدیک محض کسی صحابی کی ملاقات اور رویت سے آدمی تابعی بن جاتا ہے، اس میں صحابی کی صحبت میں ایک مدت تک بیٹھنا شرط نہیں ہے ۔
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے (شرح النخبہ) میں فرمایا (ہٰذا ہو المختار) یہی بات صحیح ومختار ہے ۔
امام اعظم رحمہ اللہ کو بعض صحابہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے، اور امام اعظم رحمہ اللہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ملاقات کو اور آپ کی تابعی ہونے کو محدثین اور اہل علم کی ایک بڑی جماعت نے نقل کیا ہے۔

1. ابن سعد ؒ نے اپنی کتاب (الطبقات) میں۔

2. حافظ ذہبیؒ نے اپنی کتاب (تذکرہ الحفاظ) میں۔

3. حافظ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب (تہذیب التہذیب) میں اور اسی طرح ایک فتوی میں بھی جس کو امام سیوطیؒ نے (تبییض الصحیفہ) میں نقل کیا ہے ۔

4. حافظ عراقی ؒ ۔

5. امام دار قطنی ؒ ۔

6. امام ابو معشر عبد الکریم بن عبد الصمد الطبری المقری الشافعی ؒ ۔

7. امام سیوطی ؒ ۔

8. حافظ ابوالحجاج المزِی ؒ ۔

9. حافظ ابن الجوزی ؒ ۔

10. حافظ ابن عبد البر ؒ ۔

11. حافظ السمعانی ؒ ۔

12. امام نووی ؒ ۔

13. حافظ عبد الغنی المقدسی ؒ ۔

14. امام جزری ؒ ۔

15. امام تُور بِشتی ؒ ۔

16. امام سراج الدین عمر بن رسلان البُلقینی ؒ اپنے زمانہ کے شیخ الاسلام ہیں اور حافظ ابن حجر ؒ کے شیخ ہیں۔

17. امام یافعی شافعی ؒ ۔

18. علامہ ابن حجر مکی شافعی ؒ۔

19. علامہ احمد قسطلانی ؒ۔

20. علامہ بدر الدین العینی، وغیرہم رحمہم اللہ تعالی اجمعین

بطور مثال اہل سنت والجماعت کے چند مستند و معتمد ائمہ کے نام میں نے ذکر کئے ہیں، ان سب جلیل القدر ائمہ کرام نے امام اعظم رحمہ اللہ کو تابعی قرار دیا ہے، اب ان حضرات ائمہ کی بات حق وسچ ہے یا انگریزی دور مین بنایا ہوا جدید فرقہ اہل حدیث میں شامل جہلاء کا وسوسہ اور جھوٹ؟؟

وسوسہ 6: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کوئی کتاب نہیں لکھی، اور فقہ حنفی کے مسائل لوگوں نے بعد میں ان کی طرف منسوب کر لئے ہیں؟؟

جواب: اہل علم کے نزدیک یہ وسوسہ بھی باطل وفاسد ہے، اور تار عنکبوت سے زیادہ کمزور ہے، اور یہ طعن تو اعداء اسلام بھی کرتے ہیں۔ منکرین حدیث کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے خود اپنی زندگی میں احادیث نہیں لکھیں لہٰذا احادیث کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اسی طرح منکرین قرآن کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے خود اپنی زندگی میں قرآن نہیں لکھوایا لہٰذا اس قرآن کا کوئی اعتبار نہیں ہے، فرقہ اہل حدیث کے جہلاء نے یہ وسوسہ منکرین حدیث، قرآن اور شیعہ سے چوری کر کے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بغض کی وجہ سے یہ کہہ دیا کہ انھوں نے تو کوئی کتاب نہیں لکھی، لہٰذا ان کی فقہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔۔ یاد رکھیں کسی بھی آدمی کے عالم وفاضل و ثقہ وامین ہونے کے لئے کتاب کا لکھنا ضروری نہیں ہے، اسی طرح کسی مجتہد امام کی تقلید واتباع کرنے کے لئے اس امام کا کتاب لکھنا کوئی شرط نہیں ہے۔ بلکہ اس امام کا علم واجتہاد محفوظ ہونا ضروری ہے۔ اگر کتاب لکھنا ضروری ہے تو خاتم الانبیاء ﷺ نے کون سی کتاب لکھی ہے؟؟؟ اسی طرح بے شمار ائمہ اور راویان حدیث ہیں، مثال کے طور پر امام بخاری ؒ اور امام مسلم ؒ کے شیوخ ہیں، کیا ان کی حدیث وروایت معتبر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ انہوں نے کوئی کتاب لکھی ہو؟؟؟ اگر ہر امام کی بات معتبر ہونے کے لئے کتاب لکھنا ضروری قرار دیں تو پھر دین کے بہت سارے حصہ کو خیر باد کہنا پڑے گا۔

لہذا یہ وسوسہ پھیلانے والوں سے ہم کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ اور امام مسلم ؒ کے تمام شیوخ کی کتابیں دکھاو ورنہ ان کی احادیث کو چھوڑ دو؟

امام اعظم رحمہ اللہ نے توکتابیں لکھی بھی ہیں،(الفقه الأكبر) امام اعظم رحمہ اللہ کی کتاب ہے جو عقائد کی کتاب ہے، « الفقه الأكبر » علم کلام وعقائد کے اولین کتب میں سے ہے، اور بہت سارے علماء ومشائخ نے اس کی شروحات لکھی ہیں، اسی طرح کتاب(العالم والمتعلم) بھی امام اعظم رحمہ اللہ کی تصنیف ہے، اسی طرح (كتاب الآثار) امام محمد ؒ اور امام ابویوسف ؒ کی روایت کے ساتھ امام اعظم رحمہ اللہ ہی کی کتاب ہے، اسی طرح امام اعظم رحمہ اللہ کے پندرہ مسانید ہیں جن کو علامہ محمد بن محمود الخوارزمیؒ نے اپنی کتاب(جامع الإمام الأعظم) میں جمع کیا ہے، اور امام اعظمؒ کی ان مسانید کو کبار محدثین نے جمع کیاہے، بطور مثال امام اعظم کی چند مسانید کا ذکر کرتاہوں ۔

1. جامع مسانيد الإمام الأعظم أبي حنيفة تأليف أبي المؤ يد محمد بن محمود بن محمد الخوارزمي، مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن سے دو جلدوں میں 1332ھ میں طبع ہوئی ہے ،پھر المكتبة الإسلامية پاکستان سے 1396ھ میں طبع ہوئی، اور اس طبع میں امام اعظم کے پندرہ مسانید کو جمع کردیا گیاہے ۔
2. مسانيد الإمام أبي حنيفة وعدد مرو ياته المرفوعات والآثار مجلس الدعوة والتحقيق الإسلامي ،نے 1398ھ میں شائع کی ہے۔
3. مسند الإمام أبي حنيفة رضي الله عنه تقديم وتحقيق صفوة السقا ، مکتبہ ربیع، حلب شام 1382 میں طبع ہوئی۔
4. مسند الإمام أبي حنيفة النعمان شرح ملا علي القاري، المطبع المجتبائي ۔
5. شرح مسند أبي حنيفة ملا علی القاری، دار الکتب العلمیہ، بیروت سے 1405ھ. میں شائع ہوئی۔

6. مسند الإمام أبي حنيفة تأليف الإمام أبي نعيم أحمد بن عبد الله الأصبهاني ، مکتبۃ الکوثر، ریاض سے 1415ھ شائع ہوئی۔

7. ترتيب مسند الامام ابي حنيفة على الابواب الفقهية ، المؤلف: السندی، محمد عابد بن احمد

اس مختصر تفصیل سے فرقہ اہل حدیث میں شامل جہلاء کا یہ وسوسہ بھی کافور ہو گیا کہ امام ابو حنیفہؒ نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔

وسوسہ 7: امام ابو حنیفہ ؒ " عقیدہ اِرجاء " رکھتے تھے اور شیخ عبد القادر جیلانی نے اپنی کتاب (غنية الطالبين) میں تہتر فرقوں کی تفصیل میں " مرجئہ فرقہ " کا ذکر بھی کیا، اور " مرجئہ فرقہ " میں اصحاب ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ کو بھی شمار کیا ہے۔

جواب: فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے بعض متعصب لوگوں نے (غنية الطالبين) کی اس عبارت کو لے کر امام ابو حنیفہ اور احناف کے خلاف بہت شور مچایا اور آج تک اس وسوسہ کو گردانتے چلے جارہے ھیں، انھی لوگوں میں پیش پیش کتاب " حقیقت الفقہ " کے مولف نام نہاد اہل حدیث غیر مقلد عالم یوسف جے پوری بھی ہے، لہذا اس نے اپنی کتاب " حقیقت الفقہ " میں گمراہ فرقوں کا عنوان قائم کر کے اس کے تحت فرقہ کا نام " الحنفیہ " اور پیشوا کا نام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت لکھا، اور " حنفیہ " کو دیگر فرق ضالہ کی طرح ایک گمراہ فرقہ قرار دیا اور اسی غرض سے شیخ عبد القادر جیلانی کی کتاب (غنیۃ الطالبین) کی عبارت نقل کی۔

امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب اس وسوسہ کا جواب دینے سے قبل یوسف جے پوری کی امانت و دیانت ملاحظہ کریں، اس نے اصل عبارت پیش کرنے بجائے صرف ترجمہ پر اکتفاء کیا اور وہ بھی اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق ذکر کیا، (غنية الطالبين) کی اصل عبارت اس طرح ہے ۔

أما الحنفية فهم بعض أصحاب أبي حنيفة النعمان بن ثابت زعموا ان الإيمان هوالمعرفة والإقرار بالله ورسوله وبما جاء من عنده جملة على ماذكره البرهوتي فى كتاب الشجرة۔(291)

اب (غنية الطالبين) کی اس عبارت کی بنیاد ایک مجہول شخص "برہوتی" کی مجہول کتاب "كتاب الشجرة" پر ہے، لیکن یوسف جے پوری نے اس عبارت کا ترجمہ کرتے وقت "کتاب الشجرۃ" کا نام اڑا دیا جو کہ (غنية الطالبين) کا مآخذ ہے، اب سوال یہ ہے کہ

یہ "برہوتی" کون شخص ہے؟ اور اس کی "کتاب الشجرۃ" کوئی مستند کتاب ہے ؟

حقیقت میں یہ دونوں مجہول ہیں، لیکن یوسف جے پوری چونکہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث سے تعلق رکھتے ہیں جن کا یہ اصول ہے کہ ہم ہر بات صحیح و ثابت سند کے ساتھ قبول کرتے ہے ضعیف اور مجہول بات کا ہمارے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ہے، لیکن امام ابو حنیفہ ؒ اور احناف کے خلاف جو بات جہاں سے جس کسی سے بھی مل جائے تو وہ سر آنکھوں پر ہے، اس کے لئے کسی دلیل ثبوت صحت سند غرض کسی چیز کی کوئی ضرورت نہیں، اگر "کتاب الشجرۃ" اور اس کا مصنف "برہوتی" واقعی ایک معروف و معتمد آدمی ہے تو یوسف جے پوری نے اصل "کتاب الشجرۃ" کی عبارت مع سند کیوں ذکر نہیں کی؟

جب ایسا نہیں کیا تو اہل عقل پر واضح ہو گیا کہ یوسف جے پوری نے محض تعصب وعناد کی بنا پر جاہل عوام کو ورغلانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

دوسری اہم بات (غنية الطالبين) کی مذکورہ بالا عبارت کو دیکھیں اس میں (بعض أصحاب أبی حنيفة) کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے کہ کچھ حنفی اس عقیدہ کے حامل تھے، لیکن یوسف جے پوری کی امانت و دیانت کو داد دیں کہ اس نے "بعض" کا لفظ اڑا کر تمام احناف کو اس میں شامل کر دیا اور اس کو امام ابو حنیفہؒ کا مذہب بنا دیا۔

یوسف جے پوری لکھتا ہے کہ

ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی مقتدا ہیں فرقہ حنفیہ کے اکثر اہل علم نے ان کو " مرجئہ فرقہ " میں شمار کیا ہے الخ (حاشیہ حقیقت الفقہ ص27)

جے پوری کی یہ بات کہ (اکثر اہل علم نے ان کو "مرجئہ فرقہ "میں شمار کیا ہے) یہ محض دھوکہ اور کذب ووسوسہ ہے،اس لئے اگر اکثر اہل علم نے امام ابوحنیفہؒ کو مرجئہ کہاہے توجے پوری نے ان اکثر اہل علم کی فہرست اور ان کے نام ذکر کرنے کی تکلیف کیوں نہیں کی؟

جو شخص امام ابوحنیفہؒ سے اس درجہ بغض وعناد رکھتاہے کہ سب رطب ویابس غلط جھوٹ بغیر جانچ پڑتال کے اپنی کتاب میں درج کرتاہے، تعجب ہے کہ اس نے یہ تو کہہ دیا کہ اکثر اہل علم نے امام ابوحنیفہ کو مرجئہ کہاہے، لیکن اکثر اہل علم میں سے کسی ایک کانام ذکر کرنے کی تکلیف نہیں کی۔

حافظ ابن عبدالبر المالکیؒ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے امام ابوحنیفہؒ پر "ارجاء"کاالزام لگایاہے،حالانکہ اہل علم میں تو ایسے لوگ کثرت سے موجود ہیں جن کو مرجئہ کہاگیاہے، لیکن جس طرح امام ابوحنیفہؒ کی امامت کی وجہ سے اس میں براپہلو نمایاں کیاگیاہے دوسروں کے بارے ایسا نہیں کیاگیا،اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض لوگ امام ابوحنیفہؒ سے حسد وبغض رکھتے تھے اور ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے تھے جن سے امام ابوحنیفہؒ کا دامن بالکل پاک تھا،اوران کے بارے نامناسب اوربے بنیاد باتیں گھڑی جاتی تھیں حالانکہ علماء کی ایک بڑی جماعت نے امام ابوحنیفہؒ کی تعریف کی اور ان کی فضیلت کااقرار کیاہے۔

(دیکھیے جامع بیان العلم و فضله لابن عبدالبر ص 431)

ارجاء کامعنی اور حقیقت

ارجاء کالغت عرب میں معنی ہے " الأمل والخوف والتأخير وإعطاء الرجاء والإمهال "تاخیر اور مہلت دینا اور خوف اور امید۔علامہ عبدالکریم شہرستانی اپنی کتاب (المِلَل والنِحَل) میں فرماتے ہیں کہ ارجاء کے دو معنی ہیں۔

1. تاخیر کرنا جیساکہ قول باری تعالی "**قالوا أرجه وأخاه** "(انھوں نے کہاکہ موسی اور ان کے بھائی کو مہلت دے)یعنی ان کے بارے میں فیصلہ کرنے میں تاخیر سے کام لینا چاہیئے اور ان کو مہلت دینا چاہیئے۔

2. **والثاني: إعطاء الرجاء**. دوسرا معنی ہے امید دلانا(یعنی محض ایمان پر کلی نجات کی امید دلانا اور یہ کہنا کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ ومعاصی کچھ مضر نہیں ہیں۔

3. (اور بعض کے نزدیک ارجاء یہ بھی ہے کہ کبیرہ گناہ کے مرتکب کا فیصلہ قیامت پر چھوڑ دیا جائے اور دنیا میں اس پر جنتی یا جہنمی ہونے کا حکم نہ لگایا جائے ۔

4. اور بعض کے نزدیک ارجاء یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہلے خلیفہ کے بجائے چوتھا خلیفہ قرار دیا جائے۔(**الملل والنحل ، الفصل الخامس ألمرجئة**)

ارجاء کے معنی ومفہوم میں چونکہ "**التأخير**" بھی شامل ہے،اس لئے جو حضرات ائمہ ' گناہگار کے بارے میں توقف اور خاموشی سے کام لیتے ہیں ، اور دنیا میں اس کے جنتی اور جہنمی ھونے کا کوئی فیصلہ نہیں کرتے ، بلکہ اس کا معاملہ آخرت پر چھوڑتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ اس کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے خواہ اس کو معاف کرے اور جنت میں داخل کردے ، یا سزا بھگتنے کے لئے جہنم میں ڈال دے ، یہ سب "مرجئه " ہیں اور اسی معنی کے اعتبار سے امام اعظمؒ اور دیگر ائمہ ومحدثین کو "مرجئه" کہا گیا۔

علامہ ملا علی قاری نے(شرح فقه اکبر)میں یہی بات لکھی ہے

ثم اعلم أن القُونَوِيَّ ذَكَرَ أَنَّ أبا حنيفة كان يُسمَّى مُرجِئاً لتأخيره أمرَ صاحبِ الكبيرة إلى مشيئة الله، والإرجاء التأخير. انتهى

جاننا چاہئے کہ علامہ قونوی نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ کو بھی مرجئہ کہا جاتا تھا کیونکہ امام ابو حنیفہ مرتکب کبیرہ کا معاملہ اللہ تعالی کی مشیت پر موقوف رکھتے تھے ، اور " ارجاء " کے معنی ومفہوم موخر کرنے کے ہیں ۔(**منح الروض الأزهر فی شرح الفقه الأكبر**) ص67 (للعلامة علی القاری)

اب سوال یہ ہے کہ کیا امام ابو حنیفہ کا یہ عقیدہ قرآن وحدیث کی تصریحات وتعلیمات کے خلاف ہے ؟؟ یا صریح نصوص آیات واحادیث سے امام ابو حنیفہ کے اس عقیدہ کی تائید وتصدیق ہوتی ہے ، اور تمام اہل سنت کا بھی یہی مذہب ہے ۔

مرجئہ فرقہ کا عقیدہ

علامہ ملا علی قاری (شرح فقہ الاکبر ص104) پر فرماتے ہیں کہ

"مرجئہ مذمومہ بدعتی فرقہ " قدریہ سے جدا ایک فرقہ ہے جن کا عقیدہ ہے کہ ایمان کے آنے کے بعد انسان کے لیئے کوئی گناہ مضر نہیں ہے جیسا کہ کفر کے بعد کوئی نیکی مفید نہیں ہے اور ان (مرجئہ) کا نظریہ ہے کہ مسلمان جیسا بھی ہو کسی کبیرہ گناہ پر اس کو کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا، پس اس ارجاء (یعنی مرجئہ اہل بدعت کا ارجاء) اور اُس ارجاء (یعنی امام اعظم اور دیگر ائمہ کا ارجاء) میں کیا نسبت ؟

یوسف جے پوری لکھتا ہے کہ

چنانچہ ایمان کی تعریف اور اس کی کمی وزیادتی کے بارے میں جو عقیدہ مرجئہ کا ہے انہوں (امام ابو حنیفہ) نے بھی بعینہ وہی اپنا عقیدہ اپنی تصنیف فقہ اکبر میں درج فرمایا ہے ۔ (حاشیہ حقیقت الفقہ ص 72)

یوسف جے پوری کی یہ بات بالکل غلط اور جھوٹ ہے، فقہ اکبر کی عبارت ملاحظہ کریں

ولانقول ان المؤمن لایضرہ الذنوب ولانقول انہ لایدخل النار فیھا ولانقول انہ یخلد فیھا وان کان فاسقا بعد ان یخرج من الدنیا مؤمنا ولا نقول حسناتنا مقبولة وسیئاتنا مغفورة کقول المرجئة (شرح کتاب الفقہ الاکبر ص108)

اور ہم یہ نہیں کہتے کہ مومن کے لئے گناہ مضر نہیں، اور نہ ہم اس کے قائل ہیں کہ مومن جہنم میں بالکل داخل نہیں ہو گا ، اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اگرچہ فاسق ہو جب کہ وہ دنیا سے ایمان کی حالت میں نکلا، اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہماری تمام نیکیاں مقبول ہیں اور تمام گناہ معاف ہیں جیسا مرجئہ کا عقیدہ ہے ۔

اب یوسف جے پوری کی بات ((جو عقیدہ مرجئہ کا ہے انہوں (امام ابو حنیفہ) نے بھی بعینہ وہی اپنا عقیدہ اپنی تصنیف فقہ اکبر میں درج فرمایا ہے)) کو دیکھیں اور " شرح فقہ اکبر " کی مذکورہ بالا عبارت پڑھیں، اس میں مرجئہ کا ردو مخالفت ہے یا موافقت؟؟

یوسف جے پوری لکھتا ہے کہ

علامہ شہرستانی نے (کتاب الملل والنحل) میں بھی رجال المرجئہ میں حماد بن ابی سلیمان اور ابو حنیفہ اورابویوسف اور محمد بن حسن وغیرھم کو درج کیا ہے،اسی طرح غسان (جوفرقہ غسانیہ کا پیشوا ہے) بھی امام صاحب کو مرجئہ میں شمار کرتا ہے۔ (حاشیہ حقیقت الفقہ ص72)

یوسف جے پوری کی یہ بات بھی دھوکہ وخیانت پر مبنی ہے یا پھر (کتاب الملل والنحل) کی عبارت پڑھنے میں ان کو غلط فہمی ہوئی ہے

علامہ شہرستانی سے سنیئے

ومن العجيب ان غسان كان يحكى عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى مثل مذهبه و يعده من المرجئة ولعله كذب كذالك عليه ولعمرى كان يقال لأبي حنيفة وأصحابه مرجئة السنة (ألملل والنحل، الفصل الخامس الغسانية)

تعجب کی بات ہے کہ غسان (جوفرقہ غسانیہ کا پیشوا ہے) بھی اپنے مذہب کو امام ابو حنیفہؒ کی طرح ظاہر کرتا اور شمار کرتا تھا، اور امام ابو حنیفہؒ کو بھی مرجئہ میں شمار کرتا تھا غالبا یہ جھوٹ ہے،مجھے زندگی عطا کرنے والے کی قسم کہ ابو حنیفہ اور اس کے اصحاب کو تو " مرجئة السنة " کہاجاتا تھا۔

اب آپ یوسف جے پوری کی عبارت پڑھیں اور علامہ شہرستانی کی اصل عبارت اور ترجمہ دیکھ لیں،یہ نام نہاد اہل حدیث امام صاحب پر اس طرح جھوٹ وخیانت ، دھوکہ وفریب کے ساتھ طعن وتشنیع کرتے ہیں،حاصل یہ کہ (**غنية الطالبين**) میں جوکچھ لکھا ہے اس کی حقیقت بھی واضح ھوگئی اور جوکچھ ہاتھ کی صفائی سے یوسف جے پوری نے دکھائی وہ بھی آپ نے ملاحظہ کرلی ،

ایک دوسری اہم بات بھی ملاحظہ کریں وہ یہ کہ (**غنية الطالبين**) میں شیخ عبدالقادر جیلانی نے کئی جگہ امام ابو حنیفہؒ کے اقوال بھی نقل کئے اور ان کو امام کے لقب سے یاد کیا،مثلاایک مقام پر شیخ عبدالقادر جیلانی نے تارک صلوۃ کا حکم بیان کرتے ہوئے فرمایاکہ

وقال الإمام أبو حيفة لا يقتل

امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

اب اگر شیخ عبد القادر جیلانی کے نزدیک امام ابو حنیفہ "مرجئہ مبتدعہ ضالہ" میں سے ہوتے تو پھر ان کو "الإمام" کے لقب سے کیوں ذکر کرتے ہیں؟؟؟

اور مسائل شرعیہ میں امام ابو حنیفہ کے اقوال کیوں ذکر کرتے ہیں؟؟ ((میزان الاعتدال)) و ((تہذیب الکمال)) و ((تہذیب التہذیب)) اور ((تقریب التہذیب)) وغیرہ رجال کی کتابوں میں ایسے بہت سے رواۃ کے حق میں "ارجاء" کا طعن والزام لگایا گیا، مثلا اس طرح کے الفاظ استعمال کئے گئے

"رُمِيَ بالإرجاء، كان مرجئاً ، " وغیرہ

امام جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب "تدریبُ الراوی" میں بخاری و مسلم کے ان روایوں کے اسماء کی پوری فہرست پیش کی ہے جن کو "مرجئہ" کہا گیا۔

امام الحافظ الذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

قلتُ: الإرجاءُ مذهبٌ لعدةٍ من جِلَّة العلماء، ولا ينبغي التحاملُ على قائله

(الميزان ج3ص163 في ترجمة " مِسْعَر بن كِدَام)

میں (امام ذہبی) کہتاہوں کہ "ارجاء" توبڑے بڑے علماء کی ایک جماعت کا مذہب ہے اور اس مذہب کے قائل پر کوئی مواخذہ نہیں کرناچاہیئے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایک "ارجاء" فرقہ مبتدعہ ضالہ مرجئہ کا ہے اور ایک "ارجاء" ائمہ اہل سنت کا قول ہے، جس کی تفصیل گذشتہ سطور میں گذرگئی ہے۔

آخری بات فرقہ اہل حدیث کے مستند عالم مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کی بات نقل کرکے بات ختم کرتاہوں، فرماتے ہیں کہ

اس موقع پر اس شبہ کا حل نہایت ضروری ہے کہ بعض مصنفین نے سیدنا امام ابو حنیفہؒ کو بھی رجال مرجئہ میں شمار کیا ہے حالانکہ آپ اہل سنت کے بزرگ امام ہیں اورآپ کی زندگی اعلی تقوی اور تورع پر گذری جس سے کسی کو بھی انکار نہیں، بے شک بعض مصنفین نے (اللہ ان پر رحم کرے) امام ابو حنیفہؒ اورآپ کے شاگردوں امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ، امام زفرؒ،

اور امام حسن بن زیادؒ کو رجال مرجئہ میں شمار کیا ہے، جس کی حقیقت کو نہ سمجھ کر اور حضرت امام صاحب ممدوح کی طرز زندگی پر نظر نہ رکھتے ہوئے بعض لوگوں نے اسے خوب اچھالا ہے لیکن حقیقت رس علماء نے اس کا جواب کئی طریق پر دیا ہے ۔((تاریخ اہل حدیث ، ارجاء اور امام ابوحنیفہ ، ص 77))

اسی کتاب میں (ص 93) پر لکھتے ہیں کہ بعض لوگوں کو حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے حوالے سے بھی ٹھوکر لگی ہے آپ نے حضرت امام صاحب رحمہ اللہ علیہ کو مرجیئوں میں شمار کیا ہے، سو اس کا جواب ہم اپنے الفاظ میں نہیں بلکہ اپنے شیخ الشیخ حضرت سید نواب صاحب مرحوم کے حوالے سے دیتے ہیں۔

اس کے بعد مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی نے بانی فرقہ اہل حدیث نواب صدیق حسن صاحب کا کلام ان کی کتاب (دلیل الطالب)سے ذکر کیا، اور پھر اس ساری بحث کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھا کہ حاصل کلام یہ کہ لوگوں کے لکھنے سے آپ کس کس کو ائمہ اہل سنت کی فہرست سے خارج کریں گے ؟؟

وسوسہ 8: فقہ حنفی پر عمل کرنا بہتر ہے یا قرآن وحدیث پر؟؟

جواب: یہ وسوسہ بھی جہلاء کو بڑا خوبصورت معلوم ہوتا ہے، حالانکہ درحقیقت یہ وسوسہ بھی باطل وفاسد ہے، اس لئے کہ جس طرح حدیث، قرآن کی شرح ہے اسی طرح فقہ، حدیث کی شرح ہے، اب اصل سوال یہ بنتا ہے کہ قرآن وحدیث پر عمل علماء وفقہاء وماہرین کی تشریحات کے مطابق کریں یا اپنے نفس کی تشریح اور نام نہاد جاہل فرقہ اہل حدیث میں شامل جہلاء کی تشریح کے مطابق ؟؟

اہل سنت والجماعت تو قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں مستند علماء وفقہاء ومجتہدین کی تشریحات وتصریحات کے مطابق اور اسی کا نام علم فقہ ہے ، جب کہ نام نہاد فرقہ اہل حدیث میں شامل ناسمجھ لوگ نام نہاد خودساختہ جاہل شیوخ کے خیالات وآراء پر عمل کرتے ہیں، اب ایک عقل مند آدمی خود فیصلہ کرلے کہ کس کا عمل زیادہ صحیح ہے۔

وسوسہ 9: جب امام ابو حنیفہ نہیں تھے تو حنفی مقلد کہاں تھے ؟ چاروں مذاہب کے پیروکار اپنے اماموں پر جاکر دم توڑتے ہیں۔

جواب : اس وسوسہ کا الزامی جواب تو یہ ہے کہ جب ائمہ حدیث امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابو داود، امام نسائی، امام ابن ماجہ وغیرہم نہیں تھے اور نہ ان کی کتابیں تھیں، تو اس وقت اہل اسلام حدیث کی کن کتابوں پر عمل کرتے تھے ؟؟ اور آج کل کے نام نہاد اہل حدیث کہاں تھے ؟؟

کیونکہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث (1888ء) میں معرض وجود میں آیا، اور اگرچہ بعض نام نہاد اہل حدیث نے اپنا رشتہ ناطہ حقیقی (اہل الحدیث) یعنی محدثین کرام کے ساتھ جوڑنے کی ناکام کوشش کی ہے، محدثین کرام اور ائمہ اسلام کی کتب میں جہاں کہیں بھی "اہل الحدیث" کا لفظ دیکھا تو اپنے اوپر چسپاں کر دیا، ان جھوٹے دعاوی سے ایک جاہل ناواقف شخص کو تو خوش کیا جاسکتا ہے، لیکن اصحاب علم و نظر کے سامنے ان پر فریب دعاوی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لہذا فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کا تعلق (اہل حدیث) یعنی حقیقی ائمہ حدیث اور محدثین کرام کے ساتھ ذرہ برابر بھی نہیں ہے، اور اگر حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، اپنے ائمہ پر جاکر دم توڑتے ہیں تو یہ کوئی نقص وعیب کی بات نہیں ہے کیونکہ یہ سب ائمہ کرام ائمہ حق وھُدی ہیں۔ خیر القرون کی شخصیات ہیں، جمیع امت ان ائمہ کرام کی امامت وصداقت وجلالت وثقاہت پر متفق ہے، اور بالخصوص امام اعظم ابو حنیفہ بالاتفاق تابعیت کے عظیم شرف سے متصف ہیں، صحابہ کرام کے شاگرد ہیں، اور بقول امام سیوطیؒ ودیگر ائمہ کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ آپ ﷺ کی پیشن گوئی کا مصداق ہیں، اور الحمد للہ دین میں ہماری سند دو واسطے سے حضور ﷺ تک پہنچتی ہے، کیونکہ امام اعظم ابو حنیفہ تابعی ہیں اور تابعی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شاگرد ہوتا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کے براہ راست بلاواسطہ شاگرد ہیں، الحمد للہ ہمیں اس نسبت اور سند پر فخر ہے، لیکن دوسری طرف فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث جو کہ بالاتفاق ہندوستان میں انگریزی دور میں پیدا کی گئی، پوری تاریخ اسلام میں کسی بھی جگہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کا تذکرہ کہیں نہیں ملتا، آپ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے وجود سے پہلے پر تاریخ اسلام کی کوئی بھی کتاب اٹھالیں کہیں بھی ان کا نام ونشان تک نہیں ملتا، ان کا سلسلہ انگریزی دور سے چلتا ہے حتی کہ صرف ہندوستان کی تاریخ پڑھ لیں کہ سینکڑوں سال تک زمام اقتدار مسلمانوں کے ہاتھ میں رہا۔ مثلا مسلمان

حکمرانوں میں مغل، غوری، تغلق، لودھی، خلجی وغیرہ ایک طویل زمانہ تک ہندوستان پر حکمرانی کرتے رہے لیکن ان سب ادوار میں فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث بالکل نظر نہیں آتا، اور جو حضرات اس فرقہ میں حدیث کی سند بھی رکھتے ہیں تو وہ بھی میاں نذیر حسین دہلوی سے آگے صرف اور صرف فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث غیر مقلدین کے واسطہ سے اصحاب صحاح ستہ تک نہیں پہنچتا، بلکہ میاں نذیر حسین دہلوی کے بعد امام بخاری امام مسلم وغیرہ تک ان کا سلسلہ سند حنفی وشافعی مقلدین کے واسطہ سے پہنچتا ہے۔

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ رات دن یہ لوگ یہ تکرار کرتے رہتے ہیں کہ تقلید شرک وجہالت ہے اور مقلد مشرک وجاہل ہوتا ہے، اگر تم اپنے اس قول میں سچے ہو تو امام بخاری یا کسی بھی امام حدیث تک اپنی ایک ضعیف سند بھی ایسی دکھادو جس میں اول تا آخر سب کے سب غیر مقلد اور تمہاری طرح نظریات کے حامل افراد شامل ہوں؟؟ دیدہ باید

قیامت تک یہ لوگ ایسی سند نہیں دکھا سکتے، بس عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لیئے مختلف قسم کے حیلے بہانے تراشے ہوئے ہیں، مشہور غیر مقلد عالم مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی نے اپنی کتاب (تاریخ اھل حدیث) حصہ سوم پر یہ عنوان قائم کیا ہے۔

ہندوستان میں علم وعمل بالحدیث اور اس کے تحت یہ نام ذکر کئے ہیں ۔

1. شیخ رضی الدین لاہوری۔
2. علامہ متقی جونپوری۔
3. علامہ طاھر گجراتی۔
4. شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔
5. شیخ احمد سرہندی۔
6. شیخ نورالدین۔
7. سید مبارک بلگرامی۔
8. شیخ نورالدین احمد آبادی ۔

9. میر عبد الجلیل بلگرامی۔
10. حاجی محمد افضل سیالکوٹی۔
11. شیخ مرزا مظہر جان جاناں۔
12. شیخ الشاہ ولی اللہ ۔
13. شیخ الشاہ عبد العزیز۔
14. شیخ الشاہ رفیع الدین۔
15. شیخ الشاہ عبد القادر۔
16. شیخ الشاہ اسماعیل شہید۔
17. شیخ الشاہ محمد اسحق (رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین) (ص387تا424،ملخصا) (**ذالك فضل الله يوتيه من يشاء**)

الحمد للہ یہ سب کے سب حضرات حنفی المسلک تھے جن کی بدولت بقول مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی ہندوستان میں حدیث کا علم اور عمل پھیلا اور انہی حضرات محدثین کی اتباع سے لوگوں نے حدیث وسنت کا علم حاصل کیا۔

جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا کہ یہ لوگ عوام کے سامنے تورات دن یہ راگ الاپتے رہتے ہیں کہ مقلد مشرک وجاہل ہوتا ہے لیکن حقیقت میں قیامت تک اس اصول وموقف کو اپنا نہیں سکتے کیونکہ دنیا میں کوئی ایسی حدیث کی سند ان کو نہیں مل سکتی جس میں سب کے سب ان کی طرح غیر مقلد ہوں، بلکہ تمام اسناد اصحاب صحاح ستہ وغیر ھم ائمہ تک مقلدین علماء کے واسطہ سے پہنچتی ہیں، اور بقول ان کے مقلد مشرک وجاہل ہوتا ہے تو حدیث جو ہمارا دین ہے، یہ لوگ مشرک وجاہل لوگوں کے واسطوں سے لیتے ہیں، (معاذاللہ)اللہ تعالیٰ ان کو صحیح سمجھ دے۔

وسوسہ 10: قرآن وحدیث سے ابو حنیفہ کی تقلید پر دلیل دو۔

جواب: اس وسوسہ کا الزامی جواب یہ ہے کہ تم بخاری ومسلم کی اور صحاح ستہ کی تقلید اور حجیت پر قرآن وسنت سے دلیل دو؟؟

اگر اس سوال کا جواب یہ ہے کہ امام بخاری ومسلم وغیرہ نے تو احادیث ہی جمع کی ہیں اپنی طرف سے تو کوئی بات نہیں لکھی، تو ہم کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہؒ نے بھی اپنی طرف سے کوئی بات نہیں لکھی بلکہ قرآن وحدیث کی تشریح ہی لکھی اور پیش کی ہے اور امام ابو حنیفہؒ اور دیگر ائمہ مجتہدین کی تقلید واتباع پر بے شمار دلائل ہیں۔ ان میں سے ایک اہم دلیل " اجماع امت " ہے، اور امت محمدیہ کا اجماع کبھی گمراہی پر نہیں ہو سکتا۔

تقلید اور اس سے متعلق تمام تفاصیل کے لئے دیکھئے شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب " الکلامُ المُفید " تعصب وضد کی عینک اتار کر کوئی بھی نام نہاد غیر مقلد اس کتاب کو پڑھے گا تو اس کی اصلاح ہو جائے گی۔

وسوسہ 11: کیا فقہ حنفی کا ہر مسئلہ سند کے ساتھ امام ابو حنیفہ سے ثابت ہے؟؟

جواب: یہ وسوسہ بھی عوام میں پھیلایا جاتا ہے، صرف اور صرف امام ابو حنیفہ کے ساتھ بغض کی وجہ سے، آپ کبھی بھی نام نہاد فرقہ اہل حدیث میں شامل جہلاء کی زبانی فقہ شافعی، فقہ مالکی، فقہ حنبلی، کے خلاف کوئی بات نہیں سنیں گے کیونکہ ان کا مقصد ومشن امام ابو حنیفہؒ اور فقہ حنفی کی مخالفت ہے، کیونکہ یہ فرقہ شاذہ اسی کام کے لئے ہندوستان میں پیدا کیا گیا۔

باقی مذکورہ بالا وسوسہ کا جواب یہ ہے کہ الحمد للہ فقہ حنفی کا ہر مفتی بہ اور معمول بہا مسئلہ سند ودلیل کے ساتھ ثابت ہے، اور سند سے بھی زیادہ مضبوط وقوی دلیل تواتر ہے، اور اہل سنت کے نزدیک یہ بات متواتر ہے کہ فقہ حنفی کے مسائل واجتہادات امام ابو حنیفہؒ اور آپ کے تلامذہ کے ہیں۔

علماء امت نے مذاہب اربعہ کے مسائل پر مشتمل مستقل کتب لکھی ہیں، مثال کے طور پر کتاب (**بداية المجتهد ونهاية المقتصد**) علامہ القاضی ابی الولید ابن رشد القرطبی المالکی ؒ کی ہے، اس میں مذاہب اربعہ کے تمام مسائل

دلائل کے ساتھ موجود ہیں، اوراس باب میں یہ کتاب انتہائی بہترین اور مقبول کتاب ہے،اسی طرح ایک کتاب **(الفقه على المذاهب الأربعة)** علامہ عبد الرحمن الجزيري کی ہے ، اسی طرح ایک کتاب **(رحمة الأمة في اختلاف الأئمة)** علامہ محمد بن عبدالرحمن بن الحسین القرشی الشافعی الدمشقی کی ہے،اسی طرح امام شعرانی کی کتاب **(الميزان)** وغیر ذالک۔ اسی طرح بہت سارے کتب ورسائل علماء اہل سنت کے موجود ہیں جس میں مذاہب اربعہ کے مسائل موجود ہیں اسی لئے علماء اہل سنت متاخرین ومتقدمین (اگلے پچھلے) سلف وخلف سب دیگر ائمہ کے ساتھ امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مذہب اور اقوال ومسائل بھی نقل کرتے ہیں، معلوم ہوا امام اعظم ابو حنیفہؒ کے بارے میں یہ وسوسہ کہ فقہ حنفی کا ہر مسئلہ سند کے ساتھ امام ابو حنیفہؒ سے ثابت نہیں ہے بالکل باطل وفاسد ہے ، اور ہم اس وسوسہ کے پھیلانے والے نام نہاد فرقہ اہل حدیث کے جہلاء سے سوال کرتے ہیں کہ تم قرآن مجید کی ہر ہر آیت حضور ﷺ سے سند کے ساتھ ثابت کرو۔ الحمد سے والناس تک پڑھتے جاؤ اور ایک ایک آیت کی سند بھی پیش کرتے جاؤ،نام نہاد فرقہ اہل حدیث کے اگلے پچھلے سب جمع ہو جائیں تب بھی پیش نہیں کرسکتے ، اگر نام نہاد فرقہ اہل حدیث کے یہاں تواتر کی کوئی حیثیت نہیں ہے صرف سند ضروری ہے تو پھر سارے قرآن کا کیا کروگے ؟؟ لہذا ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی ایک ایک حرف ایک ایک آیت محفوظ ہے اور ثابت بالتواتر ہے، بعینہ اسی طرح فقہ حنفی کے مسائل تواتر کے ساتھ ثابت ہیں، اورالحمد للہ دلائل کے اعتبار سے فقہ حنفی اقرب الی الکتاب والسنہ ہے ، اور اس بات کا اقرار صرف علماء احناف ہی نہیں بلکہ غیر علماء احناف نے بھی کیا ہے ۔

وسوسہ 12: مذہب حنفی رائے اور قیاس پر مبنی ہے اور احادیث نبویہ ﷺ کے مخالف مذہب ہے۔

جواب : یہ وسوسہ اور جھوٹ بھی بہت پھیلایا گیا اور آج تک اس فرقے کے جاہل لوگ عوام میں اس جھوٹ کو پھیلا رہے ہیں ، فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی ہندوستان میں پیدائش کے بعد اس جھوٹ کو بہت فروغ دینے کی ناکام کوشش کی گئی، الحمد للہ اس جھوٹ ووسوسہ کی ویسے بھی اہل علم کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں تھی کیونکہ علماء احناف اور فقہ حنفی کسی

مخفی وپوشیدہ چیز کا نام نہیں ہے اہل علم کو فقہ حنفی کا مرتبہ ومقام خوب معلوم ہے اور فقہ حنفی پر مشتمل کتب کا ایک بحر ذخائر دنیائے اسلام کے تمام کتب خانوں میں پھیلا ہوا ہے، لیکن پھر بھی اتمام حجت کے لئے اس وسوسہ کا جواب علماء احناف نے دیا، اور اس وسوسہ کے جواب میں مفصل ومختصر کئی کتب لکھی گئی، لیکن اس باب میں سب سے عظیم الشان انتہائی مدلل دلائل وبراہین سے مزین کتاب العلامة المحقق الكبير المحدث العظيم الفقيه الجليل والبحاثة المدقق الثبت الحجة المفسرالمحدث الاصولى البارع الاديب المؤرخ الزاهد الورع الشيخ ظفر احمد العثمانى التهانوى الديو بندى رحمه الله نے لکھی ہے، جس کا نام ((إعـلاءُالسُّنَن)) ہے، یہ عظیم الشان کتاب اکیس (21) ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، اور اس عظیم الشان کتاب کے دو مُقدمے ہیں ایک مقدمہ (قواعد فی علوم الحدیث) کے نام سے ہے جو کچھ کم پانچ سو (۵۰۰) صفحات پر مشتمل ہے، جو کہ اصول حدیث وعلوم حدیث، جرح وتعدیل کے اصول وقواعد وتعریفات ونادر تحقیقات وتشریحات اور بے مثل فوائد وفرائد کا ایک قیمتی خزانہ ہے، دوسرا مُقدمہ اجتہاد وتقلید وتلفیق وقیاس وغیرہ اصول فقہ کے ابحاث علمیہ قیمہ پر مشتمل ہے، کتاب کی ترتیب ابواب فقہیہ پر مشتمل ہے، ابواب الطھارۃ سے لے کر آخر باب تک ہر باب مذہب احناف کے دلائل کا انبار لگا دیا گیا۔(جزي الله مؤلفه خيرالجزاء وأكمل الجزاء وأسكنه في الفردوس الأعلى)

اور اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ایک عالم منصف جہاں مولف علام کے تبحر علمی کا اقرار کرے گا ساتھ ہی ساتھ اس بات کا بھی اقرار واظہار کرے گا کہ مذہب احناف دلائل وبراہین کے اعتبار سے سب سے قوی ترین اور اقرب الی السنة مذہب ہے، باقی ایک جاہل متعصب شخص اگر انکار کرے تو اس کا علاج کسی کے پاس نہیں ہے، یہ عظیم الشان کتاب فصیح وبلیغ عربی وعلمی زبان میں ہے، اور فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی آج کل کی ایڈیشن علم تو درکنار عربیت سے بھی نابلد ہیں، اور علم سے تو ان کو مس ہی نہیں ہے، اس لئے اس فرقہ جدید میں شامل لوگ بلا جھجھک حقائق کا انکار کر لیتے ہیں۔

آخر میں شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فیصلہ وقول نقل کرتا ہوں جو اسی وسوسہ کو باطل کرنے کے لئے ہے،

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

جس نے ابو حنیفہ یا ان کے علاوہ دیگر اَئمۃ المسلمین کے متعلق یہ گمان کیا کہ وہ قیاس یا (رائے وغیرہ) کی وجہ سے حدیث صحیح کی مخالفت کرتے ہیں تو اس نے خطا کی (اوران ائمہ پر جھوٹ بولا) یا اس نے ظن وگمان سے بات کی یا خواہش نفس سے، کیونکہ (امام اعظم) ابو حنیفہ رحمہ اللہ توضعیف حدیث کے مقابلے میں بھی قیاس نہیں کرتے جیسے سفر میں نبیذ تمر کے ساتھ وضو والی حدیث اور نماز میں قہقھۃ والی حدیث کے مقابلے میں (امام اعظم) ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قیاس کو چھوڑدیا۔ الخ

علامہ ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

تمام اصحاب ابی حنیفہؒ کا اس بات اجماع ہے کہ مذہب ابی حنیفہؒ یہ ہے کہ ضعیف حدیث ان کے نزدیک قیاس ورائے سے اولی ہے۔

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ

اصحاب ابی حنیفہ رحمہ اللہ اس بات پر اتفاق ہے کہ ضعیف حدیث ان کے نزدیک اَولیٰ ہے قیاس ورائے سے اوراسی پر (امام اعظم) ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مذھب کی بنیاد ہے، اسی وجہ سے حديث القهقهة کو (امام اعظم) ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قیاس و رائے پر مقدم کیا اور نبيذ التمر کے ساتھ سفر میں وضو والی حدیث کو باوجود اس کے ضعیف ہونے کے قیاس ورائے پر مقدم کیا۔ الخ

لہٰذا جس مذہب میں یہ اجماعی اصول ہو کہ قیاس ورائے کے مقابلہ میں ضعیف حدیث بھی ملے تو اس پر عمل کرنا ہے اور قیاس ورائے کو چھوڑدینا ہے۔ تو ایسے مذہب کے متعلق یہ کہنا کہ مذہب احناف رائے اور قیاس اوراحادیث صحیحہ کی مخالفت پر مبنی ہے کیا یہ جھوٹ وفریب نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالی عوام الناس کو فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں جہلاء کے وساوس سے محفوظ رکھے، اوراس کی ایک ہی صورت ہے کہ دین کے معاملہ میں ان کے کسی بات پر اعتماد نہ کیا جائے تاوقتیکہ کسی اور مستند عالم سے اس کی تحقیق نہ کرلے۔

قال شيخ الإسلام ابن تيمية رحمه الله في مجموع الفتاوى (161/2): ومن ظن بأبي حنيفة أو غيره من أئمة المسلمين أنهم يتعمدون مخالفة الحديث الصحيح لقياس أو غيره فقد أخطأ عليهم، وتكلم إما بظن وإما

بهوى، فهذا أبو حنيفة يعمل بحديث التوضي بالنبيذ في السفر مخالفة للقياس وبحديث القهقهة في الصلاة مع مخالفته للقياس؛ لاعتقاده صحتهما، وإن كان أئمة الحديث لم يصححوهما.

وقد بينا هذا في رسالة: " رفع الملام عن الأئمة الأعلام " وبينا أن أحدا من أئمة الإسلام لا يخالف حديثا صحيحا بغير عذر؛ بل لهم نحو من عشرين عذرا، مثل أن يكون أحدهم لم يبلغه الحديث؛ أو بلغه من وجه لم يثق به، أو لم يعتقد دلالته على الحكم؛ أو اعتقد أن ذلك الدليل قد عارضه ما هو أقوى منه كالناسخ؛ أو ما يدل على الناسخ وأمثال ذلك. والأعذار يكون العالم في بعضها مصيبا، فيكون له أجران، و يكون في بعضها مخطئا بعد اجتهاده فيثاب على اجتهاده وخطؤه مغفور له ؛: لقوله تعالى { رَبَّنَا لاَ تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا } . وقد ثبت في الصحيح أن الله استجاب هذا الدعاء وقال: « قد فعلت» ولأن العلماء ورثة الأنبياء.

قال العلامة ابن حزم الظاهري : جميع أصحاب أبي حنيفة مجمعون على أن مذهب أبي حنيفة أن ضعيف الحديث أولى عنده من القياس والرأي (الإنتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء ، للحافظ أبي عمر يوسف بن عبدالبرالنمري القرطبي ، ت463هـ ، طبعة دار الكتب العلمية ، بيروت)

"وقال في كتابه إحكام الإحكام : قال أبو حنيفة : الخبر الضعيف عن رسول الله ﷺ أولي من القياس ، ولا يحلّ القياس مع وجوده" (تاريخ التشريع الإسلامي)

وقال ابن القيم الجوزية في إعلام الموقعين : وأصحاب أبي حنيفة رحمه الله مجمعون على أن مذهب أبي حنيفة أن ضعيف الحديث عنده أولى من القياس والرأي ، وعلى ذلك بنى مذهبه كما قدّم حديث القهقهة مع ضعفه على القياس والرأي ، وقدّم حديث الوضوء بنبيذ التمر في السفر مع ضعفه على الرأي والقياس .... فتقديم الحديث الضعيف وآثار الصحابةعلى القياس والرأي قوله وقول الإمام أحمد" (تذكرة الحفاظ، للإمام أبي عبدالله محمد بن أحمد الذهبی ت748هـ دار الفكر العربي)

وسوسہ 13: اللہ ورسول نے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ بننے کا حکم نہیں دیا لہذا یہ سب بعد کی پیداوار ہیں ان سب کو چھوڑنا ضروری ہے۔

جواب : یہ وسوسہ بھی عام آدمی کو بڑا وزنی معلوم ہوتا ہے لیکن دراصل یہ وسوسہ بھی باطل ہے، الحمد للہ ہم اہل سنت والجماعت ہیں اور اہل سنت کے چار بڑے مکاتب فکر ہیں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، یہ چار مسالک ایک دوسرے کے ساتھ باہمی محبت ومودت رکھتے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ استاذ وشاگرد کی نسبت رکھتے ہیں، ایک دوسرے کو کافر ومشرک و گمراہ نہیں کہتے، صرف فروعی مسائل میں دلائل کی بنیاد پر اختلاف رکھتے ہیں۔ اصول وعقائد میں اختلاف نہ تو صحابہ کے مابین تھا اور نہ ائمہ اربعہ کے درمیان۔ غیر منصوص مسائل میں ان ائمہ کرام نے اجتہاد کیا اسی وجہ سے فروعی مسائل میں ان ائمہ کرام کے مابین اختلاف موجود ہے، اور یہ اختلاف بمعنی جنگ وفساد نہیں ہے جیسا کہ فرقہ جدید اہل حدیث کا پروپیگنڈہ ہے بلکہ یہ علمی اختلاف دلائل وبراہین کی بنیاد پر ہے، جو کہ امت مرحومہ کے لئے رحمت ہے، اور پھر یہ فروعی اختلاف صحابہ کرام کے مابین بھی تھا اور حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی سب اہل سنت والجماعت ہیں، اور ہمارا یہ نام ولقب حدیث سے ثابت ہے، حضور ﷺ نے قول باری تعالی [يوم تبيض وجوه وتسود وجوه] کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ اہل سنت والجماعت ہیں

وأخرج الخطيب في رواة مالك والديلمي عن ابن عمر عن النبي ﷺ في قوله تعالى {يوم تبيض وجوه وتسود وجوه} قال: "تبيض وجوه أهل السنة، وتسود وجوه أهل البدع".

وأخرج أبو نصر السجزي في الإبانة عن أبي سعيد الخدري "أن رسول الله ﷺ قرأ {يوم تبيض وجوه وتسود وجوه} قال: تبيض وجوه أهل الجماعات والسنة، وتسود وجوه أهل البدع والأهواء".

وأخرج ابن أبي حاتم وأبو نصر في الإبانة والخطيب في تاريخه واللالكائي في السنة عن ابن عباس في هذه الآية قال {تبيض وجوه وتسود وجوه} قال "تبيض وجوه أهل السنة والجماعة، وتسود وجوه أهل البدع والضلالة۔

تو اہلسنت والجماعت ہی فرقہ ناجیہ اور طائفہ منصورۃ ہے، اور جن کی صفت حضور ﷺ نے یہ بیان کی کہ وہ میرے اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے طریق پر ہوں گے،

اس باب میں واردشدہ چند احادیث صحیحہ ملاحظہ کریں

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: (افترقت اليهود على إحدى وسبعين فرقة أو اثنتين وسبعين فرقة، والنصارى مثل ذلك، وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين فرقة (قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجه (44/1.) وجاء في سنن أبي داود (197/4)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: (افترقت اليهود على إحدى أو اثنتين وسبعين فرقة، وتفرقت النصارى على إحدى أو اثنتين وسبعين فرقة، وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين فرقة۔ (وجاء في صحيح ابن حبان (6247)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: (افترقت اليهود على إحدى وسبعين فرقة، وافترقت النصارى على اثنتين وسبعين فرقة، وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين فرقة۔

ان مذکورہ بالا احادیث سے تو یہ معلوم ہوا کہ اس امت میں افتراق (فرقے) واقع ہوں گے، لیکن ان روایات میں ناجی فرقہ (نجات والی کامیاب فرقہ) کی تعیین نہیں کی گئی، بلکہ دیگر احادیث صحیحہ میں ناجی فرقہ کی تعیین کی گئی ہے جو درج ذیل ہیں ۔

حديث أنس بن مالك رضي الله عنه الذي أخرجه الإمام أحمد حديث رقم (12229)

عن النبي ﷺ أنه قال: (إن بني إسرائيل قد افترقت على اثنتين وسبعين فرقة، وأنتم تفترقون على مثلها، كلها في النار إلا فرقة۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ان فرقوں میں سے ایک ہی فرقہ کامیاب وناجی ہو گا، اب وہ ناجی فرقہ کون سا ہے ؟؟

و بين النبي ﷺ في الحديث الذي أخرجه الطبراني في الكبير (152/8)

عن أبي الدرداء وأبي أمامة وواثلة بن الأسقع وأنس بن مالك أن من شرط الفرقة الناجية: عدم تكفير أحد من أهل القبلة، فقال: (ذَرُوا المِرَاء،فإن بني إسرائيل افترقوا على إحدى وسبعين فرقة، والنصارى على اثنتين وسبعين فرقة، و تفترق أمتي على ثلاث وسبعين فرقة، كلهم على الضلالة إلا السَّواد الأعظم، قالوا: يا رسول الله ومَن السَّواد الأعظم؟ قال: مَن كان على ما أنا عليه وأصحابي، الخ

حديث حسن أخرجه الترمذي وغيره۔

قال ﷺ : " إن بني إسرائيل افترقوا على إحدى وسبعين فرقة ، وتفترق أمتي على ثلاث وسبعين فرقة ، كلها في النار إلا واحدة " فقيل له : ما الواحدة ؟ قال " : ما أنا عليه اليوم وأصحابي۔

ان مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ ناجی فرقہ (نجات والی کامیاب جماعت) وہ ہے جو حضور ﷺ کی سنت پر عمل پیرا ہو گی

یعنی " **أهل السنة** " اسی کو حدیث میں " **ما أنا عليه** " فرمایا،اور " **والجماعة**" یعنی سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ سنت صحابہ پر بھی وہ جماعت عمل کرے گی ، اسی کو حدیث میں " **وأصحابى** " فرمایا۔

تو اس عظیم الشان بشارت کی حامل جماعت ایک ہی ہے اور وہ اہل السنت والجماعت ہے ، اور حنفی ، شافعی ، مالکی ، حنبلی چاروں مسالک اہل السنت والجماعت اسی اصول پر قائم ہیں ، تو کامیابی ونجات کا معیار ومیزان سنت رسول ﷺ اور سنت صحابہ رضی اللہ عنھم ہے ، اب ہم اس میزان میں فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کو پرکھتے ہیں تو وہ بظاہر سنت پر تو عمل کا دعوی کرتے ہیں لیکن ناجی فرقہ کی دوسری صفت یعنی جماعت صحابہ کی اتباع نہیں کرتے ، حتی کہ ان کے ہاں صحابی

کا قول فعل فہم کوئی حجت و دلیل نہیں ہے، صرف یہی نہیں بلکہ صحابہ کرام کے اجماعات کی بھی مخالفت کرتے ہیں (مثلا بیس رکعت تراویح، طلاق ثلثہ، جمعہ کے دن اذان ثانی وغیرہ) اجماعی مسائل میں صحابہ کی مخالفت کرتے ہیں، یہاں سے ایک عاقل آدمی فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی حقیقت کو معلوم کرلیتا ہے، اور پھر فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کسی ایک فرقہ کا نام نہیں ہے بلکہ وقت گذرنے کے ساتھ بیسیوں فرقے اس کی پیٹ سے نکل چکے ہیں، بطور مثال وعبرت چند بڑے فرقوں کا نام ملاحظہ کریں۔

1. فرقہ غرباء اہل حدیث ۔
2. کانفرنس اہل حدیث (۱۳۲۸ھ)۔
3. امیر شریعت صوبہ بہار (۱۳۳۹ھ)۔
4. فرقہ ثنائیہ (۱۹۳۹ھ)۔
5. فرقہ عطائیہ (۱۹۲۹ھ)۔
6. فرقہ شریفیہ (۱۳۴۹ھ)۔
7. فرقہ غزنویہ (۱۳۵۳ھ)۔
8. جمیعت اہل حدیث (۱۳۷۰ھ)۔
9. انتخاب مولوی محی الدین (۱۳۷۸ھ)۔
10. جماعت المسلمین۔

پھر ان فرقوں کا آپس میں اختلاف مسائل وعقائد اتنا زیادہ ہے کہ آدمی حیران وپریشان رہ جاتا ہے، ایک دوسرے پر کفروشرک کے فتوے بھی لگائے، لیکن ایک عام آدمی کو چونکہ اس فتنہ کی حقیقت کا علم نہیں ہوتا، لہذا وہ بہت جلد ان کے وساوس سے متاثر ہوجاتا ہے، اگر اس کو ان کے اندر کے فرقوں اور آپس میں دینگہ مشتی کا حال معلوم ہوجائے تو کبھی ان کے قریب بھی نہ جائے۔

وسوسہ 14 : فقہ تابعین کے دور کے بعد ایجاد ہوئی لہذا اس کو چھوڑنا ضروری ہے اور قرآن وحدیث پر عمل کرنا چاہیئے نہ کہ فقہ پر۔

جواب = حافظ ابن القیم نے اپنی کتاب (اعلام الموقعین) میں یہ تصریح کی ہے کہ بڑے فقہاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد تقریبا(130) کے لگ بھگ ہے، اور اسی طرح دیگر ائمہ نے بھی فقہاء صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی تعداد اور ان کے علمی وفقہی کارناموں پر مفصل بحث کی ہے، یہاں تفصیل کا موقع نہیں ہے، عرض یہ کرنا ہے کہ فقہ اور فقہاء جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں بھی موجود تھے،ہاں یہ بات ضرور ہے کہ "علم فقہ "کی جمع وتدوین کتابی شکل میں بعد میں ہوئی ہے، اور اس سے " علم فقہ " کی فضیلت واہمیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا، حتی کہ " علم حدیث " کی جمع وتدوین کتابی شکل میں " علم فقہ " کے بھی بعد ہوئی ہے، اگر " علم فقہ " کو اس وجہ سے چھوڑنا ہے کہ یہ عہد صحابہ رضی اللہ عنھم کے بعد لکھی گئی ہے تو پھر " علم حدیث " کا کیا بنے گا، صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث تو بہت بعد میں لکھی گئی ہیں۔

فقہ کی فضیلت اور تحصیل کے بارے بہت سارے نصوص وارد ہوئے ہیں، بلکہ ہر ایک نص شرعی جس میں علم کی فضیلت وارد ہوئی ہے فقہ اس میں داخل ہے، اللہ تعالی کا ارشاد مبارک ہے۔

(وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُواْ كَآفَّةً فَلَوْلاَ نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُواْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُواْ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ)

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالی نے یہ حکم فرمایا کہ مومنین میں ایک جماعت ایسی بھی ہو جو " تفقہ فی الدین " حاصل کرے، اور انذار اور دعوت کا فریضہ انجام دیں، اور یہ انبیاء علیہم السلام کا وظیفہ ہے،

" وَلِيُنذِرُواْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُواْ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ "

اور تاکہ وہ ڈرائیں اپنی قوم کو جب وہ لوٹ جائیں ان کی طرف تاکہ وہ ڈر جائیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ جماعت جو "تفقہ فی الدین" حاصل کر کے اپنی قوم کے پاس جائیں گے تو قوم ان کی اتباع و تقلید کرے گی، اسی طرح حدیث صحیح میں ہے

" من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين "

اللہ تعالی جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو "تفقہ فی الدین" کی دولت عطا کرتے ہیں، اس حدیث سے "تفقہ فی الدین" کا مرتبہ و فضیلت بالکل ظاہر ہے، کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فقہ کی طلب و تحصیل کو اللہ تعالی کی طرف سے بندہ کے ساتھ خیر و بھلائی کے ارادہ کی علامت قرار دیا۔

حدثنا سعيد بن عفير قال حدثنا ابن وهب عن يونس عن ابن شهاب قال قال حميد بن عبد الرحمن سمعت معاوية خطيبا يقول سمعت النبى ﷺ يقول من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين وإنما أنا قاسم والله يعطي ولن تزال هذه الأمة قائمة على أمر الله لا يضرهم من خالفهم حتى يأتي أمر الله۔

(صحیح البخاری و مسلم واللفظ للبخاری)

اسی طرح ایک حدیث میں ہے

"فقيه أشد على الشيطان من ألف عابد"

ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔

امام ترمذی نے اس حدیث پر اس طرح باب قائم کیا ہے

« کتاب العلم » باب ما جاء في فضل الفقه على العبادة

حدثنا محمد بن إسمعيل حدثنا إبراهيم بن موسى أخبرنا الوليد بن مسلم حدثنا روح بن جناح عن مجاهد عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ فقيه أشد على الشيطان من ألف عابد۔

اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے

فقيه واحد أشد على الشيطان من ألف عابد

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان کو " فقہ اور فقہاء " سے بہت بڑی چڑ ہے شیطان کو " فقہ اور فقہاء " کے وجود سے بڑی تکلیف ہوتی ہے۔

اور آج فرقہ نام نہاد اھل حدیث " فقہ اور فقھاء " کے ساتھ دشمنی کرکے کس کی راہ پر چل رہے ہیں ؟؟ جواب اس حدیث کی روشنی میں بالکل واضح ہے،

اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما کے لئے آپ ﷺ نے اس طرح دعا فرمائی

اللھم فقھه في الدين، وعلمه التأو يل

لہذا مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ " فقہ " کے متعلق یہ کہنا کہ یہ کوئی چیز نہیں ہے، بالکل باطل ومردود وسوسہ ہے ۔اور اس سے یہ وسوسہ بھی خود بخود باطل ہو گیا کہ "فقہ" تابعین کے دور کے بعد ایجاد ہوئی ہے ۔

وسوسہ 15: فقہ حنفی اور حدیث میں ٹکراؤ ہے اب عمل کس پر کرنا چاہیئے ؟؟ ؟ حدیث محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے اور فقہ اماموں کی بنائی ہوئی ہے۔

جواب : یہ بھی بہت پرانا وسوسہ اور جھوٹ ہے جس کو فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے جہلاء نقل در نقل چلے آرہے ہیں، اور اس وسوسہ کے ذریعہ عوام کو بآسانی بے راہ کر لیتے ہیں، اس وسوسہ کے استعمال کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کسی مسئلہ میں اگر مختلف احادیث وارد ہوئی ہوں اور فقہ حنفی کا کوئی مسئلہ بظاہر کسی حدیث کے خلاف نظر آتا ہو تو یہ حضرات اس کو بڑے زور وشور سے بار بار بیان کرتے ہیں، لمبے چوڑے بیانات وتقریریں کرتے ہیں، اور اس پر کتابچے اور رسائل لکھتے ہیں اور فقہ حنفی کو حدیث کے مخالف ثابت کرنے کی ناکام ونامراد کوشش کرتے ہیں، اور اس طرح ان وساوس کی ترویج وتشہیر کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ اس فقہی مسئلہ کے موافق حدیث ودلیل بھی ہوتی ہے لیکن یہ اس کو چھپا دیتے ہیں اس کا بالکل ذکر ہی نہیں کرتے، اور اگر کوئی اس فقہی مسئلہ کے موافق حدیث ودلیل ذکر کر بھی دے تو اس پر " ضعیف یا موضوع " کا لیبل لگا دیتے ہیں، اب ایک عام آدمی کو فقہی مسائل اور احادیث کے علوم کی کیا خبر ہے، خود فرقہ جدید نام

نہاد اہل حدیث کے ان نام نہاد شیوخ کو کچھ پتہ نہیں لیکن بس " اندھوں میں کانا راجہ " والی بات ہے، لہذا اگر یہ وسوسہ وہ قبول کرلے تو پھر صرف یہی نہیں کہ وہ فقہ حنفی کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتا ہے بلکہ اپنی گذشتہ زندگی پر توبہ واستغفار بھی کرتا ہے، اور اپنے زعم میں بہت خوش ہوتا ہے کہ الحمد للہ اب میں توحید وسنت کی دولت سے مالا مال ہوگیا ہوں، اب مجھے صراط مستقیم مل گیا ہے، حالانکہ اس جاہل کو کیا پتہ کہ جس وسوسہ کی بنا پر میں " مذہب جدید فرقہ اہل حدیث یا غیر مقلدیت " قبول کررہا ہوں یہ کوئی مذہب نہیں ہے، یہ تو انگریز کی سیاسی ضرورت تھی جس کو چند خوش نما نعروں کے ساتھ ہندوستان میں وجود میں لایا گیا، جیسا کہ قادیانیت، پرویزیت، نیچریت، خاکساریت، بریلویت، غیر مقلدیت، سب استعمار اور اعداء اسلام کی حاجت وضرورت کا دوسرا نام ہے ہر فرقہ کے بانیان کو علماء حق علماء احناف علماء دیوبند کو بدنام کرنے اوران کی تحریک کو کمزور کرنے کے لئے مختلف کام ومحاذ سپرد کئے گئے ، اور ان فرقوں کے بانیان کو خوب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی یہ جماعت یہ کس شعبدہ گر کی صنعت وکاریگری کی شاہکار ہے، مگر بعد میں آنے والے جاہل اس کو مذہب ومسلک کا درجہ دے دیتے ہیں، اور اس کی حمایت وطرفداری پر مرنے مارنے پر تیار ہوجاتے ہیں، جیسا کہ " رافضیت وشیعیت " کو دیکھ لیجئے جو ابن سبا یہودی کی اسلام کے خلاف جاری کردہ ایک تحریک تھی، لیکن اس کا طریقہ کار یہ تھا کہ سادہ لوح عوام کے سامنے پہلے چند خوشنما نعرے رکھے گئے جیسے (عقیدہ امامت ، حق خلافت حضرت علی کے لئے، حُب اہل بیت، ائمہ اہل بیت کی معصومیت وغیرہ) لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ (شیعیت ورافضیت) ایک مستقل مذہب کی صورت میں سامنے آتا رہا، اور جاہل لوگوں نے پوری دیانت داری کے اس مذہب کی تبلیغ وعمل کا سلسلہ شروع کردیا اور یہ سلسلہ آج تک قائم ہے، بالکل یہی حال " جدید فرقہ اہل حدیث یا غیر مقلدیت " کا بھی ہے جو استعماری قوتوں کا لگایا ہوا ایک پودا ہے جسے ہندوستان میں چند لوگوں نے پانی دے کر پروان چڑھایا، لیکن سادہ لوح ناواقف عوام نے اس کو ایک شجرہ طوبیٰ سمجھ کر اس کے سایہ کو جنت کا سایہ سمجھ لیا۔ اللہ تعالی عوام کو اس فرقہ جدید کی حقیقت سمجھنے کی توفیق دے، فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے جہلاء کا یہ وسوسہ بالکل باطل ہے کہ فقہ حنفی اور حدیث میں ٹکراو ہے، پھر اس وسوسہ کو عوام کے دماغ میں ڈالنے کے لیئے طریقہ یہ اختیار کرتے ہیں کہ مثلا فقہ حنفی کی کتب " شامی، عالمگیری، درمختار، ہدایہ " ، وغیرہ سے کوئی مسئلہ لیں گے بعض دفعہ مسئلہ پورا لیتے ہیں اور بعض

دفعہ اس میں بھی دجل کرتے ہیں تو پھر بظاہر اس فقہی مسئلہ کے معارض و مخالف حدیث پیش کرتے ہیں اور پھر عوام سے کہتے ہیں کہ اب تمہاری مرضی ہے کہ فقہ حنفی کے پیچھے جاؤ یا حدیث رسول کی پیروی کرو، اب ایک عام آدمی کو علم حدیث و علم فقہ اور اس کی ساری تفصیلات کا کیا پتہ شامی، عالمگیری، درمختار، ہدایہ، وغیرہ کتب اس نے کہاں دیکھنی ہیں اور اگر دیکھ بھی لے تو اس کو جہالت کی وجہ سے سمجھ بھی نہ آئے، تو اس انداز سے اس وسوسہ کو عوام کے دلوں میں ڈالا جاتا ہے اور اس طرز سے عوام کو اپنی اندھی تقلید پر مجبور کرتے ہیں، اور آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ " جدید فرقہ اہل حدیث یا غیر مقلدیت " فقہ حنفی کی مخالفت و عداوت استعمار کے حکم کے ساتھ ساتھ " شیعہ وروافض" کی تقلید میں کرتے ہیں، پاک وہند میں فقہ حنفی کے خلاف پہلی کتاب (استقصاء الافحام) لکھی گئی اس کتاب کا مولف حامد حسین کنتوری ایک غالی قسم کا شیعہ تھا، اور بعد میں فقہ حنفی کے خلاف جو بھی کتابیں لکھی گئیں سب اسی کتاب کا چربہ ہیں، اور حتی کہ یہی بات جدید فرقہ اہل حدیث کے سرکردہ عالم مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی کہی ہے کہ امام الائمہ ابوحنیفہ علیہ الرحمہ پر جو اعتراضات و مطاعن اخبار اہل الذکر (جدید فرقہ اہل حدیث اور غیر مقلدین کا اخبار) میں مشتہر کئے گئے ہیں، یہ سب کے سب ہذیانات بلا استثناء اکاذیب و بہتانات ہیں، جن کا ماخذ زمانہ حال کے معترضین کے لئے حامد حسین شیعی لکھنوی کی کتاب (استقصاء الافحام) کے سوا اور کوئی کتاب نہیں ہے، اور اس کتاب امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے علاوہ کسی سُنی امام بخاری، مالک وغیرہ کو نہیں چھوڑا گیا، ایک ایک کا نام لے کر کئی کئی ورقوں بلکہ جزوں کو سیاہ کرڈالا، (دیکھئے فقیر محمد جہلمی کی کتاب، السیف الصارم) اس کے بعد دوسری کتاب (ظفرُ المبین فی رد مُغالطات المُقلدین) لکھی گئی، اس کے مولف کا نام ہری چند بن دیوان چند تھا جو بعد میں مسلمان ہوکر غلام محی الدین کے نام سے مشہور ہوا، اس آدمی کی علمی استعداد کے متعلق (جدید فرقہ اہل حدیث) کے ترجمان مولوی محمد حسین بٹالوی فرماتے ہیں، بٹالوی صاحب نے پہلے مولوی محمد احسن امروھی قادیانی سابق غیر مقلد پر رد کیا پھر صاحب (ظفرُ المبین) کے بارے فرمایا کہ وہ بے چارہ میزان، منشعب (علم صرف چھوٹے رسالے ہیں) بھی پڑھے نہ تھے اور ماضی مضارع کے معنی نہ جانتے تھے (دیکھئے مزید تفصیل، اشاعت السنہ، جلد 14 شمارہ 12) ظفرُ المبین کے بعد فقہ حنفی کے خلاف کتاب (حقیقت الفقہ) لکھی گئی، اس کتاب کا مولف محمد یوسف جے پوری ہے، اس کتاب میں جے پوری نے دجل و تلبیس، جھوٹ، خیانت، دھوکہ و فریب کے تمام ریکارڈ توڑ

دیئے ہیں،اس کے بعد (شمع محمدی، درایت محمدی، سبیل الرسول وغیرہ) کتابیں لکھی گئیں اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے،اور اب تو چونکہ میڈیا کی ترقی کا دور ہے تو یہ لوگ کذب وفریب ووساوس پھیلانے میں تمام ممکنہ ذرائع استعمال کر رہے ہیں، لیکن جھوٹ دھوکہ فریب وغیرہ مذموم ذرائع کے لئے من جانب اللہ کوئی ترقی وثبات نہیں ملا کرتی،زیادہ سے زیادہ چند جاہل عوام کو اس کے ذریعہ سے زیر کرلیا جاتا ہے،حاصل کلام یہ ہے کہ فقہ حنفی کا کوئی مفتی بہ قول اور معمول بہا مسئلہ قرآن وحدیث کے خلاف نہیں ہے،اور الحمد للہ امام اعظم ابو حنیفہؒ کا اصول دیکھئے

أصول مذهب الإمام الأعظم أبوحنيفة

"إني آخذ بكتاب الله إذا وجدته، فما لم أجده فيه أخذت بسنة رسول الله ﷺ والآثار الصحاح عنه التي فشت في أيدي الثقات، فإذا لم أجد في كتاب الله وسنة رسول الله ﷺ أخذت بقول أصحابه، آخذ بقول من شئت، ثم لا أخرج عن قولهم إلى قول غيرهم. فإذا انتهى الأمر إلى إبراهيم والشعبي وابن المسيب (وعدّد رجالاً)، فلي أن أجتهد كما اجتهدوا"

سبحان اللہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے اس عظیم اصول کو پڑھیں، فرمایا میں سب سے پہلے کتاب اللہ سے(مسئلہ وحکم)لیتا ہوں، اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو پھر سنت رسول اللہ ﷺ اور احادیث صحیحہ کی طرف رجوع کرتا ہوں، اور اگر کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ میں بھی نہ ملے تو پھر میں اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی طرف رجوع کرتا ہوں اور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے اقوال سے باہر نہیں نکلتا، اور جب معاملہ ابراہیم، والشعبی والحسن وابن سیرین وسعید بن المسیب تک پہنچ جائے تو پھر میں بھی اجتہاد کرتا ہوں جیسا کہ انہوں نے اجتہاد کیا۔

محترم بھائیوں یہ ہے وہ عظیم الشان اصول وبنیاد جس کے اوپر فقہ حنفی قائم ہے، سوائے جاہل کوڑ مغز اور معاند متعصب کے اور کون ہے جو اس اصول پر قائم شدہ مذہب حنفی کی عمارت کو قرآن وسنت کے خلاف کہے گا؟

تو امام اعظمؒ کے نزدیک قرآن مجید فقہی مسائل کا پہلا مصدر ہے، پھر دوسرا مصدر سنت رسول اللہ ﷺ اور احادیث صحیحہ ہیں حتی کہ امام اعظمؒ دیگر ائمہ میں واحد امام ہیں جو ضعیف حدیث کو بھی قیاس شرعی پر مقدم کرتے ہیں جب کہ دیگر ائمہ کا یہ اصول نہیں ہے، پھر تیسرا مصدر امام اعظم کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے اقوال وفتاوی ہیں،

اس کے بعد جب تابعینؒ تک معاملہ پہنچتا ہے تو امام اعظمؒ اجتہاد کرتے ہیں، کیونکہ امام اعظمؒ خود بھی تابعی ہیں، جب کہ دوسری طرف فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کو دیکھیں تو ان کا اصول یہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا فہم اور اقوال وفتاوی واجماعات کوئی حجت ودلیل نہیں ہے، لیکن اس کے باجود بھی وسوسہ یہ پھیلاتے ہیں کہ فقہ حنفی حدیث کے مخالف ہے، اس وسوسہ کے تحت بات طویل ھوگئی، اللہ تعالی سب کو صحیح سمجھ دے اور اہل سنت والجماعت علماء کی راہنمائی میں قرآن وحدیث پر عمل کی توفیق دے۔

وسوسہ 16: مذاہب اربعہ بعد کی پیداوار ہیں اور ہم اہل حدیث چودہ سو سال سے چلے آرہے ہیں لہذا حق جماعت اہل حدیث ہے مسلمانوں کو حنفی شافعی مالکی حنبلی وغیرہ کے بجائے اہل حدیث جماعت میں شامل ہونا چاہیئے۔

جواب : یہ وسوسہ مختلف انداز سے عوام کے ذہنوں میں ڈالا جاتا ہے اور ائمہ اسلام وعلماء امت کی کتب میں جہاں کہیں بھی لفظ" **اہل حدیث** "ان کو نظر آتا ہے تو اس لقب کو اپنے اوپر چسپاں کر دیتے ہیں اور پھر عوام سے کہتے ہیں دیکھو فلاں امام نے لکھا ہے فلاں کتاب میں لکھا ہے کہ " **اہل حدیث** " اہل حق ہیں اور اہلسنت والجماعت ہیں اور " **اہل حدیث** " ہی فرقہ ناجیہ ہے وغیرہ۔ اکثر عوام اس وسوسہ کو بوجہ جہالت کے قبول کرلیتے ہیں اور فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل ہوجاتے ہیں اور پھر ان کو یہی وساوس سنائے اور پڑھائے جاتے ہیں، خوب یاد رکھیں کہ ہندوستان میں پیدا شدہ " فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث " کا امت مسلمہ کے حقیقی " **اہل حدیث واصحاب الحدیث** " سے ذرہ برابر تعلق ونسبت بھی نہیں ہے یہ ان کا محض خیال ووسوسہ ودھوکہ ہے اور کچھ نہیں ہے۔

چہ نسبت خاک را باعالم پاک

عوام الناس کے لئے یہ بہت بڑا دھوکہ اور جھوٹ ہے کہ ان کو کتب اسلاف سے لفظ " **اہل حدیث** " دکھا کر مطمئن کرلیا جاتا ہے اوران کو بڑے زور وشور سے باور کرایا جاتا ہے کہ ان ائمہ اسلام کی کتب میں موجود اس نام ولقب سے مراد خاص

ہماری جماعت "اہل حدیث " ہے اوراس جماعت میں شامل لوگ مراد ہیں، ان کا یہ دعوی ایساہی ہے کہ اگر کسی کے بدن میں صَفرَاء کاغلبہ ہو جائے تواس کو ہر چیز اسی رنگ میں نظر آتی ہے جب کہ حقیقت اس کے خلاف ہوتی ہے۔

اہل حدیث وأصحاب الحدیث سے مراد مُحدثین کرامؒ کا طبقہ ہے۔اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالی نے "علم ُالحدیث " کی دولت عظیم سے مالامال کیا اور جن کی ساری زندگی حدیث پڑھنے پڑھانے میں گذری جنھوں نے اپنی ساری عمر حدیث کی سماعت و قراءت وکتابت وروایت ودرایت حفظ و معرفت میں گذاری جنھوں نے حدیث وآثار کو جمع کیا اور حدیث کی تحصیل کے لئے مشرق و مغرب بحر وبر کے اسفار بعیدہ کو اختیار کیا اور ایک ایک حدیث کی سماعت کے لئے کہاں سے کہاں پہنچے وغیرہ ذالک۔ اہل الشيء " کہتے ہیں اس کے ساتھ خاص اور اخص لوگوں کو، اسی لئے لغت عرب میں " أہل الرجل " کہتے ہیں آدمی کے ساتھ سب سے زیادہ خاص اور قریب ترین لوگوں کو، اسی طرح " اہل الحدیث " بھی ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو حدیث اور علوم حدیث کے ساتھ ہر اعتبار سے سب سے زیادہ خاص تعلق رکھتے ہوں جو حدیث اور علوم حدیث میں ہر اعتبار سے کامل درجہ رکھتے ہوں۔

امت مسلمہ کے ان حقیقی " اہل الحدیث واصحاب الحدیث " یعنی محدثین کرام کے احوال و واقعات وسیر توں پر مستقل کتب موجود ہیں، لہذا یہ لقب امت میں کسی خاص فرقہ کے لئے نہیں تھا بلکہ امت میں ایک علمی طبقہ کا نام ہے اور "علمُ الحدیث" کے حامل افراد واشخاص کو یہ عظیم لقب ملا عام ہے کہ وہ حنفی ہو یا شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ ہو، عام ہے کہ عرب سے ہو یا عجم سے، اسی طرح " اہل تفسیر " کا لقب کسی خاص فرقہ کے لئے نہیں ہے بلکہ مُفسرین کرام کے لئے ہے جو علوم القرآن کی دولت سے مالامال ہوں ایسا نہیں ہے کہ ہر کس وناکس جاہل و مجہول کو " اہل تفسیر " کے نام سے پکارا جائے۔ ایسا " اہل فقہ " کالقب فقہاء امت کے لئے خاص ہے، ایساہی " اہل تاریخ " مورخین کے لئے " اہل لغت" اہل ادب" اہل کلام " وغیرہ القابات خاص قسم کے افراد کے استعمال ہوئے جن کو اس علم وفن میں کامل

مہارت و تبحر حاصل ہو، اور یہ بات اہل علم کے نزدیک اتنی واضح وروشن ہے کہ اس پر مزید دلائل دینا ایک لایعنی عمل ہے اور چڑھتے سورج کے وجود پر دلیل طلب کرنے کے مترادف ہے۔

اہل الحدیث "کی تعریف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک

شیخ الِاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

قال شيخ الإسلام (رحمه الله) : ونحن لا نعني بأهل الحديث المقتصر ين على سماعه، أو كتابته أو روايته، بل نعني بهم: كل من كان أحق بحفظه ومعرفته و فهمه ظاهراً و باطناً، واتباعه باطناً وظاهراً

(مجموع الفتاوى4/95)

ہماری مراد " اہل الحدیث " سے وہ لوگ نہیں ہیں جو حدیث کی سماع یا کتابت یا روایت سے غافل ہیں بلکہ ہماری مراد "اہل الحدیث" سے وہ لوگ ہیں جو ظاہری و باطنی طور پر حدیث کے حفظ و معرفت و فہم میں اور ظاہری و باطنی طور پر اس کی اتباع و پیروی میں اعلی درجہ رکھتے ہوں ۔

دوسرے مقام پر شیخ الِاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

و أهل الحديث هم السلف من القرون الثلاثة ومن سلك سبيلهم من الخلف (مجموع الفتاوى6/355)

"اہل الحدیث" قرون ثلاثہ (صحابہ کرام رضی اللہ عنھم ، تابعین ، تبع تابعین ؒ) کے سلف ہیں اور جو ان کے راستے اور طریقہ پر چلے۔

امام نووی (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ " اہل الحدیث "کسی ایک جماعت و گروپ کا نام نہیں ہے جو اس نام سے پہچانی جائے بلکہ "اہل الحدیث " اقطار المعمورۃ میں متفرق ہیں، بعض ان میں سے بہادر مجاہد ہیں، بعض ان میں سے فقہاء ہیں،

بعض ان میں سے محدثین ہیں، بعض ان میں سے زُھّاد (عابد صوفی) ہیں، بعض ان میں سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے ہیں، بعض ان میں سے دیگر انواع الخیر (وصلاح) والے بھی ہیں، یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ " اہل الحدیث " ایک جگہ جمع ہوں بلکہ " اقطار الارض " یعنی زمین کے کناروں میں متفرق ہوتے ہیں۔

وأهل الحديث ليسوا حزباً واحداً يعرف بهذا الاسم بل هم متفرقون في أقطار المعمورة ف "منهم شجعان مقاتلون ومنهم فقهاء، ومنهم محدثون، ومنهم زهاد، وآمرون بالمعروف وناهون عن المنكر، ومنهم أهل أنواع أخرى من الخير، ولا يلزم أن يكونوا مجتمعين، بل قد يكونون متفرقين في أقطار الأرض " (شرح مسلم للنووی 13 /67)

شیخ الاسلام (رحمہ اللہ) اور امام نووی (رحمہ اللہ) کے نزدیک " اہل الحدیث " کی تعریف آپ نے ملاحظہ کی اب فیصلہ آپ کریں کہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث بھی ان لوگوں میں داخل ہیں؟؟ **حاشا وکلا**

شیخ الاسلام (رحمہ اللہ) نے تو قرون ثلاثہ (صحابہ کرام رضی اللہ عنھم، تابعین، تبع تابعینؒ) کے سلف کو " اہل الحدیث " قرار دیا، جب کہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کا طرز و نظریہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے بارے آپ کو معلوم ہے یعنی ان کے نزدیک (صحابی کا قول و فعل و فہم) حجت و دلیل نہیں ہے۔

خلاصہ یہ کہ " **فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث** " کا تعلق ونسبت حقیقی " **أہل الحدیث وأصحاب الحدیث** " یعنی مُحدثین کرام سے ذرہ برابر بھی نہیں ہے، اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ یہ نام ولقب امت میں ایک علمی طبقہ کے لئے خاص ہے جس طرح ہر جاہل مجہول کو " **اہلُ التفسیر** " **اہلُ الفقہ** " **اہل العلم** " **اہل القرآن** " کا لقب نہیں دیا جاسکتا ایسا ہی " **اہل الحدیث** " کا لقب بھی ہر کس وناکس کے لئے استعمال نہیں ہوسکتا، یہ اور بات ہے ایک فرقہ جدید نے ہندوستان میں انگریزی عہد میں اپنے لئے " **اہل حدیث** " کا نام سرکاری کاغذات میں الاٹ کروایا تو اس وجہ سے یہ فرقہ جدید اس نام سے مشہور ہوگیا، اور اہل عقل خوب جانتے ہیں کہ صرف نام رکھنے سے حقائق نہیں بدلا کرتے۔

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے امتیازی صفات و نظریات

1• تقلید کا نہ صرف انکار بلکہ اس کو شرک فی الرسالت سے تعبیر کرنا

2• بیس رکعت تراویح کو بدعت کہنا

3• ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک شمار کرنا

4• فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنے والے کی نماز کو باطل کہنا

5• صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے قول، فعل، فہم کو حجت نہ سمجھنا

6• اجماع امت کا انکار کرنا

7• خصوصا امام ابو حنیفہ ؒ اور ان کے متبعین پر لعن طعن کرنا

8• کرامات اولیاء کا انکار کرنا

9• علم فقہ کو قرآن و حدیث کے مخالف کہنا اور برے الفاظ سے یاد کرنا

10• صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کو حجت نہ سمجھنا وغیرہ وغیرہ

جب کہ حقیقی اہل حدیث یعنی محدثین کرام میں سے کسی کے بھی یہ نظریات نہیں ہیں لہذا یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ہندوستان میں انگریزی دور میں پیدا شدہ اس فرقہ اہل حدیث کا حقیقی اہل حدیث یعنی محدثین کرام کے ساتھ ذرہ برابر بھی تعلق نہیں اور بال برابر بھی مناسبت نہیں ہے ۔

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی حقیقی تصویر

حضرت علامہ مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ((تدوین حدیث)) میں ایک عجیب واقعہ لکھا ہے جس میں فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے مسلک کی حقیقی واصلی تصویر بالکل نمایاں ہو جاتی ہے۔

حضرت علامہ مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ میں نے براہ راست بانی (ندوۃ العُلماء) حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمہ اللہ سے یہ روایت سنی ہے کہ حضرت کے پیرومرشد مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب گنج مراد آبادی **تغمده الله بغفرانه** کی خدمت میں فرقہ اہل حدیث کے ایک ممتاز و نمایاں عالم ہیں حاضر ہوئے، مولانا سے جب ملاقات ہوئی توحضرت (مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب) گنج مراد آبادی نے پوچھا کہ مولوی صاحب آپ عامل بالحدیث (حدیث پر عمل کرنے والے) ہیں ؟؟؟ بولے جی ہاں الحمد للہ، مولانا نے پوچھا آنحضرت ﷺ سوتے وقت کون سی دعا پڑھتے تھے ؟؟ مولوی صاحب نے کہا کہ اس وقت یاد نہیں ہے، پوچھا کہ گھر سے نکلتے وقت کیا پڑھتے تھے ؟؟ بولے وہ بھی یاد نہیں، الغرض یونہی آنحضرت ﷺ مختلف اوقات و مقامات پر جو دعائیں پڑھا کرتے تھے، مولوی صاحب بے چارے کو یاد نہ تھیں، تب مولانا نے ان ہی اہل حدیث مولوی صاحب کو خطاب کر کے کہنا شروع کیا، کیوں مولانا آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صرف اختلافی حدیثوں کو یاد کیا ہے لیکن جن حدیثوں میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے، ان کے یاد کرنے کی ضرورت کو عمل بالحدیث کے لئے آپ نے ضروری خیال نہ کیا، کیا اسی کا نام عمل بالحدیث ہے ؟؟؟ بعد میں یہ مولوی صاحب حنفی مسلک پر واپس ہو گئے تھے الخ (نقلا عن احسن التنقیح بتصرف یسیر) درحقیقت یہ واقعہ محض ایک لطیفہ نہیں ہے بلکہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی حقیقی واصلی تصویر ہے، خود راقم الحروف نے کئی ایسے نام نہاد اہل حدیث کو جانچا تو اس واقعہ کی سچائی کا انکشاف ہوتا رہا، اللہ تعالی عوام الناس کو صحیح سمجھ دے۔

٭٭

تقلید سے متعلق وساوس

وسوسہ 1: تقلید شرک اور جہالت کا نام ہے

جواب : یہ باطل وسوسہ بھی عوام میں بہت مشہور کر دیا گیا ہے، اور عوام کے ذہن میں یہ ڈال دیا گیا کہ مقلد آدمی اللہ ورسول ﷺ کے حکم کے مقابلہ میں اپنے امام کی بات کو ترجیح دیتا ہے، اور پھر تقلید کی حُرمت پر قرآن کی وہ آیات سنائی جاتی ہیں جن میں مشرکین کی مذمت بیان کی گئی ہے جو اپنے مشرک و گمراہ آباء واجداد کے دین وطریقہ کو نہیں چھوڑتے تھے، اور کہا جاتا ہے کہ تقلید کا معنی ہے جانور کے گلے میں پٹہ ڈالنا لہذا ایک مقلد آدمی اپنے امام کا پٹہ گلے میں ڈال دیتا ہے، غرض اس طرح کے بہت سارے وساوس تقلید سے متعلق عوام میں مشہور کئے گئے ہیں۔

تقلید کی حقیقت

خوب یاد رکھیں کہ تقلید "نعوذ باللہ" اللہ تعالی کے حکم اور حضور ﷺ کے سنت کے مقابل و مخالف چیز کا نام نہیں ہے، جیسا کہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث نے عوام کو گمراہ کرنے کے لئے مشہور کیا ہے، بلکہ "تقلید" کی حقیقت صرف اور صرف یہ ہے کہ ائمہ مجتہدین نے قرآن مجید اور احادیث نبویہ ﷺ اور آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے جو مسائل استنباط (نکالے) کئے ہیں ان کو تسلیم کرلیناہی "تقلید" ہے۔

علماء امت نے "تقلید" کی تعریف اس طرح کی ہے کہ فروعی مسائل فقہیہ میں غیر مجتہد (مُقلد) کا مجتہد کے قول کو تسلیم کرلینا اور اس سے دلیل کا مطالبہ نہ کرنا اس اعتماد پر کہ اس مجتہد کے پاس اس قول کی دلیل موجود ہے، مثال کے طور پر "تقلید" کی اس تعریف کی روشنی میں آپ مذاہب اربعہ کی فقہ کی کوئی بھی مستند کتاب اٹھالیں ہر مسئلہ کے ساتھ دلیل موجود ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب "ہدایہ" اٹھالیں ہر فقہی مسئلہ کے ساتھ دلائل شرعیہ (یعنی کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ، اجماع امت، قیاس شرعی) میں سے کوئی دلیل ضرور موجود ہے۔

کیا اس عمل کا نام شرک وجہالت ہے؟؟ (نعوذ باللہ) حاصل یہ کہ ہمارے نزدیک ایک عامی آدمی کا اہل علم کی اتباع وراہنمائی میں دین پر عمل کرنا "تقلید" ہے، اور یہی حکم و تعلیم قرآن نے ہمیں دیا ہے

قوله تعالى : " فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون [سورة النحل 43]

اللہ تعالی نے اس آیت میں یہ حکم دیاہے کہ اگر تمہیں علم نہ تو اہل علم سے پوچھو، اور امام اعظم ابو حنیفہؒ ، امام شافعیؒ امام مالکؒ ، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اہل علم ہیں ، اور ان حضرات کی علمیت امامت وجلالت پر امت کا اجماع ہے ، ان حضرات ائمہ کے اقوال واجتہادات کتابی صورت میں ہمارے پاس موجود و محفوظ ہیں، اوران حضرات ائمہ کے مذاہب کے ماہر علماء آج بھی موجود ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک موجود رہیں گے، اس آیت مبارکہ کے امر الہی (فاسئلوا أهل الذكر) کی تعمیل میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی راہنمائی حاصل کرتے ہیں ، اب ہمارے اس طرز عمل کو اگر کوئی جاہل شرک وبدعت کہے تو کہتا رہے، اہل علم سے سوال یعنی ان کی تقلید واتباع کی اہمیت پر ایک حدیث نقل کرتا ہوں،

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص زخمی ہو گیا پھر اس کو احتلام ہو گیا(یعنی غسل اس پر فرض ہو گیا) تو اس کو (ساتھیوں کی طرف سے) غسل کا حکم دیا گیا،لہذا اس نے غسل کیا اور فوت ہو گیا،جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا(قتلوه قتلهم الله)یعنی انہی لوگوں نے اس کو مارا اللہ ان کو بھی مارے، کیاجاہل وعاجز کی شفاء سوال میں نہیں ہے ؟

یعنی جب ان کو مسئلہ معلوم نہیں تھا تو انہوں نے کسی عالم سے کیوں نہیں پوچھا۔

وعن ابن عباس رضي الله عنهما: أن رجلاً أصابه جرح على عهد رسول الله ﷺ ثم أصابه احتلام فأمر بالاغتسال، فقُرّ فمات ،فبلغ ذلك رسول الله ﷺ فقال: "قتلوه قتلهم الله ! ألم يكن شفاء العِيّ السؤال؟

(رواه الإمام أحمد والبخاري) (التاريخ الكبير) وأبو داود وابن ماجة والحاكم والبيهقي والدارقطني وأبو يعلى والطبراني (الكبير)(وأبو نعيم وابن عساكر)

اس حدیث سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ جہاں ہم نے دین میں حقیقی اور مستند اہل علم کی طرف رجوع کرنا ہے جو کہ ائمہ اربعہ ؒ اور دیگر ائمہ مجتہدین ہیں، وہاں اہل جہل نام نہاد اہل حدیث سے بھی بچنا ہے کیونکہ جاہل کے حکم وفتوی پر عمل گمراہی وتباہی ہے ، اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو بد دعا دی جنہوں نے بغیر علم کے مسئلہ بتایا اور اہل

علم کی طرف رجوع نہیں کیا ۔

آج فرقہ اہل حدیث میں شامل نام نہاد شیوخ نے ائمہ اربعہ کی اتباع و تقلید کو شرک و جہالت کہہ کر عوام الناس کو دین میں آزاد کر دیا ہے، اور ہر جاہل مجہول کو شیخ کا لقب دے دیا گیا جو کہ (ضلوا فآضلوا) کی کامل تصویر بنے ہوئے ہیں، اس کے باوجود نام اہل حدیث اور سلفی رکھا ہوا ہے، جب کہ سلف کی سیرت پڑھو اور ان نام نہاد اہل حدیث اور سلفیوں کے کرتوت دیکھو تو واضح ہو جاتا ہے سلف کے سب بڑے دشمن یہی لوگ ہیں۔

ترک تقلید کا فتنہ لا دینیت پر جا کر دم توڑتا ہے

گذشتہ سطور میں میں نے عرض کیا کہ فرقہ نام نہاد اہل حدیث نے عوام الناس کو دین میں آزاد بنانے کے لیئے " تقلید سلف " کے خلاف بہت سارے وساوس پھیلائے ہوئے ہیں، اور میرے اس موضوع کا مقصد بھی ان کے مشہور وساوس کی نشاندہی اور اس کا رد کرنا ہے، کیونکہ ایک ناواقف آدمی لاعلمی کی بناپر ان کے وساوس کو قبول کرلیتا ہے، اور اکثر لوگ جو بے راہ ہوئے ہیں اسی طرح کے مختلف وساوس وکذبات سن کر یا دیکھ کر راہ حق دور ہٹے ہیں، خوب یاد رکھیں لا مذہبیت اور غیر مقلدیت کی اس تحریک کی پیٹ سے بے شمار فتنوں نے جنم لیا، اور ہند وپاک کے تمام گمراہ لوگ اور جماعتیں ترک تقلید اور غیر مقلدیت کے چور دروازے سے نکلے ہیں۔

تقلید واجتہاد کی حقیقت

دین میں کچھ باتیں تو بہت آسان ہوتی ہیں جن کے جاننے میں سب خاص وعام برابر ہیں، جیسے وہ تمام چیزیں جن پر ایمان لانا ضروری ہے یا مثلاوہ احکام جن کی فرضیت کو سب جانتے ہیں، چنانچہ ہر ایک کو معلوم ہے کہ نماز، روزہ، حج، زکوہ، ارکان اسلام میں داخل ہیں، لیکن بہت سارے مسائل ایسے ہیں جن کو اہل علم قرآن وحدیث میں خوب غور وخوض کے بعد سمجھتے ہیں، اور پھر ان علماء کے لئے بھی یہ مسائل سمجھنے کے لیئے شرعی طور پر ایک خاص علمی استعداد کی ضرورت ہے، جس کا بیان اصول فقہ کی کتابوں میں بالتفصیل مذکور ہے، بغیر اس خاص علمی استعداد کے کسی عالم کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ کسی مشکل آیت کی تفسیر کرے، یا کوئی مسئلہ قرآن وحدیث سے نکالے، اور جس عالم میں یہ استعداد ہوتی ہے اس کو اصطلاح شرع میں " مجتہد " کہا جاتا ہے، اور اجتہاد کے لئے بہت سارے سخت ترین شرائط ہیں، ایسا نہیں ہے جیسا کہ فرقہ جدید نام

نہاد اہل حدیث نے ہر کس وناکس کو اجتہاد کا تاج پہنایا ہوا ہے۔ لہذا عامی شخص کو یہ حکم ہے کہ وہ مجتہد کی طرف رجوع کرے، اور مجتہد کا فرض ہے کہ وہ جو مسئلہ بھی بیان کرے کتاب وسنت میں خوب غور وخوض اور کامل سعی وتلاش کرکے اولا اس مسئلہ کو سمجھے پھر دلیل کے ساتھ اس پر فتوی دے۔ اجتہاد وفتوی کا یہ سلسلہ عہد نبوی سے شروع ہوا، بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم حضور ﷺ کی اجازت سے فتوی دیا کرتے اور سب لوگ ان کے فتوی کے مطابق عمل کرتے، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم وتابعینؒ کے دور میں یہ سلسلہ قائم رہا، ہر شہر کا مجتہد ومفتی مسائل بیان کرتے اور اس شہر کے لوگ انہی کے فتوی کے مطابق دین پر عمل کرتے، پھر تبع تابعینؒ کے دور میں ائمہ مجتہدین ؒ نے کتاب وسنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم وتابعینؒ کے فتاوی کو سامنے رکھ کر زندگی کے ہر شعبہ میں تفصیلی احکام ومسائل مرتب ومدون کئے، ان ائمہ میں اولیت کا شرف امام اعظم ابو حنیفہؒ کو حاصل ہے اور ان کے بعد دیگر ائمہ ہیں۔ چونکہ ائمہ اربعہؒ نے زندگی میں پیش آنے والے اکثر وبیشتر مسائل کو جمع کر دیا، اور ساتھ ہی وہ اصول وقواعد بھی بیان کر دیئے جن کی روشنی میں یہ احکام مرتب کئے گئے ہیں، اسی لئے پورے عالم اسلام میں تمام قاضی ومفتیان انہی مسائل کے مطابق فتوی وفیصلہ کرتے رہے اور یہ سلسلہ دوسری صدی سے لے کر آج تک قائم ودائم ہے۔

انکار تقلید کی ابتداء اور انجام

ہندوستان میں جب انگریزی عمل داری شروع ہوئی تو اس زمانہ میں کچھ لوگوں کو کھڑا کیا گیا، ان لوگوں نے یہ نعرہ لگانا شروع کیا کہ اگلوں کے فتاوی پر چلنے کی کوئی ضرورت نہیں، ان کی تقلید تو شرک ہے ہمیں تو خود ہی قرآن وحدیث سے مسائل نکالنے ہیں ((یہ بات انگریز نے اس لئے شروع کروائی تاکہ کسی کو دین کا صحیح علم نہ ہوسکے اور وہ خود سے اس میں لگ جائے تو یہ خود بھی گمراہ رہے گا اور دوسروں کو بھی گمراہ کریگا نہ اس کو دین کے مسائل کا صحیح علم ہوگا اور نہ دوسروں کو یہ صحیح علم بتاسکے گا اس طرح انگریز اپنے مقصد میں کامیاب ہونگے اور یہ جاہل لوگ فتنہ فساد میں لگے ہوئے ہونگے اور آج یہی ہورہا ہے))، ان کو لوگوں نے اپنا نام " اہل حدیث یا غیر مقلد " رکھا، اگرچہ بعد میں مختلف اوقات وادوار میں یہ لوگ اپنا نام بدلتے رہے، لیکن " اہل حدیث یا غیر مقلد " کے نام سے یہ لوگ زیادہ مشہور ہوئے، اگرچہ حقیقت میں یہ لوگ بھی مقلد ہی ہیں۔ لہذا اس ترک تقلید کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان میں دین کے اندر فتنوں کے دروازے کھل گئے،

ہر شخص مجتہد بن بیٹھا، سب سے پہلے سر سید احمد خان نے اس راہ میں قدم رکھا تقلید سے منہ موڑنے کے بعد " غیر مقلد " بنا پھر ترقی کرکے " نیچریت " پر معاملہ جا پہنچا، ظاہر ہے کہ جب فقہاء کرام کی تقلید واتباع حرام ٹھہری تو پھر دین پر عمل کس کی تشریح و تعلیم کے مطابق ہو گا؟؟ ظاہر ہے اس کے بعد تو نفس و شیطان ہی باقی رہ جاتا ہے، یہی حال مرزا غلام قادیانی کذاب ودجال کا ہوا تقلید سے منہ موڑنے کے بعد " غیر مقلد " بنا پھر " غیر مقلدیت " میں ترقی کرکے کہاں سے کہاں پہنچا ، اسی طرح " انکار تقلید " نے ہی انکار حدیث کا دروازہ بھی کھولا چنانچہ اسلم جیراج پوری کے والد مولوی سلامت اللہ غیر مقلد تھے، اسلم جیراج پوری پہلے " غیر مقلد " بنا پھر اپنے باپ سے بھی ایک قدم بڑھایا اور انکار حدیث کا سب سے بڑا داعی بن گیا، اسی طرح خاکسار تحریک کا بانی عبداللہ چکڑالوی پہلے " غیر مقلد " بنا پھر انکار حدیث کا داعی بنا، اس کے بعد مرزا قادیانی کا ہم نام غلام احمد پرویز پہلے " غیر مقلد " بنا پھر اسی چور دروازے سے ترقی کرتے کرتے گذشتہ تمام گمراہ لوگوں کو مات دے گیا، اور انکار حدیث کا جھنڈا اٹھایا اور ساری عمر حدیث و سنت کے خلاف اپنے زبان و قلم سے مذاق اڑاتا رہا، اور انکار حدیث کی تحریک کو گمراہی کے انتہائی حدوں تک پہنچا دیا ، اسی طرح ابوالاعلی مودودی بھی اسی چور دروازے سے پہلے نکلا پھر اپنے قلم سے جو کچھ گمراہیاں پھیلاتا رہا وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں، اسی طرح آج کل "الھدی انٹرنیشنل " کے نام سے ایک فتنہ بڑھتا چلا جارہا ہے، جس نے عورتوں کو گمراہ کرنے کی ذمہ داری اٹھائی ہے، یہ فتنہ بھی " ترک تقلید" کی پیداوار ہے، اسی طرح کے اور جتنے بھی فتنے ہیں سب " انکار تقلید " کے شاخسانے ہیں، پہلے آدمی تقلید ائمہ سے منکر ہوتا ہے پھر غیر مقلد بنتا ہے پھر بدزبانی بدگمانی اور خودرائی اور دین میں آزادی اس کو گمراہی کے گڑھے میں ڈال دیتی ہے، تاریخ شاہد ہے کہ جب سے مذاہب اربعہ کا جمع و تدوین ہوا تمام عوام وخواص نے ائمہ اربعہ کی راہنمائی میں دین پر عمل کرتے رہے، اور نئے نئے فرقے پیدا ہونا بند ہو گئے، اور جب سے تقلید واتباع سلف کا بند ٹوٹا ہے لامذھبی اور دینی آزادی کا دور دورہ ہو گیا، ہر طرف سے نئے نئے فتنے سر اٹھانے لگے اور آج ان فتنوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ شمار کرنا مشکل ہے، اور یہ سب فتنے " غیر مقلدیت " کی پیٹ سے ہی نکلے ہیں اور نکلتے چلے جارہے ہیں ، اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے فتنوں کے اس دروازے کو بند کردے۔

وسوسہ 2: تقلید ائمہ اس وجہ سے بھی ناجائز ہے کہ ان ائمہ نے خود اپنی تقلید سے منع کیا ہے اور خاص کر ان ائمہ اربعہ میں سے ہر ایک نے ارشاد فرمایا ہے کہ ((إذا صح الحديث فهو مذهبي))

جواب : یہ دعویٰ ووسوسہ بھی بالکل باطل ہے کہ ائمہ مجتہدین نے مُطلقًا اپنی تقلید سے منع کیا ہے، ان ائمہ مجتہدین میں سے کسی ایک سے بھی یہ بات منقول نہیں ہے، اور اگر بالفرض ان سے نہی عن التقلید ثابت بھی ہو تو یہ نہی وممانعت مُجتہد کے لئے ہے نہ کہ غیر مُجتہد کے لئے، یہ سینکڑوں ہزاروں کتابیں ائمہ اربعہ اوران کے اصحاب نے کیوں لکھی ہیں ؟؟

تمام اجتہادی وفروعی مسائل کی جمع وتدوین کیوں کی ہے ؟؟ یہ سارااہتمام اسی لئے توکیا گیا تاکہ بعد میں آنے والے لوگ بآسانی دین پر اور کتاب وسنت پر عمل کر سکیں، امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (المجموع) کے مُقدمہ میں اس کا جواب دیا ہے (وهذا الذي قاله الشافعي ليس معناه أن كل واحد رأى حديثًا صحيحًا قال: هذا مذهب الشافعي، وعمل بظاهره وإنما هذا فيمن له رتبة الاجتهاد في المذهب الخ)

یعنی یہ جو امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ **(إذا صح الحديث فهو مذهبي)** اس کا یہ معنی ومطلب نہیں ہے کہ ہر ایک آدمی جب صحیح حدیث دیکھے تو یہ کہے کہ یہ امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے اور پھر ظاہر حدیث پر عمل کرے بلکہ یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو مذہب میں اجتہاد کا درجہ رکھتا ہو۔

یہی بات حافظ ابن الصلاح امام شامی وغیرھما ائمہ نے بھی کی ہے کہ امام شافعی وغیرہ ائمہ کا یہ قول عامۃ الناس کے لئے نہیں ہے بلکہ اپنے مذہب کے اصحاب وتلامذہ کے لئے ہے جو مجتہد فی المذہب کا درجہ رکھتے ہوں ۔

مذاہب اربعہ کی تقلید کی اہمیت وضرورت

اس دور پرفتن میں جہاں اور فتنوں کی کثرت ہے انہیں فتنوں میں سے ایک خطرناک ترین فتنہ یہ بھی ہے کہ اہل اسلام عوام الناس کو کسی نہ کسی طرح مختلف حیلوں بہانوں سے مختلف وساوس استعمال کرکے مذھبی چھٹی دے دی جائے اور دین میں ان کو کھلی آزادی مل جائے، جس کے بعد یہ لوگ جیسے چاہیں دانستہ یانادانستہ اپنی خواہشات کے مطابق زندگی گزاریں،

اورآج کچھ لوگ اسی طرز وروِش پر عمل پیرا ہیں، جاہل عوام کے دل ودماغ میں مختلف وساوس ڈال کر ان کو اپنی خیالات وخواہشات کی اتباع پر مجبور کرتے ہیں، دین میں آزادی کی اس تحریک کی کامیابی کے لئے مختلف وساوس کو استعمال کرتے ہیں، تاکہ عوام الناس بوجہ اپنی جہالت کے بآسانی اس کو قبول کرلیں، اور عوام کو باور کرایا جاتا ہے کہ تم دین پر عمل کرنے میں آزاد ہو، کسی امام مجتہد وماہر دین کی اتباع کے محتاج نہیں ہو بلکہ سلف صالحین کی تقلید واتباع کو ایک گناہ ومعصیت کی رنگ میں عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ جس کا مشاہدہ آج ہم کر رہے ہیں کہ ہر جاہل مجہول بلا خوف وخطر ائمہ اسلام وسلف صالحین پر طعن وتشنیع کرتا ہے اور اسلاف وائمہ کی بیان کردہ قرآن وحدیث کی تشریحات ومطالب کو ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کا قابل سمجھتا ہے، اور آج چودھویں صدی کے خانہ ساز نام نہاد شیخ ومجتہد قرآن وحدیث کی جو تشریح کرے اس کو سر آنکھوں پر قبول کرتا ہے، اوراسی کو صراط مستقیم سمجھتا ہے، حالانکہ آج کل کے ان نام نہاد شیوخ کو قرآن وحدیث کی ہوا بھی نہیں لگی۔ مولوی محمد حسین بٹالوی کا شمار فرقہ جدید اہل حدیث کے بانی مبانی حضرات میں ہوتا ہے، لہذا اس فرقہ جدید کے بارے اپنی طویل تجربہ کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔

"پچیس برس (25) کے تجربے سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مُجتہد مطلق اور مُطلق تقلید کے تارک (چھوڑنے والے) بن جاتے ہیں وہ آخر کار اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں۔ کفر وارتداد وفسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر دیندار کے بے دین ہو جانے کے لئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے وہ اہل حدیث جو بے علم یا کم علم ہو کر ترک مطلق تقلید کے مُدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں، اس گروہ کے عوام آزاد وخود مختار ہوتے جارہے ہیں۔ (رسالہ اشاعت السنہ نمبر 2 جلد 12 طبع 1888ء)

بٹالوی صاحب کی اس شہادت اور مبنی بر حقیقت بیان میں کوئی شک نہیں ہے، اور ساتھ ہی ان کا یہ تبصرہ پچیس برس (25) کے تجربے کا نچوڑ ہے، اور ایک جاہل آدمی کا ائمہ کی تقلید ترک کردینا بٹالوی صاحب کے نزدیک کفر وارتداد وفسق کا سب سے بڑا سبب ہے۔ بٹالوی صاحب 1888ء میں یہ کہہ رہے ہیں کہ اس گروہ کے عوام آزاد وخود مختار ہوتے جارہے ہیں، اور آج کے دور میں اس فرقہ کے ابناء کی دین میں آزادی وخود مختاری کس درجہ تک پہنچ چکی ہے وہ بالکل ظاہر ہے،

یقیناً ایک عقل مند اوراپنی آخرت کا فکر رکھنے والے آدمی کے لئے بٹالوی صاحب کے اس بیان میں بہت بڑی عبرت ونصیحت ہے، باقی ایک جاہل معاند ومتعصب کے لیئے بڑے بڑے دفتر بھی بے کار ہیں۔

ترک تقلید ائمہ کے مفاسد ونقصانات

ائمہ اسلام وسلف صالحین کی تقلید کو خیر باد کہنے کے چند مفاسد ونقصانات کی ایک جھلک بٹالوی صاحب کے مذکورہ بالا بیان میں آپ نے ملاحظہ کرلی، درحقیقت تقلید ائمہ واتباع سلف کو چھوڑنے سے دین میں جو خلل واقع ہوتا ہے، وہ تجربہ ومشاہدہ سے بالکل واضح وثابت ہے، تمام فرق باطلہ کی تاریخ شاہد ہے کہ سب سے پہلے انھوں نے دین میں تقلید سلف کو خیر باد کہا، اور اسی ترک تقلید کے بعد کسی نے خدائی کا دعوی کیا، کسی نے نبوت کا کسی نے مہدویت کا، کسی انکار حدیث کا، کسی نے مُجد دیت کے روپ میں اسلام کے بنیادوں کو کمزور کرنے کوشش کی، اور بالخصوص آج کے اس پرفتن دور میں آزاد خیالی اور نفس پرستی وجہالت کا غلبہ بالکل ظاہر ہے، لہذا اس دور میں ہر کس وناکس کو اجتہاد کی دعوت دینا اور یہ کہنا کہ ہر شخص بجائے تقلید ائمہ واتباع سلف کے از خود مختلف کتابوں کے ترجمے پڑھ کر دین پر عمل کرے، یقیناً جب اجتہاد اتنا عام اور سستا ہوگا تو اس کا جو نتیجہ ظاہر ہوگا اس کا مشاہدہ آج ہم کررہے ہیں، اسی ترک تقلید ائمہ کا نتیجہ آج ہم مشاہدہ کررہے ہیں کہ ہوائے نفسانی کے غلبہ کی بناپر جو مسئلہ نفسانی خواہش کے مطابق وموافق نظر آتا ہے اس کو لے لیتے ہیں اور باقی مسائل کو ضعیف یابدعت وغیرہ کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں، اور ساتھ ہی ایسے لوگوں کی حالت وسمجھ بھی بڑی عجیب ہے، ائمہ اسلام کی تقلید کو توشرک وبدعت کہہ کر چھوڑ دیا اور آج کل کے نام نہاد جاہل بلکہ اجہل شیوخ کی تقلید کو اپنے گلے لگالیا، فیا اسفا۔

تقلید المذاہب الاربعہ

اللہ تعالی کی حکمت کا تقاضہ یہ ہوا کہ احکام فقہیہ کی حفاظت کا اہتمام مذاہب اربعہ کے ذریعہ کیا جائے، اسی حکمت الٰہیہ کا تذکرہ علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب **(الرد على من اتبع غير المذاهب الأربعة)**

(یعنی مذاہب اربعہ کے علاوہ فروعی مسائل میں کسی اور کی اتباع کرنے والوں پر رد) میں کچھ اس طرح کیاہے،

علامہ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر کوئی احمق بے وقوف یہ کہے کہ لوگوں کو چند متعین علماء کے اقوال میں کیسے جمع کیا جائے اوران کو اجتہاد سے یا ان متعین ائمہ دین کی تقلید کے علاوہ کسی اور کی تقلید سے کیونکر منع کیا جائے ؟؟ تو اس بے وقوف کو یہ جواب دیا جائے گا کہ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے لوگوں کو حروف القرآن میں سے ایک حرف (قِراءۃ) پر جمع کیا اور لوگوں کو تمام شہروں میں اس کے علاوہ کسی اور قراءۃ میں پڑھنے سے منع کیا، کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ مصلحت اس کے بغیر پوری نہیں ہو سکتی اور لوگ اگر مختلف حروف میں پڑھیں گے تو بہت بڑے خطرات میں پڑنے کا اندیشہ ہے، اسی طرح مسائل احکام اور حلال و حرام (جائز و ناجائز) کے فتاوی میں لوگوں کو اگر چند معدود ائمہ کے اقوال میں جمع نہ کیا جائے بلکہ ان کو آزاد چھوڑ دیا جائے تو اس طرح دین میں فساد کا دروازہ کھلے گا الخ۔

اسی طرح امام سیوطی رحمہ اللہ نے اتنی بہترین بات بیان کی ہے جو سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے،

وقال الإمام السيوطي رضي الله عنه : ((اعلم أن اختلاف المذاهب في هذه الملّة نعمة كبيرة وفضيلة عظيمة، وله سرٌّ لطيف أدركه العالِمون، وعَمِي عنه الجاهلون، حتى سمعت بعض الجهال يقول: النبي ﷺ جاء بشرع واحد، فمن أين مذاهب أربعة)) كما في ((أدب الاختلاف، ص25))

خوب جان لو کہ اختلاف المذاہب مِلت اسلام میں بہت بڑی نعمت اور عظیم فضیلت ہے، اوراس میں ایک لطیف راز ہے جس کو علماء ہی جانتے ہیں، اور جاہل لوگ اس راز سے غافل و بے خبر ہیں، حتیٰ کہ میں نے بعض جاہل لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم ﷺ تو ایک شریعت لے کر آئے یہ مذاہب اربعہ کہاں سے آ گئیں ؟؟

دیگر تمام ائمہ اسلام نے بھی مذاہب اربعہ کی اہمیت کو تقریبا اسی طرح ذکر کیا ہے اور ان کے وجود کو اہل اسلام کے لیئے ایک عظیم نعمت ورحمت قرار دیا۔

مذاہب اربعہ کی تقلید کے لازم وواجب ہونے کے چند اسباب

1. ائمہ اربعہ کے اصول و قواعد بنسبت دیگر ائمہ کے انتہائی قوی اور مضبوط ہیں، اورانہی اصول کی روشنی میں ان کے تمام اجتہادات بھی مُدون و محفوظ ہیں، جب کہ دیگر ائمہ مجتہدین کے اجتہادات کا یہ حال نہیں ہے۔

2. ائمہ اربعہ کے تمام فُروعی مسائل جمع و محفوظ ہیں، امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسائل کو ان کے شاگرد امام محمّد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ وغیرہ نے جمع کیا، **فقه الحنفی** میں امام محمّد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ کی تالیف کردہ چھ کتابوں کو ظاہر ُالروایۃ کہا جاتا ہے اوروہ یہ ہیں۔

1- المبسوط أو الأصل 2- الجامع الصغير 3- والجامع الكبير 4- والسير الصغير 5- والسير الكبير 6- والزيادات

اوران کے امام محمّد ؒ اور دیگر ائمہ احناف کی اور بہت سی کتب ہیں۔

اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ کے مسائل کو ان کے تلامذہ نے مذہب مالکی کی مشہور واہم کتاب **(المُدَوَّنة)** میں جمع کیا، اسی طرح کتاب **(النوادر والزيادات على المدونة)** اسی طرح کتاب **(الاستيعاب لأقوال مالك)** اسی طرح کتاب **(الموازية)** اورکتاب **(الواضحة)** وغیرہ فقہ مالکی کے فروعی مسائل سے بھرپور ہیں ۔ اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب **(الأم)** کو اپنے تلامذہ کو املاء کیا ، اسی طرح کتاب **(المحرر)** اورکتاب **(الشرح الكبير) والشرح الصغير)** اورکتاب **(منهاج الطالبين)** اورکتاب **(المجموع)** وغیرہ فقہ شافعی کی مشہور کتب ہیں اور فروعی مسائل سے بھرپور ہیں۔

اسی طرح امام أحمَد بن حنبل رحمہ اللہ کے مسائل واجتہادات ان کی اپنی تصانیف اوران کے تلامذہ کی کتب میں جمع ہیں ، امام احمد رحمہ اللہ کی اجتہادات و فتاوی پربہت سی کتب موجود ہیں ، ان میں سب سے اہم کتاب **(الجَامِع)** ہے جس میں اکثر مسائل امام احمد رحمہ اللہ کے جمع کئے گئے ہیں ، اور اسی طرح **(مُختصرُ الخِرَقی)**۔ اوراسی طرح امام احمد رحمہ اللہ کی **مسائل فقهيَّة** اورمذہب حنبلی کی مشہور ومعروف کتاب **(الجامعُ الكبيْر)** بھی ہے جو 20 بیس جلدوں میں ہے ، اور اسی طرح کتاب **(المُغنى)** اور کتاب **(الكافى)** اوراسی طرح کتاب **(المقنع)** وغیرہ مذہب حنبلی کی مشہور کتب ہیں۔ مذاہب اربعہ کی چند مُستند کتب کا میں نے تذکرہ کیا جن میں ان ائمہ کے تمام اجتہادات وفُروعات واقوال وفتاوی کو دلائل وبراہین

کے ساتھ جمع کیا گیا ہے، یہاں سے فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل بعض جُہلاء کا یہ وسوسہ بھی کافور ہو گیا کہ ائمہ اربعہ نے اپنی تقلید سے لوگوں کو منع کیا ہے، اگر یہ بات ہوتی تو ان ائمہ نے اوران کے اصحاب نے اپنی اجتہادات وفتاوی کو نہایت اہتمام کے ساتھ کیوں کتابی صورت میں جمع ومحفوظ کیا؟؟ یہ اسی لئے تو اتنا اہتمام کیا کہ تمام اہل اسلام ان اجتہادات کی روشنی میں بآسانی دین پر عمل کر سکیں۔ لہذا جو کام ہم نے خود کرنا تھا اور ہم اس کے اہل و قابل نہ تھے، ان ائمہ اسلام نے ہماری طرف سے اس کو پورا کر دیا، اللہ کی قسم یہ ائمہ اسلام ہمارے بہت بڑے محُسن ہیں اور ان کے احسانات عظیمہ کا بدلہ ہم کبھی نہیں چکا سکتے، دین کے ایک ایک مسئلہ کو ہمارے لیئے انتہائی واضح وروشن کر کے چلے گئے۔

فجزاهم الله عنا وعن المسلمين أحسن الجزاء وأكمل الجزاء في الأولى والآخرة ٠

3. ائمہ اربعہ کے اصحاب وتلامذہ بکثرت ہیں جنھوں نے ان کے اجتہادات واقوال وفتاوی کو کمال احتیاط واہتمام کے ساتھ جمع وتحریر کیا، امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ **(الليث أفقه من مالك إلا أن أصحابه لم يقوموا به)** یعنی امام لیث ؒ امام مالکؒ سے بڑا فقیہ ہے لیکن امام لیثؒ کے اصحاب نے ان کے مسائل واجتہادات کو جمع نہیں کیا۔ کیونکہ کسی بھی امام کا مذہب اس کے شاگردوں کے نقل وجمع وتحریر کے ذریعے محفوظ رہتا ہے اور لوگوں میں پھیلتا ہے۔

4. ائمہ اربعہ کے مذاہب کو ان کے خاص اصحاب کے علاوہ بڑے بڑے حُفاظ اور ائمہ اعلام نے انتہائی محنت شاقہ کے ساتھ جمع کیا اوران کی نشرواشاعت کی ، اور دلائل کے ساتھ اپنے اپنے مذاہب کی دفاع ونصرت کی ، مثلا امام ابویوسف رحمہ اللہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی دفاع میں امام اوزاعی رحمہ اللہ پر اورامام ابن ابی لیلی رحمہ اللہ پر علمی رد کیا، اور امام محمد بن الحسنؒ نے کتاب **(الحُجة على أهل المدينة)** میں امام مالک رحمہ اللہ کے ان مسائل پر علمی وتحقیقی رد کیا جن میں انہوں نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مخالفت کی، اور امام عیسی بن ابان رحمہ اللہ نے امام اعظم کی تائید میں کتاب **(الحجج الصغير)** لکھی ، اوراسی طرح کتاب **(الحجج الكبير)** بھی لکھی، اوراسی طرح امام الحافظ الطحاوی الحنفی رحمہ اللہ مذہب حنفی کی تائید ونصرت میں کئی علمی وتحقیق

کتب لکھیں اور دلائل وبراہین کے انبار لگا دیے ، ان میں مشہور کتب ((معانی الآثار))((مشکل الحدیث))((اختلاف العلماء))اور((أحکام القرآن))، وغیرہ ہیں۔

یہ صرف چند ائمہ احناف کے چند کتب کا سرسری تذکرہ ہے ، ان کے علاوہ دیگر ائمہ وحُفاظ کے علمی و تحقیقی کارناموں کے تذکرہ کا یہ مقام نہیں ہے ، غرض یہ کہ مذاہب اربعہ میں اللہ تعالی نے ایک سے بڑھ کر ایک ائمہ وعلماء کو پیدا کیا جنہوں نے ان مذاہب حقہ کی ہر اعتبار سے حفاظت وصیانت وحمایت کا کام اعلی پیمانے پر انجام دیا، اور یہ شرف ومرتبہ ائمہ اربعہ کے علاوہ دیگر مُجتہدین کو حاصل نہیں ہوا۔

5. مذاہب اربعہ کے تمام اصول وفروع کی تحفظ وخدمت واشاعت کے لئے اللہ تعالی نے کبار علماء کو پیدا کیا، مثلا اصول میں مذہب حنفیہ میں امام ابو بکر الرازی نے کتاب ((الفصول)) لکھی، اسی طرح امام بزدوی ؒ امام سرخسی ؒ، امام ابن الساعاتی ؒ، امام صدرُ الشریعۃ ؒ، امام ابن الھمامؒ ، امام ابن کمالؒ ، امام نسفی ؒ، وغیرھم رحمہم اللہ نے مستقل وطویل تصنیفات وتالیفات کی صورت میں اصول مذہب کو بالتفصیل بیان وتحریر کیا ، اور پھر ان کی کتب پر بے شمار شروحات وحواشی تحریر کئے گئے جو احاطہ تحریر سے خارج ہیں ، اوریہی حال دیگر مذاہب مَتبُوعہ کا بھی ہے۔

6. ائمہ اربعہ کے مذاہب طرُق مُتواترۃ کے ساتھ منقول ومحفوظ ہیں، مثلا امام اعظم رحمہ اللہ کے اقوال (کتب ظاھر الروایۃ) میں موجود ہیں جن کو امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد امام محمّد بن الحسنؒ نے جمع وتالیف کیا، اور یہ مسائل امام اعظم رحمہ اللہ سے طرُق مَشہورۃ یا مُتوَاترۃ کے ساتھ مروی ومنقول ہیں، فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل جُہلاء عوام الناس کو گمراہ کرنے کے لئے یہ وسوسہ بھی استعمال کرتے ہیں، کہ فقہ حنفی کے مسائل امام اعظمؒ کی طرف غلط منسوب کئے گئے ہیں، لہذا اس وسوسہ کے باطل ہونے کے لئے امام محمّد بن الحسن رحمہ اللہ کی (کتب ظاہر الروایۃ) کافی ہیں، جن کا تذکرہ اوپر ہوچکا، لیکن عوام بوجہ اپنی جہالت کے یہ وسوسہ قبول کرلیتے ہیں، اللہ تعالی صحیح سمجھ دے۔

7. مذاہب اربعۃ کے تمام مسائل مُدوَّن و محفوظ ہیں، جو ائمہ اربعہ کے اصحاب و تلامذہ نے جمع و تحریر کئے اور آج تک ان کی تحریر و تحفیظ کا یہ سلسلہ برابر جاری ہے، لہذا ان مذاہب اربعہ کے مسائل میں تحریف و تبدیل وضیاع کا ادنی خطرہ بھی نہیں ہے، بخلاف مذاہب اربعہ کے علاوہ دیگر مذاہب کے تو ان کا یہ حال نہیں ہے۔

8. علم و فضل میں کمال و تبحر کے اصحاب مذاہب اربعہ کو اللہ تعالی نے کثرت ورع و تقوی وعبادۃ وزھد و تعلق مع اللہ وکمال امانت و دیانت و صداقت و عدالت کی دولت سے بھی مالا مال کیا۔

9. تمام اہل اسلام نے بالاجماع قضاء وافتاء میں مذاہب اربعہ کے اصول و فروع کو نافذ کیا، اور تمام ممالک اسلامیہ میں ہر دور میں قُضاۃ و حُکام مذاہب اربعہ کے اصول کے مطابق ہی فیصلے کرتے رہے، مثلا امام ابو یوسفؒ تلمیذ امام ابو حنیفہؒ کا شمار اسلام کے اولین قُضاۃ میں ہوتا ہے، **دولة العباسيه** میں آپ کے قاضی تھے، اور اسی طرح **دولة العثمانية** جس نے تقریبا سات قرون تک حکومت کی، اور زمین میں سب سے بڑی اسلامی حکومت و دولت تھی اس کا اور اسی طرح ہندوستان کے تمام اسلامی حکومتوں کا رسمی و قومی مذہب مذہب حنفی تھا، اسی طرح مذہب مالکی مغربی ممالک میں اور مذہب شافعی و حنبلی بھی ممالک عربیہ وغیرہ میں جاری و نافذ رہیں۔

10. تمام ائمہ اسلام و علماء اعلام و جمیع امت نے بالاجماع مذاہب اربعہ کو قبول کیا، اور حکیم الہند حضرت الشیخ شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب (الإنصاف، ص97) میں یہی فرمایا کہ:

((إن هذه المذاهب الأربعة المدونة قد اجتمعت الأمة أو من يُعتدّ به منها، على جواز تقليدها، وفي ذلك من المصالح ما لا يخفى، لا سيما في هذه الأيام التي قصرت الهمم، وأشرِبَت النفوس الهوى، وأعجب كل ذي رأي برأيه))

اور ائمہ اربعہ کے بعد کوئی مجتہد ایسا نہیں ہوا جس کے اجتہادات پر عمل کرنے پر جمہور نے اتفاق کیا ہو، بحر العلوم علامہ لکھنوی رحمہ اللہ نے بھی یہی بات لکھی ہے۔

قال بحر العلوم العلامة اللكنوي : ((لم يوجد بعد الأربعة مجتهد اتفق الجمهور على اجتهاده وسلَّموا استقلاله كاتفاقهم على اجتهادهم، فهو مسلم، وإلا فقد وجد بعدهم أيضاً أرباب الاجتهاد المستقل: كأبي ثور البغدادي، وداود الظاهري،

ومحمد بن إسماعيل البخاري، وغيرهم على ما لا يخفى على من طالع كتب الطبقات)) كما في (النافع الكبير،ص16)

وسوسہ 3: ائمہ اربعہ کے درمیان مسائل میں اختلاف ہے اور قرآن وسنت میں کوئی اختلاف نہیں ہے لہذا اختلاف وشک سے بچنے کے لئے ان ائمہ کو چھوڑنا ضروری ہے۔

یہ وسوسہ اس طرح بھی پیش کیا جاتا ہے کہ: ائمہ اربعہ کی تقلید کی وجہ سے اختلافات پیدا ہوئے لہذا ان اختلافات سے تنگ آکر ہم نے ان کی تقلید چھوڑدی۔

جواب: یہ وسوسہ بھی ایک عام ان پڑھ آدمی کو بہت جلد متاثر کرلیتا ہے، لیکن در حقیقت یہ وسوسہ بھی بالکل باطل ہے، اس لئے کہ فروعی مسائل میں اختلاف صرف ائمہ اربعہؒ کے مابین ہی نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین بھی تھا جیسا کہ اہل علم خوب جانتے ہیں کہ (ترمذی، ابوداود، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، وغیرہ) کتب احادیث میں سینکڑوں نہیں ہزاروں مسائل مختلف فیہ مسائل موجود ہیں، اب اس اصول کی بنا پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی چھوڑنا پڑے گا، لیکن ان شاء اللہ اہل سنت والجماعت ان وساوس باطلہ کی بنا پر نہ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع کو چھوڑیں گے اور نہ ائمہ اربعہؒ کی اتباع کو۔ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے جاہل شیوخ نے عوام الناس کو نہ صرف یہ کہ ائمہ اربعہؒ کی اتباع سے دور کیا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع سے بھی دور کیا اور مختلف وساوس پیدا کرکے عوام الناس کو فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے جاہل شیوخ نے اپنی اتباع اور تقلید پر مجبور کردیا۔

1. اگر صرف اختلاف کی وجہ سے ائمہ اربعہ اور فقہ کو چھوڑنا ضروری ہے، تو پھر قرآن مجید کے قرآءت میں بھی اختلاف ہے۔ سات مختلف قرآتیں ہیں، اسی طرح احادیث کے بارے میں بھی محدثین کے مابین اختلاف ہے، ایک محدث ایک حدیث کو صحیح اور دوسرا ضعیف کہتا ہے جیسا کہ اہل علم خوب جانتے ہیں، اسی طرح حدیث کے راویوں کو بھی چھوڑنا پڑے گا کیونکہ رُواۃ کے بارے میں بھی محدثین کے مابین اختلاف ہے، ایک محدث ایک

راوی کو صادق ومصدوق عادل وثقہ کہتا ہے تو دوسرا اس کو کاذب وکذاب غیر عادل غیر ثقہ کہتا ہے، اسی طرح محدثین کے مابین الفاظ حدیث میں اختلاف واقع ہوا ہے ایک سند میں ایک طرح کے الفاظ دوسری سند میں مختلف الفاظ ہوتے ہیں، حاصل یہ کہ محدثین کرامؒ کے مابین الفاظ حدیث، سند ومتن حدیث، رُواۃ حدیث، درجات حدیث، وغیرہ میں اختلاف واقع ہوا ہے، لہذا اگر صرف فروعی اختلاف کی وجہ ائمہ اربعہؒ اور فقہ کو چھوڑنا ضروری ہے تو پھر سب کچھ چھوٹ جائے گا، تو پھر حدیث بھی گئی اور قرآن بھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی چھوڑنا پڑے گا کیونکہ ان کے مابین بھی فروعی مسائل میں اختلاف موجود ہے، اب فقہ بھی گئی قرآن وحدیث بھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تو باقی کیا بچا؟؟ تو باقی بچ گیا نفس امارہ اور ابلیس اور اس کی ذریت۔ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث انہی وساوس کے ذریعہ عوام الناس کو قرآن وحدیث، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ائمہ اربعہؒ کی راہنمائی سے نکال کر نفس وشیطان کی اتباع میں لگا دیتے ہیں۔

2. یہ وسوسہ اس طرح بھی ہم باطل کرتے ہیں، کہ چودہ سوسال میں امت مسلمہ میں کتنے بڑے بڑے ائمہ، محدثین، مفسرین، فقہاء، علماء گذرے ہیں، ان علماء امت نے اپنے قول وفعل زبان وقلم سے دین اسلام کی اور علوم دینیہ کی عظیم الشان خدمت سرانجام دی حتی کہ دین کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جو سلف صالحین کی خدمات جلیلہ سے خالی ہو، لیکن ان حضرات ائمہ میں سے کسی ایک نے بھی ایک کتاب ورسالہ تو درکنار بلکہ ایک صفحہ بھی کسی کتاب میں نہیں لکھا، جس میں یہ کہا گیا ہو کہ اے لوگو دین میں ائمہ اربعہ کی تقلید واتباع گمراہی ہے لہذا ان کے قریب بھی نہ جاؤ (معاذاللہ) حتی کہ ہندوستان میں انگریزی دور میں ایک فرقہ جدید پیدا کیا گیا، اس فرقہ نے گورنمنٹ سے اپنے لئے (اہل حدیث) کا نام الاٹ کرایا، اور دیگر وساوس کی طرح مذکورہ وسوسہ بھی اسی فرقہ نے پھیلایا۔

3. عجیب بات یہ ہے کہ عام آدمی کو تو یہ کہتے ہیں کہ ائمہ اربعہ اور ان کی فقہ میں اختلاف ہے لہذا ان کو چھوڑدو اور فرقہ اہل حدیث میں شامل ہو جاو، اب اس عام جاہل آدمی کو کیا پتہ کہ جس فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے اندر میں شامل ہو رہا ہوں ان میں آپس میں مسائل وعقائد میں کتنا شدید اختلاف ہے۔ فرقہ نام نہاد اہل حدیث کی

اندرونی خانہ جنگی پر اگر کوئی مطلع ہو جائے تو ان کی اتباع و تقلید تو کجا ان کے قریب بھی نہ پھٹکے گا، فرقہ نام نہاد اہل حدیث کے مشائخ واکابر کے آپس میں اختلاف پر مبنی مسائل وعقائد اگر میں ذکر کروں تو بات بہت طویل ہو جائے گی، اگر کوئی آدمی ان کے آپس کی خانہ جنگی اور دست و گریبانی کی ایک جھلک دیکھنا چاہے تو درج ذیل چند کتب کا مطالعہ کر لیں۔

(فتاوی ثنائیہ، فتاوی ستاریہ، فتاوی علماء اہل حدیث، فتاوی نذیریہ، عرف الجادی، نزل الابرار، فتاوی اہل حدیث، لغات الحدیث، فتاوی برکاتیہ)

وسوسہ 4: کیا قرآن وحدیث کو چار اماموں کے علاوہ کسی نے نہیں سمجھا کیا قرآن کے مخاطب یہ چار ہی ہیں انہیں کی فہم کا اعتبار ہے انہیں کا "فقہ" واجب العمل کیوں ہے ؟؟ حالانکہ قرآن مجید میں صاف مذکور ہے

ولقد یَسّرنا القرآن للذکرفھل من مُدکر

بے شک ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان کر دیا کیا ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

پھر فقہ اور فقہاء کی تقلید اگر شرک نہیں تو اور کیا ہے ؟؟

جواب = یہ باطل وسوسہ بھی ایک جاہل آدمی بہت جلد قبول کر لیتا ہے، لیکن اس وسوسہ کے جواب میں عرض ہے کہ آیت مذکورہ کا اگر یہ مطلب ہے کہ قرآن سمجھنے کے لئے کسی استاذ و معلم و مفسر کی ضرورت نہیں ہے، اور ہر بندہ خود کامل ہے تو پھر " فقہ " کے ساتھ حدیث بھی جاتی ہے، اور اگر قرآن کے ساتھ اس کے آسان ہونے کے باوجود کتب احادیث صحاح ستہ اور ان کے شروح وحواشی کی بھی ضرورت ہے، تو پھر کتب " فقہ " کا بھی دین سے خارج ہونا بڑا مشکل ہے، اگر فہم قرآن کے لئے حدیث کی ضرورت ہے تو فہم حدیث کے لیئے "فقہ " کی ضرورت ہے، اگر قرآن سمجھنے کے لئے حضور ﷺ کی ضرورت ہے، تو آپ کی حدیث سمجھنے کے لئے آپ کے خاص شاگرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے شاگرد تابعین وتبع تابعین رضی اللہ عنہم کی ضرورت ہے، اگر حدیث قرآن کی تفسیر ہے تو " فقہ " حدیث کی شرح ہے، اور فقہاء کرام نے دین میں کوئی تغیر تبدل نہیں کیا بلکہ دلائل شرعیہ کی روشنی میں احکامات

ومسائل مستنبط (نکال) کرکے ہمارے سامنے رکھ دیئے، جو کام ہمیں خود کرنا تھا اور ہم اس کے لائق واہل نہ تھے وہ انہوں نے ہماری طرف سے ہمارے لئے کردیا" فجزاهم الله عنا خيرالجزاء " یہ فقہاء امت توشکریہ وتعریف کے قابل ہیں نہ کہ مذمت کے۔ اور جمیع امت نے فقہاء کرام کے عظیم الشان کارناموں کی تعریف وتوصیف کی ہے اور ان کو دین شناس اور امت مسلمہ کا عظیم محسن ومحافظ قرار دیا ہے،اور اگلے پچھلے عوام وخواص سب ان کی تعریف وعظمت میں رطب اللسان ہیں،اور منکرین حدیث اور نیچریوں اور قادیانی امت نے یہ دعوی کیا کہ فہم قرآن کے لئے حدیث کی ضرورت نہیں ہے تو اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ دین کو ایک بے معنی چیز اور کھیل تماشہ بنادیا، کیونکہ ان گمراہ لوگوں نے ہر کس وناکس کو اختیار دے دیا کہ قرآن کے جو معنی خود سمجھو بیان کرو، اسی طرح حدیث کے ساتھ اگر" فقہ " اور اقوال فقہاء اور فہم سلف کی ضرورت نہ ہو تو پھر حدیث کا بھی وہی حال ہو گا جو منکرین حدیث، نیچریوں ،اور قادیانیوں وغیرہ گمراہ لوگوں نے قرآن کے ساتھ کیا، جس کا جو جی چاہے گا حدیث کا معنی بیان کرے گا،اور جب حدیث کا معنی غلط ہو گا تو قرآن کا معنی کس طرح صحیح رہ سکتا ہے، نتیجہ کیا نکلے گا گمراہی اور تباہی بربادی (نعوذ باللہ)۔

بدقسمتی سے ہندوستان میں پیدا شدہ نومولود نام نہاد فرقہ اہل حدیث نے جہاں دیگر وساوس کا سہارا لے کر عوام کو دین سے برگشتہ کیا وہاں یہ وسوسہ بھی بڑے زوروشور سے پھیلایا کہ " فقہ " قرآن وحدیث کے مخالف چیز کا نام ہے،اور فقہ وفقہاء کی اتباع شرک وبدعت ہے،اورآج ہم مشاہدہ کررہے ہیں کہ نام نہاد فرقہ اہل حدیث میں شامل جہلاء جن کو جاہل عوام شیخ وامام کا درجہ دیتے ہیں، انہی وساوس کے ذریعہ سے عوام کو گمراہ کررہے ہیں اور عوام کو سلف صالحینؒ کی اتباع سے نکال کر اپنی اتباع وتقلید میں ڈال رہے ہیں۔ فالى الله المشكى و هو المُستعان ۔

وسوسہ 5 : اصل چیز "اتباع" ہے اور "تقلید" ایک من گھڑت چیز ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

جواب : اس وسوسہ کو بھی مختلف انداز سے عوام الناس کے دلوں میں ڈالا جاتا ہے، کبھی کہتے ہیں " تقلید " کا لفظ قرآن میں نہیں ہے اور " اتباع " کا لفظ قرآن میں ہے، کبھی کہتے ہیں اگر " تقلید " جائز ہوتا تو قرآن میں اس کا ذکر ہوتا، کبھی کہتے

ہیں ہم تو قرآن وحدیث کی "اتباع" کرتے ہیں اور "اتباع" کا لفظ قرآن وحدیث میں وارد ہوا ہے اور "تقلید" کا لفظ قرآن وحدیث میں کہیں موجود نہیں ہے لہذا اس کے بدعت ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، غرض اس قسم کے وساوس مختلف انداز سے پیش کئے جاتے ہیں جس کو جاہل عوام قبول کرلیتے ہیں، لہذا خوب یاد رکھیں کہ "اتباع" اور "تقلید" میں کوئی مغایرت وفرق نہیں ہے دونوں ایک ہی ہیں اور سلف صالحین سے بھی ان دونوں کے مابین کوئی معنوی فرق منقول نہیں ہے، لہذا معنی ومفہوم کے اعتبار سے دونوں متقارب ہیں، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ "لفظ الاتباع" اور اس کے مشتقات نصوص شرعیہ میں استعمال ہوئے ہیں، لیکن یہ دعوی بالکل غلط ہے کہ اصل لفظ "اتباع" ہے جو کہ صرف اور صرف قرآن وحدیث اور اللہ اور رسول ﷺ کی پیروی کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے، کیونکہ قرآن میں جہاں یہ لفظ "اتباع" اللہ اور رسول ﷺ کی پیروی واطاعت کے لئے استعمال ہوا ہے ۔ بعینہ یہ لفظ "اتباع" نفس وشیطان کی پیروی کرنے کے لئے بھی استعمال ہوا ہے، خواہشات کی پیروی کرنے کے لئے بھی استعمال ہوا، اپنے گمراہ ومشرک آباءواجداد کے طریقوں کی پیروی کرنے کے لئے بھی استعمال ہوا، گمراہ وجاہل لوگوں کی پیروی کے لئے بھی استعمال ہوا، بطور مثال درج ذیل آیات کو پڑھیں جس میں "لفظ اِتباع" مذکورہ بالا معانی میں استعمال ہوا ہے؛

كقوله تعالى إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ
(البقرة :166)
و قوله تعالى
وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آَبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آَبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ
(البقرة :170)
و قوله تعالى
فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ
(القصص:50)
قوله تعالى
وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آَمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ وَمَا هُمْ بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُمْ مِنْ شَيْءٍ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ
(العنكبوت:12)

قوله تعالي

وَإِذَا قِيلَ لَهمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّه قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْه آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهمْ إِلَى عَذَابِ السَّعِيرِ

(لقمان:21)

قوله تعالي

وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا (67) رَبَّنَا آَتِهمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهمْ لَعْنًا كَبِيرًا

(الاحزاب:68)

قوله تعالي

يا أيها الذين آمنوا لا تتبعوا خطوات الشيطان ومن يتبع خطوات الشيطان فإنه يأمر بالفحشاء والمنكر .

(النور:21)

قوله تعالي في سورة سبأ:

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهمْ إِبْلِيسُ ظَنَّه فَاتَّبَعُوه إِلا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

(20/34)

قوله تعالي في سورة البقرة:

يَا أَيُّها النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الأَرْضِ حَلالاً طَيِّبًا وَلا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّه لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ

(سورة البقرة:/168)

يَا أَيُّها الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّه لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ

(سورة البقرة:/208 ")

اسی طرح اللہ ورسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی اور قرآن وسنت کی اطاعت وپیروی کے بھی لفظ "اتباع" استعمال ہوا ہے؛

قوله تعالي

اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ لَا إِلَه إِلَّا هوَ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ

(الانعام:106)

و قوله تعالى

اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِه أَوْلِيَاءَ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ

(الاعراف:3)

و قوله تعالى

ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ
(النحل :123)
و قوله
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آَمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآَخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا۔
(النسا:59)
و قوله تعالى
وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ
(الانفال :46)
وغيرذالك من الآيات المباركات

خلاصہ کلام یہ کہ "لفظ اتباع" اور "لفظ تقلید" اور "لفظ اطاعت" ہم معنی الفاظ ہیں، جس کا مفہوم و معنی یہ ہے کہ کسی کی پیروی کرنا کسی کے پیچھے چلنا، کسی کے طور اطوار اعمال وافعال وسیرت کو اپنانا، باقی اس پر اچھا یا برا ہونے کا حکم "مُقتدا" (جس کی اقتداء کی جائے) اور "مُطاع" (جس کی اطاعت کی جائے) اور "مُقلِّد" (جس کی تقلید کی جائے) کے اعتبار سے لگایا جائے گا، لہذا "لفظ تقلید واتباع" دونوں ایک ہی ہیں دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ عُرف عام میں ائمہ ہدی ائمہ مجتہدین سلف صالحین کی مسائل میں اتباع و پیروی کو "تقلید" کہا جاتا ہے، اور آپ ﷺ کی پیروی کو "اتباع" کہا جاتا ہے، لہذا فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث غیر مقلدین کا یہ وسوسہ بھی باطل وفاسد ہے کہ لفظ اتباع اصل ہے لفظ تقلید نقل ہے، اتباع جائز و محمود اور تقلید ناجائز و مذموم ہے۔

وسوسہ 6: لفظ تقلید قلادہ سے ہے جو صرف جانور کے گلے میں باندھا جاتا ہے، لہذا جو لوگ ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہیں وہ بھی جانوروں کی طرح ائمہ کا قلادہ اپنے گلے میں ڈال دیتے ہیں۔

جواب: لفظ قلادہ لغت عرب کی رو سے صرف جانور کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ اگر جانور کے لیئے لفظ قلادہ استعمال ہو تو رسی اور پٹہ کے معنی میں آتا ہے، اور لفظ قلادہ جب انسان کے لئے استعمال ہو تو اس کا معنی ہار ہوتا ہے، اور ایک عامی

یاعالم اجتہاد سے عاجز شخص فروعی واجتہادی مسائل میں ایک امام مجتہد کی راہنمائی وعقیدت کا ہار پہنتا ہے تو اس کے اس عمل کو تقلید کہا جاتا ہے، اور تقلید وقلادہ کا لفظ چونکہ صرف حیوان کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ انسان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے تو اس میں کوئی عیب وتوہین نہیں ہے، حتی کہ ایک مشہور صحابیہ ہیں حضرت أمية بنت قيس الغفارية رضی اللہ عنہا یہ (صاحبۃ القلادۃ) کے لقب سے مشہور ہیں، ہجرت کے بعد مسلمان ہوئیں اور آپ ﷺ سے شرف بیعت ان کو حاصل ہوا اور غزوہ خیبر میں دیگر صحابیات رضی اللہ عنہا کے ساتھ شریک ہوئیں، اسی واقعہ میں حضرت أمية بنت قيس الغفاريةرضی اللہ عنہا کو آپ ﷺ نے ایک ہار دیا تھا جو ان کے گلے میں مرتے دم تک لٹکا رہا یہاں تک کہ وہ فوت ہوگئی اور یہ وصیت کی یہ ہار ان کے ساتھ دفن کیا جائے۔الخ

اور اس حدیث میں ہار کے لیئے قلادہ کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس سے یہ معلوم ہوا کہ قلادہ کا لفظ صرف حیوان کے ساتھ خاص نہیں ہے، جیساکہ لفظ اتباع قرآن وسنت اور اللہ ورسول ﷺ کی پیروی کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ لفظ اتباع نفس وشیطان وخواہشات وکفار وگمراہ لوگوں کی پیروی کرنے کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں جس میں قلادہ کا لفظ ہار کے معنی میں استعمال ہوا ہے،

وأخذ هذه القلادة التي ترين في عنقي فأعطانيها وعلقها بيده في عنقي فوالله لا تفارقني أبدا . قالت فكانت في عنقها حتى ماتت ثم أوصت أن تدفن معها . الخ .

(الروض الأنف الجزء الرابع)

اور اسی طرح کئی احادیث میں لفظ تقلید اور اس کے مشتقات انسان کے حق میں استعمال ہوئے ہیں، مثال کے طور پر بخاری شریف کی روایت میں ہے؛

فتلقاهم النبي ﷺ على فرس لأبى طلحة عرى وهومتقلد سيفه فقال لم تراعوا لم تراعوا (ج1ص427)

اسی طرح ترمذی کی ایک روایت میں ہے،

وإذا بلال متقلد سيفه۔الخ

اس حدیث میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے لئے اور گذشتہ حدیث میں آپ ﷺ کے لئے یہ لفظ استعمال ہوا ہے، کیا کوئی ذی عقل اور ہوش مند اس میں وہی معنی لے کر گستاخی کا پہلو نکال سکتا ہے۔؟؟

حاصل کلام یہ ہے کہ یہ وسوسہ بالکل باطل ہے کہ تقلید اور قلادہ اور اس کے ہم مثل الفاظ جانوروں کے لئے ہی استعمال ہوتے ہیں، اور تمام ائمہ لغت بھی اس لفظ کو جانوروں کے ساتھ مخصوص نہیں سمجھتے ۔

تاج العروس شرح قاموس میں ہے؛

(وقلدتها قلادة) بالكسروقلادا بحذف الهاء (جعلتها فی عنقها) فتقلدت (ومنه)التقليد فی الدين (ج4ص475)

ان شاء اللہ مذکورہ بالا تفصیل سے یہ وسوسہ باطل ہو گیا کہ لفظ تقلید وقلادہ تو جانوروں کے استعمال ہوتا ہے، باقی تقلید سے متعلق دیگر تفاصیل کے لئے اس باب میں مفصل کتب کی طرف رجوع کریں، جن میں سب سے بہترین کتاب میری نظر میں اردو زبان میں امام اہل سنت حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب ((الکلام المفید فی اثبات التقلید)) ہے، اور اسی طرح وکیل احناف استاذ المحدثین مناظر اہل سنت حضرت علامہ امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کی کتاب ((تحقیق مسئلہ تقلید)) اس باب میں بہت مفید ہے۔

وسوسہ 7: تقلید مذاہب اربعۃ میں کیوں منحصر ہے؟ مجتہدین تو اور بھی بہت ہیں، صرف چار ائمہ کی تقلید کیوں کی جاتی ہے؟

جواب: اس وسوسہ کا جواب بہت سارے ائمہ اسلام نے بالتفصیل دیا ہے، لیکن میں اس کا جواب **امام علامہ حافظ ابن رجب حنبلی** رحمہ اللہ کی زبانی نقل کروں گا، علامہ حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ حنبلی مذہب کے مستند ومعتمد علماء میں سے ہیں، حافظ ابن القیم حنبلی رحمہ اللہ کے خصوصی شاگرد ہیں، ساتویں صدی ہجری کے عالم ہیں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ((**انباء الغمر**)) میں ان کو فنون حدیث ورجال واسماء کا ماہر عالم قرار دیا۔

قال عنه ابن حجر العسقلاني في انباء الغمر: (ومهر في فنون الحديث أسماء ورجالا وعللا وطرقا، واطلاعا على معانيه).

حافظ ابن العماد حنبلیؒ نے ان کے متعلق فرمایا۔

كانت مجالس تذكيره للقلوب صادعة، وللناس عامة مباركة نافعة، اجتمعت الفرق عليه، ومالت القلوب بالمحبة اليه، وله صفات مفيدة، ومؤلفات عديدة.

علامہ حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ نے اس وسوسہ کا جواب ساتویں صدی ہجری میں دیا، اور ایک مستقل رسالہ بنام ((الرد على من اتبع غير المذاهب الأربعة)) تحریر فرمایا، یعنی ان لوگوں پر رد جو مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی کی تقلید کرے ۔

اسی رسالہ کے (صفحہ 33) پر یہ وسوسہ خود نقل کرتے ہیں اور پھر اس کا رد کرتے ہیں۔

فإن قيل: نحن نسلِّم منع عموم الناس من سلوك طريق الاجتهاد؛ لما يفضي ذلك إلى أعظم الفساد. لكن لا نسلم منع تقليد إمام متبع من أئمة المجتهدين غير هؤلاء الأئمة المشهورين؟

اگر یہ سوال کیا جائے کہ ہم یہ بات تو تسلیم کرتے ہیں کہ عوام الناس کو اجتہاد کے راستے پر چلنے سے منع کرنا ضروری ہے (کیونکہ اگر عوام کو اجتہاد کی راہ پر لگا دیا جائے) تو اس میں بہت بڑا فساد وقوع پذیر ہوگا، لیکن ہم یہ بات تسلیم نہیں کرتے کہ عوام کو صرف ائمہ اربعہ کی تقلید کرنی ہے کسی اور امام مجتہد کی نہیں۔

قيل: قد نبهنا على علة المنع من ذلك، وهو أن مذاهب غير هؤلاءلم تشتهر ولم تنضبط، فربما نسب إليهم ما لم يقولوه أو فهم عنهم ما لم يريدوه، وليس لمذاهبهم من يذب عنها وينبه على ما يقع من الخلل فيها بخلاف هذه المذاهب المشهورة.اهـ

جواب: عوام کو ائمہ اربعہ کی تقلید کے علاوہ کسی دوسرے امام مجتہد کی تقلید سے منع کرنے کی وجہ اور علت پر ہم نے تنبیہ کر دی اور وہ یہ ہے کہ مذاہب اربعہ کے علاوہ کسی اور امام مجتہد کا مذہب مشہور ومنضبط نہیں ہوا، پس بہت دفعہ ان کی طرف وہ بات منسوب کی جائے گی جو انہوں نے نہیں کہی، یا ان سے کسی بات کو سمجھا جائے جو ان کی مراد نہ ہوگی، اور ان کی مذاہب کا دفاع کرنے والا بھی کوئی نہ رہا جو ان کے مذاہب میں واقع ہونے والے خلل ونقص پر تنبیہ کرے، بخلاف ان

مذاہب اربعہ مذاہب مشہورہ کے (کہ ان کے تمام مسائل بسند صحیح جمع ومنضبط ہیں اور ان کے علماء بھی برابر چلے آرہے ہیں
)۔

علامہ حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ نے جو کچھ فرمایا وہ بالکل واضح ہے اور حق ہے، حتی کہ کسی کے لئے آج یہ بھی ممکن نہیں کہ مذہب صحابۃ کو معلوم کرسکے اگرچہ بڑے بڑے مسائل میں کیوں نہ ہو، مثلا نماز ہی کو لے لیں جو کہ اَرکان اسلام میں سے دوسرا بڑا رکن ہے، کسی لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ نماز کے فرائض وواجبات وسنن ومستحبات ومکروہات وغیرہ کی تفصیل بیان کرکے اس کو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرے یا دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف ، اسی علت ووجہ (کہ ان کے مذاہب محفوظ وجمع نہیں ہوئے) کی بناپر ائمۃ الکبار نے مذاہب غیر مشہورہ کی عدم تقلید کا فتوی دیا، حتی کہ إمام الحرمين الجويني رحمہ اللہ المولود سنہ "417ھ-" المتوفی سنہ "478ھ-" نے محققین کا اجماع اس پر نقل کیاہے،لہذا اِمام الحرمین اپنی کتاب (البرہان "2/744) میں فرماتے ہیں کہ

أجمع المحققون على أن العوام ليس لهم أن يتعلقوا بمذاهب أعيان الصحابة رضي الله تعالى عنهم، بل عليهم أن يتبعوا مذاهب الأئمة الذين سبروا ونظروا وبوبوا الأبواب وذكروا أوضاع المسائل، وتعرضوا للكلام على مذاهب الأولين، والسبب فيه أن الذين درجوا وإن كانوا قدوة في الدين وأسوة للمسلمين؛ فإنهم لم يفتنوا بتهذيب مسالك الاجتهاد، وإيضاح طرق النظر والجدال وضبط المقال، ومن خَلْفَهُم مِنْ أئمةِ الفقهِ كَفَوا مَنْ بَعْدَهُمُ النظرَ في مذاهبِ الصحابةِ، فكان العاميُ مأموراً باتباعِ مذاهبِ السابرين. اهـ

اور اِمام الحرمین یہ اجماع چوتھی صدی ہجری میں نقل کر رہے ہیں آج پندرہویں صدی میں جو لوگ مختلف شیطانی وساوس کے ذریعے عوام کو دین میں آزاد کررہے ہیں اور ہر کس وناکس کو مجتہد وامام کادرجہ دے رہے ہیں، ایسے لوگ کتنی بڑی غلطی کے اندر مبتلا ہیں اس کا اندازہ آپ خود لگالیں، اِمام الحرمین کی اس قول کے متعلق امام ابن حجر الہیتمیؒ اپنی کتاب (**الفتاوى الفقهية الكبرى**"8/340 ") میں فرماتے ہیں کہ امامُ المحدث ابن الصلاح ؒ نے اپنی کتاب الفتاوی(كتاب الفتيا) میں امام الحرمین کے اس قول پر ہی جزم واعتماد کیاہے، اور مزید یہ بھی فرمایاکہ تابعین کی بھی تقلید نہ کرے اورنہ اس امام کی جس کا مذہب مُدوَّن وجمع نہیں ہوا، تقلید صرف ان ائمہ کی کرے گا جن کے مذاہب مُدوَّن وجمع اور پھیل گئے ہیں۔

قال الإمام ابن حجر الهيتمي في الفتاوى الفقهية الكبرى "340/8

وأما ابن الصلاح فجزم في كتاب الفتيا بما قاله الإمام – أي إمام الحرمين ء وزاد أنه لا يُقَلِّدَ التابعينَ أيضاً، ولا مَنْ لم يُدوَّن مذهبه، وإنما يقلد الذين دُوِّنَتْ مذاهبهم وانتشرت، حتى ظهر منها تقييد مطلقها وتخصيص عامها، بخلاف غيرهم فإنه نقلت عنهم الفتاوى مجردة، فلعل لها مكملا أو مقيدا أو مخصصا، لو انبسط كلام قائله لظهر خلاف ما يبدو منه، فامتنع التقليد إذاً لتعذرِ الوقوفِ على حقيقة مذاهبهم. اهـ

خلاصہ وحاصل ان ائمہ اسلام کے اقوال وتصریحات کا یہ ہے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید کے علاوہ کسی اور امام و مجتہد کی تقلید ممنوع ہے کیونکہ ائمہ اربعہ کے علاوہ کسی اور امام و مجتہد کی تمام اجتہادات و مذہب جمع و محفوظ نہیں رہا، اور یہ جو کچھ میں نے ذکر کیا ہے علماء امت نے (کتب الأصول) میں یہی تصریح کی ہے۔

یہاں سے آپ آج کل کے فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی جہالت وحماقت کا بھی اندازہ لگالیں کہ جو رات دن عوام کو گمراہ کرنے کے لیئے یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ مذاہب اربعہ کی تقلید تو شرک وبدعت ہے، جب کہ امت مسلمہ کے کبار علماء میں کسی نے یہ بات نہیں کی، ایک ایک عالم نے دین کے تمام شعبوں میں بے شمار کتب ورسائل لکھے لیکن کسی مستند عالم نے تقلید مذاہب اربعہ کی رد میں کوئی کتاب نہیں لکھی حتی کہ کوئی رسالہ تک نہیں لکھا، لیکن اس کے برعکس علماء امت نے عوام کے لئے اوراجتہاد سے عاجز علماء کے لئے ائمہ اربعہ کی تقلید کے لازم ہونے کا صرف فتوی وحکم ہی نہیں دیا بلکہ اس باب میں مستقل رسائل ومفصل تصریحات لکھیں، اور اگر یہ تقلید مذاہب اربعہ اتنا بڑا شرک ہے جیسا کہ ہندوستان میں پیدا شدہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کا دعوی ہے تو پھر صاف بات یہی ہے کہ چودہ سو سال سے پوری امت مسلمہ میں کتنے بڑے بڑے ائمہ وعلماء ومحدثین ومفسرین ومحققین وفقہاء گذرے ہیں ان سب میں (معاذاللہ) منافقت کا مادہ موجود تھا کہ امت مسلمہ میں اتنا بڑا شرک شروع ہوچکا اور ان ائمہ اسلام میں سے کسی نے ایک کلمہ تک مذاہب اربعہ کے خلاف نہیں کہا، اورامت کو اس شرک سے نہیں ڈرایا، نہیں درحقیقت اصل بات یہ ہے فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل جہلاء نے ہی عوام الناس کو دین میں آزاد بنانے اور اپنی اندھی تقلید پر مجبور کرنے کے لئے یہ سارے وساوس گھڑے ہیں۔ اللہ تعالی فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل جہلاء کو صحیح سمجھ دے اور ان تمام وساوس سے توبہ کی توفیق دے۔

وسوسہ 8: مقلدین ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہیں اور اپنے آپ کو حنفی،شافعی،مالکی، حنبلی کہتے ہیں،اور حضرات خلفاءراشدین رضی اللہ عنھم کا علم ومرتبہ ائمہ اربعہ سے بہت زیادہ ہے تو پھر مقلدین خلفاءراشدین رضی اللہ عنھم کی تقلید کیوں نہیں کرتے؟اور ابو بکری، عمری، عثمانی،علوی،کیوں نہیں کہلاتے؟

حالانکہ یہ ائمہ اربعہ تو حضور ﷺ کے زمانہ کے بعد آئے ہیں،اسی طرح ان مقلدین نے قیاس اور ائمہ کی رائے کو پکڑ لیا اور اللہ تعالی کے دین میں وہ کچھ داخل کر دیا جو اس میں نہیں تھا،احکام شریعت میں تحریف کر دی،اور چار مذاہب بنالیے جو حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے زمانہ میں نہیں تھے،صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے اقوال کو چھوڑ دیا اور قیاس کو اختیار کرلیا حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے قیاس کو چھوڑنے کی تصریح کی ہے،اور انھوں نے فرمایا أول من قاس إبلیس سب سے پہلے قیاس ابلیس نے کیا تھا۔

جواب : یہ وسوسہ کئی وساوس کا مجموعہ ہے جیسا کہ ظاہر ہے،اور ممکن ہے آپ نے یہ وساوس کئی مرتبہ سنے بھی ہوں، لیکن آپ کو یہ سن کر حیرانگی ہوگی کہ ان تمام وساوس کو سب سے پہلے پیش کرنے والے شیعہ وروافض تھے،اور ان تمام وساوس کا جواب آج سے آٹھ سو(800)سال پہلے اہل سنت والجماعت کی طرف سے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ بڑی تفصیل کے ساتھ دے چکے ہیں،اور آج کل یہ وساوس شیعہ وروافض سے چوری کر کے فرقہ جدیدنام نہاد اہل حدیث میں شامل جہلاء پھیلا رہے ہیں،فرقہ جدیدنام نہاد اہل حدیث میں شامل جہلاء کی خوش قسمتی ہے کہ یہ فرقہ جدید شیخ الِاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے زمانہ میں نہیں تھا ورنہ ان کا بھی خوب رد کرتے جس طرح کہ روافض کا رد کیا، شیخ الِاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب (منهاج السنة النبوية) میں ان مذکورہ بالا وساوس کا تفصیلی اور منہ توڑ جواب دیاہے۔اور یہ "كتاب منهاج السنةالنبوية" روافض وشیعہ کی رد میں ایک عظیم کتاب ہے،اولا میں شیخ الِاسلام کے جوابات کا خلاصہ ذکر کرتا ہوں پھر شیخ الِاسلام کی اصل عبارت ذکر کروں گا،شیخ الِاسلام نے پہلے "قال الرافضي" کہہ کر ان کے وساوس نقل کئے جس کا ذکر اوپر ہوچکا،لہذا میں مختصرا شیخ الِاسلام کے جوابات نقل کرتا ہوں۔

1. رافضی وسوسہ۔ یہ مذاہب حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں موجود نہیں تھے ؟

جواب از شیخ الاِسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

حضرات ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے مسائل وہی ہیں جو حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے نقل در نقل ہوتے چلے آرہے ہیں، باقی یہ بات کہ ائمہ اربعہ حضور ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھے تو اس میں کیا حرج ہے، امام بخاریؒ امام مسلمؒ امام ابوداودؒ امام حفصؒ یا امام ابن کثیرؒ اور امام نافع ؒوغیرھم ائمہ کرام بھی حضور ﷺ کے زمانہ میں نہیں تھے۔

2. رافضی وسوسہ۔ مقلدین نے اقوال صحابہ کو چھوڑ دیا اور قیاس کو پکڑ لیا؟

جواب از شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

یہ رافضی کا جھوٹ ہے مذاہب اربعہ کی کتابوں کو دیکھ لیجئے کہ وہ اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھری پڑی ہیں لہٰذا وہ ائمہ اربعہ اور جمیع اہل السنّت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال سے باقاعدہ استدلال کرتے ہیں، اور ان کے اقوال کو اپنے لئے حجت ودلیل سمجھتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں، اور اہل سنت کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے اجماع سے خروج ومخالفت جائز نہیں ہے، حتیٰ عام ائمہ مجتہدین نے یہ تصریح کی ہے ہمارے لئے اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے بھی خروج ومخالفت جائز نہیں ہے۔

(اسی طرح فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث نام نہاد غیر مقلدین کا مذہب یہ ہے کہ صحابی کا قول، فعل، فہم، حجت ودلیل نہیں ہے، لہٰذا اہل سنت کے طریق پر کون ہوا فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث یا مذاہب اربعہ ؟؟؟)

3. رافضی وسوسہ: مقلدین نے چار مذاہب گھڑ لئے جو حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں نہیں تھے ؟

جواب از شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

اگر رافضی کی مراد یہ ہے کہ ائمہ اَربعۃ نے یہ مذاہب گھڑ لئے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی مخالفت کی تو یہ رافضی کا جھوٹ ہے ائمہ اَربعۃ پر بلکہ ان ائمہ میں سے ہر ایک نے کتاب وسنت کی اتباع کی دعوت ہی دی ہے۔ (کیا کتاب وسنت کے داعی کی تقلید واتباع کرنے والا (معاذاللہ) مشرک وبدعتی ہوتا ہے؟؟؟

4. رافضی وسوسہ: مقلدین اپنے آپ کو ابو بکری، عمری، وغیرہ نہیں کہتے یعنی مذہب اَبی بکر وعمر کیوں اختیار نہیں کرتے؟؟

جواب از شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

سبب اس کا یہ ہے ابو بکر وعمر وغیر ھما رضی اللہ عنہم نے دینی مسائل کتابی شکل میں جمع نہیں کئے، بخلاف ائمہ اربعہ کے کہ خود انہوں نے اور ان کے معتمد ومعتبر شاگردوں نے ان کے بیان کردہ تمام مسائل واجتہادات کو کامل طور پر جمع کردیا، اس لئے ان مسائل کی نسبت ائمہ اربعہ کی طرف ہوگئی اور ان مسائل میں ان ائمہ کی تقلید واتباع کرنے والے حنفی شافعی وغیرہ کہلائے۔ (یہاں سے شیخ الاسلام نے فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل بعض جہلاء کا یہ وسوسہ بھی کافور کردیا کہ لوگوں نے بعد میں یہ مسائل امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب کرلئے ہیں یہ ان کے اپنے مسائل نہیں ہیں)۔

جس طرح بخاری، مسلم، ابی داود وغیرہ کتب امام بخاری امام مسلم امام ابوداود نے مرتب ومُدَوَّن وجمع کئے ہیں، اورانتہائی امانت ودیانت کے ساتھ انہوں احادیث رسول ﷺ کو جمع کیا ہے اس لئے ان کتب کی نسبت انہی کی طرف کی جاتی ہے، یہ نسبت ایسی نہیں ہے کہ (معاذاللہ) ان کتب میں ان کی اپنی اختراعی وایجاد کردہ باتیں ہیں، جیسے کتاب صحیح بخاری کو امام بخاری کی طرف منسوب کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس میں درج شدہ احادیث امام بخاری کے اپنے اقوال وآراء ہیں، احادیث نہیں ہیں، اسی طرح حضرات ائمہ اربعہ کی طرف مسائل کی نسبت سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ وہ رسول ﷺ وحضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے آثار نہیں ہیں، جس طرح امام بخاری نے سولہ (16) سال کی کمال محنت ومشقت کے ساتھ ان احادیث کو جمع کرنے پر لگائے، اسی

طرح مسائل فقہ کی جمع و تدوین میں حضرات ائمہ اربعہ و غیر ھم مجتہدین نے انتھائی کوشش و محنت کی ہے، اسی وجہ سے ان مسائل کی نسبت ان کی طرف ہوئی، اس لئے نہیں کہ یہ ان کی اپنی ایجاد واختراع ہے۔

اسی طرح امام حفصؒ یاامام ابن کثیرؒ اور امام نافع ؒ وغیر ھم قُراء کرام کی قرآت ان کی اپنی ایجاد نہیں ہے بلکہ ان قُراء کرام کی قرآت توخود حدیث صحیح سے ثابت ہیں۔

قال ﷺ: "إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف فاقرؤوا ما تيسر منه" أخرجه البخاري ومسلم عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه، وأخرجه البخاري من حديث ابن عباس عن النبي ﷺ قال: "أقرأني جبريل على حرف فراجعته فلم أزل أستز يده و يز يدني حتى انتهى إلى سبعة أحرف۔

اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے تواتر سے منقول ہوتی چلی آرہی ہیں، لہذا ان قرآت کی نسبت حضرات قُراء کرام کی طرف ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ قرآت توان کی اپنی ایجاد ہیں، اسی طرح فقہ اور مذاہب اربعہ کی ائمہ کی طرف نسبت سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ فقہ ومسائل تو ائمہ کی اپنی ایجاد ہیں۔

5. رافضی وسوسہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے قیاس کو چھوڑنے کی تصریح کی ہے، اور انہوں نے فرمایا **أول من قاس إبليس** سب سے پہلے قیاس ابلیس نے کیا تھا۔

جواب از شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

جمہور علماء قیاس کا اثبات کرتے ہیں اور انہوں نے فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے اجتہاد بالرائ اور قیاس ثابت ہے، جیسا کہ ان سے قیاس کی مذمت بھی ثابت ہے، لہذا دونوں قول صحیح ہیں، پس مذموم قیاس وہ ہے جو کسی نص کے مخالف ومعارض ہو جیسے ان لوگوں کا قیاس جنھوں نے کہا(**إنما البيع مثل الربا**)الخ۔

(لہذا ائمہ اربعہ و دیگر ائمہ مجتہدین کا قیاس کسی نص کے مخالف نہیں ہوتا)۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے جوابات کا خلاصہ و تعبیر و تشریح بتغیر یسیر آپ نے ملاحظہ کیا، یہاں سے آپ کو یہ بھی پتہ چل گیا کہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث نے یہ سب وساوس شیعہ سے چوری کئے ہیں، اور عقل مند آدمی کے لئے اس میں یہ سبق و عبرت بھی واضح ہے کہ یہ سب باطل وساوس ہیں جس کو فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل جاہل شیوخ گر دانتے رہتے ہیں، اگر ان وساوس میں کوئی وسوسہ حق و سچ ہوتا تو شیخ الِاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جوابا یہ کیوں نہیں کہا کہ اے رافضی تیرا فلاں وسوسہ حق ہے مثال کے طور پر رافضی کا وسوسہ کہ (مقلدین نے چار مذاہب گھڑلئے ہیں) شیخ الِاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کے جواب میں یہ کیوں نہیں کہا کہ اے رافضی تیرا یہ اعتراض بالکل صحیح و حق ہے ؟؟ اوراسی طرح دیگر وساوس کا جواب (تصدیق) میں کیوں نہیں دیا؟؟؟ تمام وساوس کو باطل وفاسد کیوں قرار دیا؟؟؟

بغرض امانت و ثبوت و دلیل شیخ الِاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی اصل عبارات درج ذیل ہیں

قال الرافضي : ((وذهب الجميع منهم إلى القول بالقياس ، والأخذ بالرأي ، فأدخلوا في دين الله ما ليس منه ، وحرّفوا أحكام الشريعة ، وأحدثوا مذاهب أربعة لم تكن في زمن النبي ﷺ ولا زمن صحابته ، وأهملوا أقاويل الصحابة ، مع أنهم نصُّوا على ترك القياس ، وقالوا : أول من قاس إبليس))

فيقال الجواب عن هذا من وجوه :

أحدها : أن دعواه على جميع أهل السنة المثبتين لإمامة الخلفاء الثلاثة أنهم يقولون بالقياس دعوى باطلة ، قد عُرف فيهم طوائف لا يقولون بالقياس ، كالمعتزلة البغداديين ، وكالظاهرية كداود وابن حزم وغيرهما ، وطائفة من أهل الحديث والصوفية

.وأيضا ففي الشيعة من يقول بالقياس كالز يدية . فصار النزاع فيه بين الشيعية كما هو بين أهل السنة والجماعة۔

الثاني : أن يقال : القياس ولو قيل : إنه ضعيف هو خير من تقليد من لم يبلغ في العلم مبلغ المجتهدين ، فإن كل من له علم وإنصاف يعلم أن مثل مالك والليث بن سعد والأوْزاعي وأبي حنيفة والثَّوري وابن أبي ليلى ، ومثل الشافعي وأحمد إسحاق وأبي عبيد وأبي ثَوْر أعلم وأفقه من العسكر يين أمثالهما وأيضا فهؤلاء خير من المنتظر الذي لا يعلم ما يقول ، فإن الواحد من هؤلاء إن كان عنده نص منقول عن النبي ﷺ فلا ر يب أن النص الثابت عن النبي ﷺ مقدَّم على القياس بلا ر يب ، وإن لم يكن عنده نص ولم يقل بالقياس كان جاهلا ، فالقياس الذي يفيد الظن خير من الجهل الذي لا علم معه ولا ظن ، فإن قال هؤلاء كل ما يقولونه هو ثابت عن النبي ﷺ كان هذا أضعف من قول من قال كل ما يقوله المجتهد فإنه قول النبي ﷺ ، فإن هذا يقوله طائفة من أهل الرأي ، وقولهم أقرب من قول الرافضة ، فإن قول أولئك كذب صر يح .وأيضا فهذا كقول من يقول : عمل أهل المدينة متلقى عن الصحابة وقول الصحابة متلقى عن النبي ﷺ ، وقول من يقول: ما قاله الصحابة في غير مجاري القياس فإنه لا يقوله إلا توقيفا عن النبي ﷺ ، وقوله من يقول: قول المجتهد أو الشيخ العارف هو إلهام من الله ووحي يجب اتباعه۔ فإن قال : هؤلاء تنازعوا .قيل وأولئك تنازعوا ، فلا يمكن أن تدَّعي دعوى باطلة إلا أمكن

معارضتهم بمثلها أو بخير منها ولا يقولون حقًّا إلا كان في أهل السنة والجماعة من يقول مثل ذلك الحق أو ما هو خير منه ، فإن البدعة مع السنة كالكفر مع الإيمان. وقد قال تعالى :]وَلاَ يَأْتُونَكَ بِمَثَلٍ إِلاَّ جِئْنَاكَ بِالحَقِّ وَأَحْسَنَ تَفْسِيراً

الثالث : أن يقال الذين أدخلوا في دين الله ما ليس منه وحرّفوا أحكام الشريعة ، ليسوا في طائفة أكثر منهم في الرافضة ، فإنهم أدخلوا في دين الله من الكذب على رسول الله ﷺ ما لم يكذبه غيرهم ، وردّوا من الصدق ما لم يرده غيرهم ، وحرّفوا القرآن تحريفاً لم يحرّفه أحد غيرهم مثل قولهم : إن قوله تعالى :]إِنمَا وَلِيُّكُمُ اللهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاَةَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُون نزلت في عليّ لما تصدق بخاتمه في الصلاة۔

وقوله تعالى :مِرَجَ الْبَحْرَيْنِ : علي وفاطمة ،يخْرُجُ مِنْهُما اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَان : الحسن والحسين ، وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُبِين علي بن أبي طالب إِنَّ اللهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيم وَآلَ عِمْرَانَ هم آل أبي طالب واسم أبي طالب عمران ،فقاتلوا أَئِمَّةَ الْكُفْر:طلحة والزبير، وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآن هم بنو أمية ، إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُم أَنْ تَذْبحوا بَقَرَة:عائشة ولِئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ: لئن أشركت بين أبي بكر وعلي في الولاية وكل هذا وأمثاله وجدته في كتبهم. ثم من هذا دخلت الإسماعيلية والنصيرية في تأويل الواجبات والمحرّمات ، فهم أئمة التأويل ، الذي هو تحريف الكلم عن مواضعه

، ومن تدبر ما عندهم وجد فيه من الكذب في المنقولات ، والتكذيب بالحق منها والتحريف لمعانيها ، مالا يوجد في صنف من المسلمين ، فهم قطعا أدخلوا في دين الله ما ليس منه أكثر من كل أحد ، وحرّفوا كتابه تحريفا لم يصل غيرهم إلى قريب منه۔

الوجه الرابع : قوله : ((وأحدثوا مذاهب أربعة لم تكن في زمن النبي ﷺ ولا زمن صحابته ، وأهملوا أقاويل الصحابة))۔

فيقال له : متى كان مخالفة الصحابة والعدول عن أقاويلهم منكراً عند الإمامية ؟ وهؤلاء متفقون على محبة الصحابة وموالاتهم وتفضيلهم على سائر القرون وعلى أن إجماعهم حجة ، وعلى أنه ليس لهم الخروج عن إجماعهم ، بل عامة الأئمة المجتهدين يصرّحون بأنه ليس لنا أن نخرج عن أقاويل الصحابة ، فكيف يطعن عليهم بمخالفة الصحابة من يقول : إن إجماع الصحابة ليس بحجة، و ينسبهم إلى الكفر والظلم ؟فإن كان إجماع الصحابة حجة فهو حجة على الطائفتين ، وإن لم يكن حجة فلا يحتج به عليهم .وإن قال : أهل السنة يجعلونه حجة ، وقد خالفوه قيل : أما أهل السنة فلا يتصور أن يتفقوا على مخالفة إجماع الصحابة ، وأما الإمامية فلا ريب أنهم متفقون على مخالفة إجماع العترة النبوية ، مع مخالفة إجماع الصحابة ، فإن لم يكن في العترة النبوية –بنو هاشم – على عهد النبي ﷺ وأبي بكر وعمر وعثمان وعلي رضى الله عنهم من يقول بإمامة الاثنى عشر ولا بعصمة أحد بعد النبي ﷺ ، ولا بكفر الخلفاء الثلاثة ، بل ولا من يطعن في

إمامتهم ، بل ولا من ينكر الصفات ، ولا من يكذب بالقدر فالإمامية بلا ر يب متفقون على مخالفة إجماع العترة النبو ية ، مع مخالفتهم لإجماع الصحابة ، فكيف ينكرون على من لم يخالف لا إجماع الصحابة ولا إجماع العترة ؟۔

الو جه الخامس : أن قوله : ((أحدثوا مذاهب أر بعة لم تكن على عهد رسول الله ﷺ))۔ إن أراد بذلك أنهم اتفقوا على أن يحدثوا هذه المذاهب مع مخالفة الصحابة فهذا كذب عليهم ، فإن هؤلاء الأئمة لم يكونوا في عصر واحد ، بل أبو حنيفة توفى سنة خمسين ومائة ومالك سنة تسع وسبعين ومائة ، والشافعي سنة أربع ومائتين ، وأحمد بن حنبل سنة إحدى وأر بعين ومائتين ، وليس في هؤلاء من يقلد الآخر ، ولا من يأمر باتّباع الناس له ، بل كل منهم يدعو إلى متابعة الكتاب والسنة ، وإذا قال غيره قولا يخالف الكتاب والسنة عنده رده ،ولا يوجب على الناس تقليده وإن قلت ان هذه المذاهب اتّبعهم الناس ، فهذا لم يحصل بموطأة ، بل اتفق أن قوما اتّبعوا هذا ، وقوما اتبعوا هذا ، كالحجاج الذين طلبوا من يدلهم على الطر يق ، فرأى قوم هذا الدليل خبيراً فاتّبعوه، وكذلك الآخرون.وإذا كان كذلك لم يكن في ذلك اتفاق أهل السنة على باطل ، بل كل قوم منهم ينكرون ما عند غيرهم من الخطأ ، فلم يتفقوا على أن الشخص المعين، عليه أن يقبل من كل من هؤلاء ما قاله ، بل جمهورهم لا يأمرون العاميّ بتقليد شخص معين، غير النبي ﷺ في كل ما يقوله.والله تعالى قد ضمن العصمة للامة ، فمن تمام العصمة أن يجعل عدداً من

العلماء إن أخطأ الواحد منهم في شيء كان الآخر قد أصاب فيه حتى لا يضيع الحق ، ولهذا لما كان في قول بعضهم من الخطأ مسائل ، كبعض المسائل التي أوردها ، كان الصواب في قول الآخر ، فلم يتفق أهل السنة على ضلالة أصلا ، وأما خطأ بعضهم في بعض الدين ، فقد قدّمنا في غير مرة أن هذا لا يضر ، كخطأ بعض المسلمين . وأما الشيعة فكل ما خالفوا فيه أهل السنة كلهم فهم مخطئون فيه ، كما أخطأ اليهود والنصارى في كل ما خالفوا فيه المسلمين۔

الوجه السادس : أن يُقال : قوله : ((إن هذه المذاهب لم تكن في زمن النبي ﷺ ولا الصحابة))إن أراد أن الأقوال التي لهم لم تنقل عن النبي ﷺ ولا عن الصحابة ، بل تركوا قول النبي ﷺ والصحابة وابتدعوا خلاف ذلك ، فهذا كذب عليهم ، فإنهم لم يتفقوا على مخالفة الصحابة ، بل هم – وسائر أهل السنة – متبعون للصحابة في أقوالهم ، وإن قدّر أن بعض أهل السنّة خالف الصحابة لعدم علمه بأقاويلهم ، فالباقون يوافقون و يثبتون خطأ من يخالفهم، وإن أراد أن نفس أصحابها لم يكونوا في ذلك الزمان ، فهذا لا محذور فيه . فمن المعلوم أن كل قرن يأتي يكون بعد القرن الأول

الوجه السابع : قوله : ((وأهملوا أقاويل الصحابة)) كذب منه ، بل كتب أرباب المذاهب مشحونة بنقل أقاويل الصحابة والاستدلال بها ، وإن كان عند كل طائفة منها ما ليس عند الأخرى . وإن قال : أردت بذلك أنهم لا يقولون : مذهب أبي بكر وعمر

ونحو ذلك ، فسبب ذلك أن الواحد من هؤلاء جمع الآثار وما استنبطه منها ، فأضيف ذلك إليه ، كما تضاف كتب الحديث إلى من جمعها ، كالبخاري ومسلم وأبي داود ، ، وكما تضاف القراأت إلى من اختارها ، كنافع وابن كثير. وغالب ما يقوله هؤلاء منقول عمن قبلهم ، وفي قول بعضهم ما ليس منقولا عمن قبله ، لكنه استنبطه من تلك الأصول . ثم قد جاء بعده من تعقب أقواله فبين منها ما كان خطأ عنده ، كل ذلك حفظا لهذا الدين ، حتى يكون أهله كما وصفهم الله به يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ فمتى وقع من أحدهم منكر خطأ أو عمداً أنكره عليه غيره وليس العلماء بأعظم من الأنبياء ، وقد قال تعالى : وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يحكمانِ فِي الحرْثِ إِذ نَفَشَتْ فِيهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لحكمِهِمْ شَاهِدِين . فَفَهَّمْناهَا سُلَيْمَانَ وَكُلاًّ آتَيْنَا حُكْماً وَعِلْماً وثبت في الصحيحين عن ابن عمر رضي الله عنهما أن النبي ﷺ قال لأصحابه عام الخندق : ((لا يصلين أحد العصر إلا في بني قريظة ، فأدركتهم صلاة العصر في الطريق ، فقال بعضهم:لم يُرد منا تفويت الصلاة ، فصلُّوا في الطريق . وقال بعضهم : لا نصلي إلا في بني قريظة ،فصلوا العصر بعد ماغربت الشمس،فما عنّف واحدة من الطائفتين)) فهذا دليل على أن المجتهدين يتنازعون في فهم كلام رسول الله ﷺ ، وليس كل واحد منهم آثماً.

الوجه الثامن : أن أهل السنة لم يقل أحد منهم إن إجماع الأئمة الأربعة حجة معصومة ، ولا قال : إن الحق منحصر فيها ، وإن ما خرج عنها باطل ، بل إذا قال من ليس من أتباع

الأئمة ، كسفيان الثوري والأوزاعي واللَيْث بن سعد ومن قبلهم ومن بعدهم من المجتهدين قولا يخالف قول الأئمة الأربعة ، رُدَّ ما تنازعوا فيه إلى الله ورسوله ، وكان القول الراجح هو القول الذي قام عليه الدليل۔

الوجه التاسع : قوله : ((الصحابة نصوا على ترك القياس)). يقال [له] : الجمهور الذين يثبتون القياس قالوا: قد ثبت عن الصحابة أنهم قالوا بالرأي واجتهاد الرأي وقاسوا ، كما ثبت عنهم ذم ما ذموه من القياس . قالوا: وكلا القولين صحيح ، فالمذموم القياس المعارض للنص ، كقياس الذين قالوا : إنما البيع مثل الربا ، وقياس إبليس الذي عارض به أمر الله له بالسجود لآدم ، وقياس المشركين الذين قالوا: أتأكلون ما قتلتم ولا تأكلون ما قتله الله ؟ قال الله تعالى : وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ وكذلك القياس الذي لا يكون الفرع فيه مشاركا للأصل في مناط الحكم، فالقياس يُذم إما لفوات شرطه ،وهو عدم المساواة في مناط الحكم، وإما لوجود مانعه ، وهو النص الذي يجب تقديمه عليه ، وإن كانا متلازمَين في نفس الأمر ، فلا يفوت الشرط إلا والمانع موجود ، ولا يوجد المانع إلا والشرط مفقود .فأما القياس الذي يستوي فيه الأصل والفرع في مناط الحكم ولم يعارضه ماهو أرجح منه ، فهذا هو القياس الذي يتبع .ولا ريب أن القياس فيه فاسد ، وكثير من الفقهاء قاسوا أقيسة فاسدة

، بعضها باطل بالنص ، وبعضها مما اتفق على بطلانه ، لكن بطلان كثير من القياس لا يقتضي بطلان جميعه ، كما أن وجود الكذب في كثير من الحديث لا يوجب كذب جميعه۔

(منهاج السنة النبوية ألمجلد الثاني ألصفحة 128 ، 129، 130، 131، 132 ، 133 ألطبعة دارالكتب العلمية بيروت لبنان)

وسوسہ 9: دین میں ائمہ اربعہ کی تقلید شرک وبدعت وجہالت ہے لہذا اس تقلیدی روش کو چھوڑ کر ہی کامیابی وفلاح ملے گی، اوراس کی ایک ہی صورت ہے کہ "جماعت اہل حدیث" میں شامل ہو جاو جن کے صرف اور صرف دو ہی اصول ہیں قرآن اور حدیث۔

جواب: ائمہ اربعہ کی تقلید کے منکر درحقیقت فی زمانہ وہ لوگ ہیں جو امام ابو حنیفہ اور مذہب احناف سے عداوت و مخالفت کی وجہ سے اور دین میں آزادی اور بے راہ روی کو فروغ دینے کے جذبہ سے مختلف وساوس استعمال کرتے ہیں، جن میں سے چند کا تذکرہ گذشتہ سطور میں ہو چکا ہے، اصل میں فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کا کوئی اصول و موقف نہیں ہے بلکہ ظاہری طور پر تقلید ائمہ کو شرک وبدعت وغیرہ کہہ کر محض عوام الناس کو اتباع سلف سے دور کرنا اور متنفر وباغی کرکے اپنی تقلید ان سے کروانا یہ ان کا اصل مقصد ہے، اب عوام الناس علم وفہم سے محرومی کی وجہ سے ان کے اس چکر و فریب کو نہیں سمجھتے ورنہ اگر تھوڑا سا غور وخوض کیا جائے تو ان کا جھوٹ وفریب بالکل عیاں ہو جائے۔ مثال کے طور پر ایک عام آدمی کو کہتے ہیں کہ آپ امام ابو حنیفہؒ کے مقلد ہیں اور دین میں تو تقلید ناجائز ہے لہذا آپ کو تقلید سے توبہ کرنی چاہیئے اور قرآن وسنت کو اپنانا چاہیئے اب وہ عامی شخص جب یہ وسوسہ قبول کرتا ہے تو پھر اس کو یہی وساوس پڑھائے جاتے ہیں اور ساتھ ساتھ اس کے ذہن میں یہ بات ڈال دیتے ہیں کہ اب دین پر عمل کرنے اور قرآن وسنت سیکھنے کے لئے فلاں شیخ کی کتاب پڑھو، فلاں شیخ کا رسالہ پڑھو، فلاں شیخ کے بیانات سنو۔ اب اس آدمی کو ائمہ مجتہدین کی تقلید سے نکال کر چند جاہل لوگوں کی تقلید کروائی جارہی ہے لیکن اس آدمی کو بوجہ جہل کے یہ سمجھ نہیں آرہا، اور تقریبا تمام وہ لوگ جو اپنے آپ کو "غیر مُقلد یا اہل حدیث" کے نام سے پکارتے ہیں سب کا یہی حال ہے، اور جو لوگ بظاہر تقلید کے مُنکر کہلاتے ہیں اپنے آپ

کو" غیر مُقلد " کہتے ہیں، حقیقت میں یہ لوگ دنیامیں سب بڑے اندھے مقلد ہیں، اوراس فرقہ جدید میں شامل عوام کو جہالت و جھوٹ ودھوکہ کی تقلید کروائی جاتی ہے، اگرچہ کثرت جہل و قلت عقل کی وجہ سے وہ یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ تقلید جہالت وبدعت کا نام ہے۔ خوب یادرکھیں کہ تقلید کے نام نہاد منکر بھی درحقیقت دین میں بغیر تقلید کے ایک قدم بھی آگے نہیں چل سکتے، مثال کے طور پر ایک آدمی یہ کہے کہ " یہ حضور ﷺ کا فرمان ہے " ہم اس سے پوچھتے ہیں کہ کیا تو نے یہ فرمان حضور ﷺ سے سنا ہے ؟؟ یقینا اس کا جواب ہو گا کہ میں نے حضور ﷺ سے نہیں سنا، پھر ہم پوچھتے ہیں کہ کہاں سے تو حضور ﷺ کا یہ قول نقل کررہا ہے ؟؟ لازمی طور پر اس کا جواب ہو گا کہ فلاں آدمی نے فلاں سے روایت کیا ہے، پھر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا تو نے ان فلاں اور فلاں راویوں کو دیکھا ہے اوران کوازخود پرکھا ہے کہ وہ عادل و ثقہ ہیں اور ان میں روایت کے تمام شرائط پائے جاتے ہیں ؟؟ یقینا اس کا جواب ہو گا کہ فلاں اور فلاں نے کہا ہے اور لکھا ہے کہ یہ سب راوی عادل و ثقہ و معتبر ہیں، اب ہم پوچھتے ہیں کہ یہ فلاں آدمی جوان راویوں کو ثقہ کہہ رہا ہے کیا اس نے ان تمام راویوں کو دیکھا ہے ؟؟ لازمی طور پر اس کا جواب ہو گا کہ نہیں بلکہ بعض نے ان کو پرکھا پھر اس کے بعد آنے والے ایک دوسرے کے قول پر اعتماد کرتے رہے، پھر ہم پوچھتے ہیں کہ اس قائل کے پاس اس قول کی صحت کی کوئی دلیل ہے ؟؟ لازمی طور پر اس کا جواب ہو گا کہ کوئی دلیل نہیں سوائے حسن ظن کے، اب سوال یہ ہے کہ تمام احادیث میں اسی طرح کا حسن ظن کرکے ان کو بیان کیا جاتا ہے، تو اس طرح ایک دوسرے کی تقلید کرکے ﷺ کی طرف کسی قول کی نسبت کرنا جائز ہے ؟؟ اور حدیث ہمارا دین ہے کیا کوئی ہے جو حدیث پر بغیر تقلید کے عمل کا دعوی کرسکے ؟؟ جب ائمہ فقہ کی تقلید ناجائز ہے تو یہ تقلید کیوں جائز ہو گئی ؟؟ خوب یادرکھیں حدیث کے میدان میں تقلید کے بغیر کوئی شخص ایک قدم بھی نہیں چل سکتا، گذشتہ مثال ایک عقل مند کے لئے کافی ہے۔

مزید وضاحت کے ساتھ دیکھیں مثلا ایک نام نہاد غیر مقلد یہ حدیث پڑھے۔

قال رسول الله ﷺ (خيركم من تعلم القرأن و علمه)

اب اس نے حضور ﷺ کی طرف یہ قول منسوب کرکے فرمایا، ہم پوچھتے ہیں دلیل دو ؟ وہ جوابا کہے کہ بخاری نے روایت کیا ہے، ہم پوچھتے ہیں بخاری کس سے یہ حدیث بیان کرتا ہے ؟؟ مثلا وہ جوابا کہے کہ حجاج بن منہال سے اس

نے شعبۃ سے اس نے علقمہ بن مرثد سے اس نے سعد بن عبیدۃ سے اس نے أبي عبد الرحمن السلمي سے اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو بیان کیا ہے، اب سوال یہ ہے کہ حجاج بن منہال کون ہے؟؟ شعبہ کون ہے؟؟ علقمہ بن مرثد کون ہے؟؟ سعد بن عبیدۃ کون ہے؟؟ ابی عبدالرحمن السلمی کون ہے؟؟ ان تمام سوالوں کا جواب سوائے حسن ظن اور تقلید کے کوئی نہیں دے سکتا، مثال کے طور پر اس حدیث کے ایک راوی شعبہ کو لے لیجئے اس کے پورے حالات واوصاف جاننے کے لئے سوائے تقلید کے اور کوئی چارہ نہیں ہے، اور یہی حال ذخیرہ احادیث کو روایت کرنے والے تمام راویوں کا ہے، کیونکہ کسی بھی راوی حدیث کے احوال جاننے کے لئے "کتب رجال ورُواۃ" کی طرف رجوع کیا جائے گا اور جو کچھ ائمہ اسلام نے ان کے احوال لکھے ہیں اسی کو ماننا پڑے گا، اور پھر خیر سے رجال کی تمام کتابیں جن ائمہ نے لکھی ہیں وہ سب کے سب مُقلد بھی ہیں، اور پھر کسی بھی راوی کے حالات کے ساتھ کوئی دلائل نہیں لکھے ہوئے کہ مثلا فلاں راوی بہت بڑا امام ثقہ عادل تھا اس کی دلیل یہ ہے وغیرہ بس محض حسن ظن و تقلید کے ساتھ ہی ائمہ رجال کے تحقیقات وتبصروں کو تسلیم کیا جاتا ہے، اب تمام اہل اسلام مسائل اجتہادیہ میں ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہیں اور یہ تقلید بھی دلیل وبرہان کی بنیاد پر ہے کیونکہ مسائل فرعیہ اجتہادیہ کے دلائل کتابوں میں مفصل طور پر موجود ہیں، تو اس عمل کو چند جاہل لوگ شرک وبدعت کہتے ہیں، اب سوال یہ ہے ائمہ اربعہ کی تقلید فروعی مسائل میں ناجائز ہے حالانکہ ہر مسئلہ کی دلیل بھی موجود ہے تو پھر یہی تقلید حدیث کے میدان میں کیوں جائز بلکہ واجب ہو جاتی ہے؟؟؟ ایسے ہی جن لوگوں نے محض عوام کو دھوکہ دینے کے لئے یہ اصول بنایا ہے کہ دین میں ہر مسئلہ اور ہر بات کی دلیل قرآن وحدیث سے دینا ضروری ہے، ایسے لوگ اپنے بنائے ہوئے اصول کے مطابق حدیث کے میدان میں مشرک وجاہل بن جاتے ہیں، جس کی مختصر تشریح آپ نے اوپر ملاحظہ کی۔ اور مزید یہ کہ حدیث کے تمام انواع واقسام اجتہادی ہیں، مثلا

((الحديث الصحيح، صحيح لغيره، المتواتر، الغريب، المنقطع، المتصل، الضعيف، المرسل ، المرسل، المسند، صحيح لغيره، الحسن، حسن لغيره، المقلوب،المنكر، المشهور، المعلق، المعنن و المؤنن، المتروك، الافراد أو الآحاد، المعضل ،المبهم، المسلسل، المطروح، الموقوف، المستفيض، المدلس، العالى، الموضوع، المقطوع، العزيز، المرسل الخفى، النازل، التابع ،الشاهد،المدبج، السابق واللاحق،المتفق والمفترق،المؤتلف والمختلف،رواية الأكابر عن الأصاغر،)) ((الجوامع ،المسانيد ،السنن، المعاجم ،العلل ، الأجزاء ، الأطراف ، المستدركات ،

المستخرجات ، الناسخ والمنسوخ ، مختلف الحديث، الجرح والتعديل ، أصول الحديث ، غريب الحديث ، الأنساب والألقاب والكنى والأوطان والبلدان)) وغیرہ ذالک

حدیث کے یہ چند اقسام واسماء بطور مثال ذکر کر دیئے ہیں محدثین نے اصول حدیث کی کتابوں میں بالتفصیل لکھے ہیں اور کوئی بھی طالب حدیث ان اقسام وانواع واسماء کو پڑھے بغیر علم حدیث کے میدان میں قدم ہی نہیں رکھ سکتا، اور یہ سب انواع واسماء اجتہادی ہیں، قرآن وحدیث سے کہیں ثابت نہیں ہیں۔ بعد میں آنے والے ائمہ حدیث نے اپنے ظن واجتہاد سے لکھے ہیں اور ساری دنیا کے مسلمان مُحدثین کی تقلید میں اس کو پڑھتے پڑھاتے چلے آرہے ہیں۔ اسی طرح جرح وتعدیل کے احکام ومراتب واصول وقواعد سب محدثین کے اجتہاد کا ثمرہ ہیں، اور ساری دنیا کے مسلمان مُحدثین کی تقلید میں ہی ان کا تعلیم وتعلم کرتے ہیں۔ اسی طرح علم حدیث میں کتب وتصانیف کے انواع واسماء سب اجتہادی ہیں جیسا محدثین نے اپنی اجتہاد سے نام رکھے ہیں ساری دنیا ویسا ہی وہ نام تقلیداً استعمال کرتے ہیں، مثال کے طور پر ((الجوامع ،المسانيد ،السنن، المعاجم ،العلل ، الأجزاء ، الأطراف ، المستدركات ، المستخرجات ، الناسخ والمنسوخ ، مختلف الحديث ، الجرح والتعديل ، أصول الحديث ، غريب الحديث ، الأنساب والألقاب والكنى والأوطان والبلدان)) وغیرہ ذالک

حاصل کلام یہ ہے کہ ائمہ اربعہؒ کی تقلید ہو یا مُحدثین کی تقلید ہو۔ یہ "تقلید فی الدین" کے قبیل ہے، اور جمیع اہل اسلام ائمہ اربعہؒ کی تقلید کے ساتھ محدثین کی بھی تقلید کرتے ہیں، لیکن فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث دین میں ائمہ اربعہ کی تقلید اور خصوصا امام اعظمؒ کی تقلید کو شرک وبدعت وممنوع کہتے ہیں، اب یہی لوگ حدیث کے میدان میں محدثین کی تقلید کرتے ہیں اور جو کچھ ناجائز الفاظ ائمہ اربعہ کے مقلدین کے لئے استعمال کرتے ہیں، حدیث کے میدان میں یہ لوگ خود ان الفاظ ولعن طعن کے مستحق بن جاتے ہیں کیونکہ حدیث کے میدان میں بغیر تقلید کے کوئی آدمی ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔ اللہ تعالی عوام الناس پر فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے ان وساوس کی حقیقت کھول دے۔

وسوسہ 10: قرآن وحدیث پر عمل کرنے کے لئے کسی امام کی تقلید کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ ازخود ہر شخص مطالعہ وتحقیق کرکے قرآن وحدیث پر عمل کرے۔

جواب: یہ باطل وسوسہ عوام الناس کو مختلف انداز سے سمجھایا جاتا ہے، اور مقصد اس کا یہ ہوتا ہے کہ عوام کو دین میں آزاد بنادیا جائے، اور سلف صالحین وعلماء حق کی اتباع سے نکال کر درپردہ چند جاہل لوگوں کی اتباع پر ان کو مجبور کیا جائے، یہ وسوسہ در حقیقت بڑا خطرناک وگمراہ کن ہے۔

کیا صرف مطالعہ کے ذریعہ علوم دینیہ کو حاصل کیا جاسکتا ہے؟؟؟

کیا صرف مطالعہ کے ذریعہ قرآن وحدیث کی علم وسمجھ حاصل کی جاسکتی ہے؟؟؟

یہ ایک انتہائی اہم سوال ہے کون نہیں جانتا کہ ہر علم وفن میں کمال ومہارت حاصل کرنے کے لئے اس علم وفن کے ماہر ومستند لوگوں کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے اور اس اس علم وفن کے تمام شروط ولوازم اصول وقواعد کی پابندی لازمی ہوتی ہے۔ ہر علم وفن کے اندر کچھ خاص محاورات واصطلاحات ہوتے ہیں اور اتار چڑھاؤ کا ایک خاص انداز ہوتا ہے جس کا سمجھنا بغیر کسی ماہر استاذ کے ممکن نہیں ہے اور تو اور دنیوی فنون کو دیکھ لیجیئے کہ بزور مطالعہ کسی بھی فن میں مہارت ناقابل قبول سمجھی جاتی ہے جب دنیوی فنون کا یہ حال ہے جو انسانوں کی اپنی ایجاد کردہ ہیں تو اللہ ورسول ﷺ کے کلام کو پڑھنے وسمجھنے کے لئے صرف ذاتی مطالعہ کیونکر کافی ہو گا جب کہ اللہ ورسول ﷺ کے بیان کردہ احکامات کلام وحی سے متعلق ہے جس میں انسانی عقل وسمجھ کو کوئی دخل نہیں ہے ۔اسی لئے ابتداء سے ہی اللہ تعالی نے انبیاء ورسل کا سلسلہ مبارکہ جاری فرمایا اور یہ سلسلہ مبارکہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت مبارکہ پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا ہے اگر صرف انسانی مطالعہ ہی کافی ہوتا تو اللہ تعالی بجائے نبی ورسول بھیجنے کے صرف کتابیں نازل کرتا اور انسان اس کی مدد سے ازخود اللہ تعالی کی معرفت اور اللہ تعالی کے کلام کی مراد ومقصود کی فہم حاصل کرتا لیکن تاریخ اور کتاب وسنت کی صریح نصوص سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ اللہ تعالی نے کوئی ایسی کتاب نازل نہیں کی جس کے ساتھ مُعلم یعنی نبی کو نہ بھیجا ہو "تورات" کے ساتھ حضرت موسی علیہ السلام "انجیل" کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام "زبور" کے ساتھ حضرت داود علیہ السلام اور اسی طرح "صُحُف" حضرات ابراہیم علیہ السلام اور باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعہ لوگوں کو پہنچے صلوات اللہ وسلامہ علیهم اجمعین۔ اور قرآن مجید جو سید الکتب ہے جناب خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کی گئی، کیا ان کتب الٰھیہ کے تصور کو بغیر انبیاء ورسل کے کوئی کامل ومکمل تصور کہا جاسکتا ہے؟

یقیناً کوئی بھی سنجیدہ انسان اس بات کا جواب اثبات میں نہیں دے سکتا، اگر صرف کتابوں کے ذریعہ صحیح نتیجہ تک پہنچنا ممکن ہوتا اور خود ہی کتاب پڑھ کر اللہ تعالی کی مُراد ومقصود حاصل کرنا ممکن ہوتا تو ان انبیاءصلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کی بعثت کیوں ضروری تھی؟ قرآن مجید خاتم الکتب ہے جو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطہ سے ہم تک پہنچا اگر صرف کتاب کے ذریعہ صحیح نتیجہ تک پہنچنا ممکن ہوتا تو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے فرائض منصبی میں سے ایک اہم فرض تلاوت آیات اور تعلیم کتاب کیوں لازم کیا گیا؟؟؟ آپ ﷺ کی بعثت مبارکہ کیوں ضروری تھی اور اس قدر اذیت وتکلیف ومشقت کی تاریخ کیوں مرتب کی گئی؟؟؟ کیا اہل مکہ عربی زبان نہیں سمجھتے تھے؟ قرآن کسی ذریعہ سے نازل کر دیا جاتا اور عوام وخواص اس کو پڑھ کر ازخود سمجھنے کی کوشش کرتے، اسی طرح حضرت جبریل علیہ السلام کو درمیان میں کیوں واسطہ بنایا گیا خود براہ راست خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ تک قرآن مجید پہنچا دیا جاتا لیکن ایسا نہیں کیا گیا جس میں واضح تعلیم ہے کہ بغیر استاذ ومُعلم صرف کتابوں کے ذریعہ قرآن وحدیث کا مقصد ومطلب وحقیقی مراد پالینا ممکن نہیں ہے۔ اسی " سُنۃ اللہ " کے تناظر میں یعنی کتاب کے ساتھ مُعلم کا ہونا ضروری ہے علماء حق علماء دیوبند کا یہی مسلک ہے کہ دین صرف کتابی حروف ونقوش کا نام نہیں ہے اور نہ دین کو محض کتابوں سے سمجھا جاسکتا ہے، اللہ تعالی نے ہمیشہ کتاب کے ساتھ رسول کو مُعلم بنا کر اس لئے بھیجا تاکہ وہ اپنے قول وفعل وعمل سے کتاب کی تفسیر وتشریح کرے، چنانچہ ایسی مثالیں تو ملتی ہیں کہ دنیا میں رسول بھیجے گئے مگر کتاب نہیں آئی، لیکن ایسی مثال ایک بھی نہیں ہے کہ صرف کتاب بھیج دی گئی ہو اور اس کے ساتھ رسول مُعلم بن کر نہ آیا ہو، اللہ تعالی کی یہ سنت بتلاتی ہے کہ دین کو سمجھنے سمجھانے اور پھیلانے پہنچانے کا راستہ وطریقہ صرف کتاب نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ وہ اشخاص وافراد بھی ہیں جو کتاب کا عملی پیکر بن کر اس کتاب کی تشریح وتفسیر کرتے ہیں، لہٰذا دین کو سمجھنے کے لیئے " کتابُ اللہ اور رجالُ اللہ " لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں، ان میں سے ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا "کتاب اللہ" کو جناب خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی تفسیر وتشریح کی روشنی میں اور سنت وحدیث رسول اللہ ﷺ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعینؒ وتبع تابعینؒ وسلف صالحینؒ کی تفسیر وتشریح وتحقیق کی روشنی میں ہی ٹھیک ٹھیک سمجھا جاسکتا ہے، اس کے بغیر دین کی اور قرآن وحدیث کی تعبیر وتشریح کی ہر کوشش گمراہی کی طرف ہی جاتی ہے۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ

عنہم اہل لسان تھے، عربی ان کی مادری زبان تھی مگر مقاصد قرآن سمجھنے کے لیئے جناب خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی تفسیر و تشریح و تعلیم کے محتاج تھے اورآپ کی طرف ہی رجوع کرتے تھے اپنی سمجھ و فہم کو انہوں نے کافی نہیں سمجھا، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اہل لسان ہونے کے ساتھ ساتھ فصاحت وبلاغت اور تمام دیگر صفات میں اعلی مقام رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود قرآن سمجھنے کے لیئے خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف ہی رجوع کرتے تھے، تومعلوم ہوا کہ صرف عربی لغت پڑھ لینا بھی کافی نہیں اور نہ صرف مطالعہ کافی ہے اور تاریخ و تجربہ شاہد ہے کہ جس شخص نے بھی اساتذہ و ماہرین کی مجلس میں بیٹھ کر باقاعدہ تمام اصول و قواعد کی روشنی میں علم دین حاصل نہیں کیا، بلکہ قوت مطالعہ کے ذریعے کتاب و سنت سمجھنے کی کوشش کی تو ایسا شخص گمراہی سے نہیں بچا، اسی طرح جس شخص نے اپنے ناقص عقل و فہم پر اعتماد کیا اور کسی ماہر مستند استاذ و مُعلم سے باقاعدہ علم حاصل نہیں کیا تو ایسا شخص خود بھی گمراہ ہوا اور دیگر لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ اورآج کے اس پر فتن دور میں لوگ اردو کے ایک دو رسالے پڑھ کر اور قرآن وحدیث کا اردو ترجمہ پڑھ کر بڑے فخر کرتے ہیں کہ اب ہم کو کسی امام و معلم کی کوئی ضرورت نہیں ہے اب ہم بڑے کامل ہو چکے ہیں ایسے جاہل لوگ اپنے ناقص عقل و فہم کی مدح سرائی کرتے ہوئے تھکتے نہیں ہیں، اور آج کل جاہل عوام میں یہ وبا فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی جانب سے پھیلائی جارہی ہے ہر جاہل و مجہول کو مُجتہد کا درجہ دیا ہوا ہے اور فی زمانہ وسائل اعلام (میڈیا کے ذرائع) کی کثرت کی بناپر اس فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل ہر کس وناکس انتہائی دلیری کے ساتھ اپنی جہالت وحماقت وضلالت کو ہر ممکن ذریعہ سے پھیلا رہا ہے۔ احادیث صحیحہ میں ایسے شخص کے لیئے جہنم کی سخت وعید وارد ہوئی ہے کہ جو شخص اپنی خیال ورائے سے یا بغیر علم کے قرآن میں کوئی بات کرتا ہے، چند احادیث مبارکہ ملاحظہ کریں۔

1. عن ابن عباس رضي الله عنهما قال قال رسول الله ﷺ : من قال في القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار .

2. عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما عن النبي ﷺ قال : من قال في القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من النار -

3. عن جندب بن عبد الله البجلي رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ " من قال في القرآن برأيه فأصاب فقد أخطأ -

4. عن ابن عباس قال : من تكلم في القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار (تفسير البغوي الجزء الأول)-

5. عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ : ((من قال في القرآن بغير علم فليتبوأ مقعده من النار- (رواه الترمذي، كتاب تفسير القرآن باب ما جاء في الذي يفسر القرآن برأيه،)

خلاصہ ان روایات کا یہ ہے کہ جس شخص نے قرآن میں اپنی رائے وخیال سے بات کی یا بغیر علم کے کوئی بات کی تو وہ شخص اپناٹھکانہ جہنم بنالے یا قرآن میں اپنی رائے سے کوئی بات کی اور بات صحیح بھی نکلے تب بھی اس نے خطا اور غلطی کی۔

یقینا اتنی سخت وعید سننے کے بعد ایک مومن آدمی قرآن میں اپنی رائے وخیال سے بات کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا، اوران احادیث کی روشنی میں فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی حالت کو ملاحظہ کریں کہ ہر جاہل مجہول آدمی کو قرآن میں رائے زنی کا حق دیا ہوا ہے جب کہ اس فرقہ شاذہ میں شامل اکثری لوگوں کی حالت یہ ہے کہ قرآن کے علوم ومعارف پر دسترس تو کجا قرآن کی صحیح تلاوت بھی نہیں کرسکتے، ہمارے اسی زمانہ کے فتنوں کے سدباب اور روک تھام کے لئے ہی حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمادیا تھا؛

عن معاوية رضي الله عنه: أن رسول الله ﷺ قال: "من يرد الله به خيراً يفقهه في الدين "(رواه في الصحيحين)-

وإنما العلم بالتعلم، یعنی علم سیکھنے سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں (و إنما العلم بالتعلم) مرفوع حدیث ہے جس کو ابن ابی عاصم اور طبرانی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا؛

(يا أيها الناس تعلموا إنما العلم بالتعلم والفقه بالتفقه ومن يرد الله به خيرا يفقهه في الدين) . إسناده حسن. (فتح البارى ج 1 ص 147)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

والمعنى ليس العلم المعتبر إلا الماخوذ من الأنبياء وورثتهم على سبيل التعلم (فتح البارى ج 1 ص 148)

یعنی معنی اس حدیث (یا أیھا الناس تعلموا إنما العلم بالتعلم الخ) کا یہ ہے کہ معتبر و مستند علم وہی ہے جو انبیاء علیہم السلام اور ان کے ورثاء یعنی علماء سے بطریق تعلیم و تعلم حاصل کیا جائے۔

یہاں سے یہ مسئلہ بالکل واضح ہو گیا کہ جو لوگ اردو کے چند رسائل پر یہ سمجھتے ہیں کہ اب ہم مجتہد و امام بن چکے ہیں اب ہمیں کسی امام کی تقلید کی کوئی ضرورت نہیں ہے اب ہم نے خود ہی قرآن و حدیث کو سمجھنا ہے، ایسے لوگ در حقیقت بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور ایسے لوگوں کے ساتھ شیطان اس طرح کھیلتا ہے جس طرح بچے گیند کے ساتھ کھیلتے ہیں، لہٰذا لائق اعتماد اور قابل عمل وہی علم ہے جو انبیاء علیہم السلام سے بطور اسناد حاصل کیا گیا ہو، یہی وجہ ہے اہل حق کے یہاں مدارس و مکاتب میں آج تک یہی مبارک طریقہ رائج ہے اور عہد نبوی ﷺ سے لے کر آج تک منزل بہ منزل اس کا باضابطہ سلسلہ چلا آرہا ہے اور اہل حق کے یہاں علم حدیث کی تعلیم کے لئے "اجازت" کی ضرورت لازم ہوتی ہے، ایسا نہیں ہے کہ ہر شخص جاہل و مجہول اپنے آپ کو مُحدث، مُفسر، فقیہ وغیرہ القابات سے یاد کرے اور بغیر پڑھے لکھے اجتہاد وامامت کا دعوی کرے، تاریخ میں ایسے افراد کی کئی مثالیں موجود ہیں جنھوں نے اپنے عقل و فہم اور قوت مطالعہ پر اعتماد کر کے قرآن و حدیث کو سمجھنے کی کوشش کی تو خود بھی گمراہ ہوئے اور اپنے ساتھ ایک خلق کثیر کو گمراہ کیا، اور اس باب میں ان لوگوں کے سینکڑوں واقعات ہیں جنھوں نے بغیر استاذ و مُعلم فقط ترجمہ یا ظاہری الفاظ کو پڑھ کر راہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کی تو وہ صحیح مفہوم کو نہ پاسکے بلکہ صحیح مفہوم و مراد کو اسی وقت پہنچے جب کسی اہل علم کی رجوع کیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ گذشتہ تفصیل سے یہ بات خوب واضح ہو گئی اور یہ حقیقت بالکل عیاں ہو گئی کہ کسی بھی علم و فن کے حصول کے دو طریقے ہیں ۔

1. مطالعہ کے ذریعے بذات خود چند اردو یا عربی کتب و رسائل پڑھ کر۔
2. دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی بھی باکمال وماہر استاذ و مُعلم کی مجلس میں با قاعدہ حاضر ہو کر بالمشافہ تمام شروط وآداب کی رعایت کرتے ہوئے سبقا سبقا اس علم کو پڑھا جائے۔

یقینا ان دونوں طریقوں میں پہلا طریقہ بالکل غلط اور گمراہ کن ہے ۔ یقینی طور پر تحصیل علم کا مفید اور کامیاب اور قابل اعتماد طریقہ وہ دوسرا طریقہ ہے اسی طریقہ کی طرف حضور ﷺ نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے تاریخ اور سلف صالحین کا

عمل شاہد ہے کہ کسی بھی زمانہ میں اس کا خلاف نہیں کیا گیا، لہذا البطون کتب سے کوئی بھی قرآن وحدیث کو نہیں سمجھ سکتا، صحیح البخاری میں حضرت رضی اللہ عنہ کا قول ہے،

باب الاغتباط في العلم والحكمة وقال عمر تفقهوا قبل أن تسودوا (علم حاصل کرو فقہ حاصل کرو سردار و قائد بنائے جانے سے پہلے، امام اَبو عبید نے اپنی کتاب (غریب الحدیث) میں فرمایا کہ معنی اس قول کا یہ ہے کہ بچپن میں علم اور فقہ حاصل کرو قبل اس کے کہ تم سردار ورئیس بن جاؤ تو پھر تم اپنے سے کم مرتبہ سے علم حاصل کرنے میں عار محسوس کرو تو اس طرح تم جاہل رہ جاوگے۔ اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا۔

وقد تعلم أصحاب النبي ﷺ بعد كبرسنهم

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے بڑی بڑی عمر میں علم حاصل کیا۔

اللہ تعالی عوام وخواص اہل اسلام کو صحیح سمجھ دے اور کتاب وسنت کو اس کے اہل لوگوں سے پڑھنے سمجھنے اوراس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

وسوسہ 11: یہود ونصاری اپنے مولویوں اور درویشوں کا کہامانتے تھے اس لئے اللہ نے ان کو مشرک فرمایا اور مقلدین بھی ان کی طرح اپنے اماموں کا کہامانتے ہیں۔

جواب : یہ وسوسہ بہت کثرت کے ساتھ پھیلایا گیا اور یہود ونصاری کی مذمت میں وارد شدہ آیات کو ائمہ کے مقلدین کے حق میں بعض جہلاء نے استعمال کیا جو کہ سراسر جھوٹ اور دھوکہ ہے کیونکہ یہود ونصاری کو جو احکامات شریعت دیئے گئے اور جو کتب اللہ تعالی نے ان کی ہدایت کے واسطے نازل کیں تو ان کو احکامات شریعت وکتب سماویہ میں علماء یہود ونصاری نے کھل کر تغیر وتبدل کیا اور تحریف جیسے جرم عظیم کے مرتکب ہوئے اوراس جرم کا اصل سبب موجب تن آسانی اور راحت پسندی اور عیش وعشرت تھا جس حکم میں دشواری ودقت محسوس کرتے اس کو تبدیل کردیتے اور مقدس آسمانی کتب میں تحریف کرکے اپنی خواہش ومرضی کے موافق مضمون درج کردیتے تھے اس لئے قرآن مجید نے ان کے قبیح حرکت کو ان الفاظ میں ذکر کیا۔

(یکتبون الکتاب بأیدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ)

وہ(اہل کتاب)اپنے ہاتھوں سے کتاب(میں)لکھ ڈالتے ہیں پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ قرآن مجید میں جابجا ان کی اس قبیح حرکت اور عظیم جرم کو بیان کیا گیا اور جن لوگوں نے ان کی پیروی کی اوران علماء سُوء کے کہنے پر چلے جو غلط و مُحرَّف احکام کی تعلیم دیتے تھے تو ایسے پیروکاروں کو مشرک کہا گیا۔ لیکن ائمہ اربعہ کے مقلدین کو یہود و نصاری پر قیاس کرکے مشرک بتلانا قطعا غلط ہے اورایک جاہل واحمق دین سے بے خبر شخص ہی یہ بات کرسکتا ہے اس لئے فقہاء امت محمدیہ وائمہ اسلام نے(معاذاللہ)وہ کام نہیں کئے جو یہود و نصاری کے احبار ورُہبان کرتے تھے، کیافقہاءوائمہ اسلام نے بھی یہود و نصاری کے علماء کی طرح دین میں تحریف کی؟؟؟ کیافقہاءوائمہ اسلام بھی اپنی طرف سے احکام گھڑکر لوگوں کو تعلیم کرتے رہے؟؟؟ کیاپورے تاریخ اسلام میں کسی بھی عالم وامام نے یہ کہاہے کہ فقہاءوائمہ اسلام بھی یہود و نصاری کے علماء کی طرح تحریف و تبدیل کے جرم کا ارتکاب کرتے رہے لہذا ان کے مُقلدین و پیروکار مشرک ہیں؟؟؟ فقہاء وائمہ اسلام نے کیاکام کیا؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس کا جواب اس طرح دیتے ہیں؛

(ویفھمونھم مرادہ بحسب اجتھادھم واستطاعھم)

یعنی فقہاء کرام توعام مسلمانوں کو اپنی اجتہاد وطاقت کے مطابق حضور ﷺ کی(احادیث کی)مراد بتلاتے ہیں۔

اورامت مسلمہ کے ائمہ مجتہدین کے بارے صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اگر وہ اجتہاد کرے اوراجتہاد درست ہو تو اس کے لئے دواجر ہیں اوراگر اجتھاد میں خطاوغلطی کرلے پھر بھی اس کے لیئے ایک اجر ہے؛

روى عمرو بن العاص ، عن النبي ﷺ أنه قال : { إذا اجتهد الحاكم فأصاب فله أجران ، وإذا اجتهد فأخطأ فله أجر [متفق عليه]

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس طرح باب قائم کیا۔**(باب أجر الحاكم إذا اجتهد فأصاب أو أخطأ)۔**

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ اشارہ کر رہے ہیں اس بات کی طرف کہ جس مجتهد کا حکم یا فتوی بوجہ خطاء کے رد کر دیا جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مُجتہد گناہگار ہو گا، بلکہ جب اس نے اپنی طاقت وکوشش اجتہاد میں صرف کی تو اس کو اجر دیا جائے گا اور اگر وہ مُصیب ہوا تو دوگنا اجر اس کو ملے گا، لیکن اگر بغیر علم فتوی و حکم دیا تو پھر گناہگار ہو گا۔ الخ

حاصل یہ کہ یہود ونصاری کے علماء اور فقہاء امت محمدیہ کے کام اور عمل میں فرق بالکل واضح ہے یہود ونصاری کے علماء دین میں تحریف وتبدیل کے مرتکب ہوئے اور فقہاء امت محمدیہ نے مُراد نبی کو امت کے سامنے واضح کیا اور انتہائی اخلاص وکامل امانت ودیانت کے ساتھ صحیح دین کو لوگوں تک پہنچایا ، یہ حضرات تو امت کے مُحسن ہیں ان کے مُتبعین ومُقلدین کو مشرک کہنے والے جاہل واحمق لوگ ہیں جو کہ عنداللہ اس جرم پر ماخوذ ہوں گے، کیونکہ خود اللہ تعالی ان کی اتباع وپیروی کا حکم دیتا ہے۔

يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم

أولي الأمر کی تفسیر میں بعض مفسرین نے " **هم الأمراء** " بھی لکھا ہے لیکن اکثر مفسرین نے اس سے " **ألعلماء والفقهاء** " مراد لیا ہے، اور اسی سے تقلید واتباع ائمہ اربعہ کا وجوب بھی ثابت ہو گیا۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

1. **فقال بعضهم: هم الأمراء۔**
2. **وقال آخرون: هم أهل العلم والفقه"**

اور یہ قول ہے جابر، ومجاہد، وابن ابی نجیح، وابن عباس، وعطاء بن السائب، والحسن، وابو العالیہ رحمہم اللہ کا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ۔

وأولوا الأمر هم: العلماء والأمراء، یعنی (وأولوا الأمر) سے مراد علماء وامراء ہیں۔

اور ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ۔

امراء کی اطاعت بھی علماء کی اطاعت کے تابع ہے۔

اللہ تعالی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور شیاطین الانس والجن کے وساوس محفوظ رکھے ۔

وسوسہ 12: ہمارے اوپر شریعت نے کتاب وسنت کی اتباع کو لازم کیا ہے نہ کہ ائمہ اربعہ کی اتباع وکلام کو، لہذا ائمہ اربعہ کی پیروی کو چھوڑنا ضروری ہے۔

جواب: دلائل شرعیہ صرف کتاب وسنت ہی نہیں بلکہ اجماع، وقیاس، وقول صحابی، وعرف، واستحسان، وغیرہ ذلک بھی اہل سنت کے نزدیک دلائل شرعیہ میں داخل ہیں، اور صرف کتاب وسنت کو ہی دلیل کہنا اور دیگر دلائل کو تسلیم نہ کرنا بہت بڑی خطا ہے، اور جہاں تک تعلق ہے اَقوال ائمہ مجتہدین کا تو وہ کتاب وسنت کے مخالف ومقابل نہیں ہیں بلکہ ان کے اَقوال کی حیثیت کتاب وسنت کے لئے بمنزلہ تفسیر وبیان کے ہیں لہذا اَقوال ائمہ کو لینا آیات واحادیث کے چھوڑنے کے مترادف ہرگز نہیں ہیں بلکہ بعینہ کتاب وسنت کا ہی تمسّک ہے کیونکہ آیات واحادیث انہی ائمہ کرام کے واسطہ سے ہم تک پہنچی ہیں اور یہ ائمہ کرامؒ اوراسلاف عظام سب سے زیادہ کتاب وسنت کا علم رکھتے تھے، صحیح وسقیم حسن وضعیف مرفوع ومرسل ومتواتر ومشہور وغیرہ احادیث، متقدم ومتاَخر کی تاریخ، ناسخ ومنسوخ، اَسباب ولغات، ضبط وتحریر وغیرہ غرض یہ کہ تمام علوم میں اعلی درجہ کا کمال رکھتے تھے، قرآن واحادیث کے علوم واسرار ومعارف کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے، لہذا قرآن واحادیث سے ان ائمہ نے فوائد واَحکام ومسائل مستنبط کئے اور لوگوں کے سامنے اس کو بیان کئے اوران کے گراں قدر خدمات اور قربانیوں نے ہی قرآن واحادیث اوردین پر عمل کو آسان بنایا، اور قرآن واحادیث میں وارد شدہ مشکل ومخفی مسائل کو حل کروایا، اوراللہ تعالی نے ان ائمہ کرام کے ذریعہ امت میں خیر کثیر کو پھیلایا۔

وسوسہ 13: مقلدین ہمیشہ اپنے امام ومذہب کی بات وقول پر عمل کرتے ہیں اگرچہ امام کا قول اللہ ورسول کے قول وحکم کے مخالف کیوں نہ ہو۔

جواب: یہ وسوسہ بالکل باطل وفاسد ہے کہ مقلدین امام کے قول کو اللہ ورسول ﷺ کے حکم پر ترجیح دیتے ہیں، اور حقیقت حال یہ ہے کہ امام مجتہد کے قول کو اللہ ورسول ﷺ کے حکم کے مخالف ظاہر کرنا عموماعوام الناس کو گمراہ کرنے اورائمہ مجتہدین سے بغض وتعصب کی بناپر کیاجاتاہے، کیونکہ عموما یہ بات کہنے والے لوگ کسی جاہل کی تقلید میں کہتے ہیں، باقی ان کے بقول مثلاامام کافلاں قول قرآن وحدیث کے خلاف ہے، اب اس کہنے والے کونہ توامام کے اس قول کاکچھ علم ہوتاہےاورنہ آیت وحدیث کی کچھ خبرہوتی ہے۔بس اندھی تقلید میں اس طرح کے وساوس اوربے سروپاباتیں یادکرکے پھیلاتے رہتے ہیں، اور اگر بالفرض کسی جگہ امام کا قول بظاہر کسی حدیث کے خلاف بھی نظرآتاہو لیکن امام کے پاس اپنے قول پرکسی دوسری حدیث وآیت وغیرہ سے دلیل موجودہوتی ہے، لیکن جاہل شخص بوجہ اپنی جہالت کے اس کو نہیں جانتا لہذا وہ ان ائمہ کرامؒ پرلعن طعن کرناشروع کردیتاہے۔

وسوسہ 14: مقلدین صرف ائمہ اربعہ کی تقلید کیوں کرتے ہیں مجتہد تواوربھی ہیں؟؟ لہذامقلدین کا یہ عمل بھی تقلید کی طرح بدعت ہے۔

جواب: یہ وسوسہ بھی باطل ہے کیونکہ کسی بھی امام مجتہد کی تقلید واتباع کے لئے ضروری ہے کہ اس کے تمام اجتہادات محفوظ ومُدون ہوں، اوراس کے اقوال وفتاوی واحوال قطعیت وتواترسے مشہور ومعلوم ہوں، اور یہ مرتبہ وشرف ائمہ اربعہ کے سواکسی اور امام مجتہد کوحاصل نہیں ہوا، لہذا فروعی مسائل میں صرف ائمہ اربعہ کی طرف رجوع ہوگا، اورپھر ائمہ اربعہ دیگر فضائل واوصاف وکمالات کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ قول باری تعالی (واتبع سبيل من أناب إلي) کی عُموم میں داخل ہیں، کسی دوسرے مجتہد کی تقلید نہیں ہوگی کیونکہ "اتباع سَبیل" کے لیئے "علم سَبیل" ضروری ہے، اور یہ بات ثابت ہے کہ بجز ائمہ اربعہ کے کسی اور امام مجتہد کی سبیل تمام جزئیات وفروعات کی تفصیل کے ساتھ معلوم نہیں تواس کی اتباع وتقلید کیسے ہوگی؟؟ پس اتباع وتقلید کا انحصار مذاہب اربعہ میں ثابت ہوا۔

وسوسہ 15: فرقہ جدیداہل حدیث کادعوی ہے کہ ہمارا وجود عہد رسالت سے آج تک مسلسل ہے۔

جواب: اس وسوسہ کے تحت کچھ کلام غالباً گذشتہ سطور میں گذر چکا، مزید عرض ہے کہ اگر بالفرض فرقہ جدید اہل حدیث کا یہ دعوی مبنی بر حقیقت ہوتا تو ہمیں اس کی تسلیم سے کوئی انکار نہیں، لیکن چونکہ حقیقت اس کے برعکس ہے، بس جاہل عوام کو دھوکہ دینے کے لئے یہ وسوسہ بڑا چلتا ہے، لیکن اہل نظر کے سامنے یہ وسوسہ محض باطل وفاسد اور یہ دعوی محض کاذب ہے، اگر بالفرض یہی بات ہے تو فرقہ جدید اہل حدیث کا کوئی بھی فرد کم از کم کوئی حدیث کی ایسی سند پیش کر دے جس کے راویوں میں کوئی بھی راوی مُقلد حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی نہ ہو؟ اور ساتھ ہی کتب حدیث کے مولفین سے پہلے اور بعد میں جو لوگ آج کل کے نام نہاد اہل حدیث وغیر مقلد کی طرح خیالات و نظریات رکھتے ہوں، ان کی ایک مختصر فہرست ہی پیش کر دیں؟ ایک طرف تو آج کل فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے چند افراد جاہل عوام کو ورغلانے کے لئے اپنی قدامت کے متعلق یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہمارا وجود عہد رسالت سے مسلسل چلا جارہا ہے، دوسری طرف اس فرقہ جدید کے مُوجدین و اکابر یہ اقرار وتصریح کرتے ہیں کہ ہم نے اپنی جماعت کے لئے اہل حدیث کا لقب ہندوستان میں انگریزی دور میں پنجاب کے انگریز گورنر کو باقاعدہ درخواست دے کر الاٹ کروایا۔

مولوی عبدالمجید غیر مُقلد فرماتے ہیں کہ۔

مولوی محمد حسین بٹالوی نے اشاعت السُنۃ (رسالہ) کے ذریعہ اہل حدیث کی بہت خدمت کی لفظ وھابی آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہل حدیث کے نام سے موسوم کیا گیا، آپ نے حکومت کی خدمت بھی کی اور انعام میں جاگیر بھی پائی۔ (حاشیہ سیرت ثنائی ص452)

اس طرح کی تصریح فرقہ جدید کے دیگر کتب میں موجود ہے، اس بیان سے معلوم ہوا کہ ابتداء میں ان کو وھابی کہا جاتا تھا تو یہ لقب انہوں سے اپنے لئے پسند نہیں کیا، دوسری یہ بات بھی بیان مذکور سے واضح ہے " اہل حدیث " لقب کی ابتداء اس فرقہ کے لئے ہندوستان میں انگریزی دور سے ہوئی، اب غور طلب بات یہ ہے کہ اگر بالفرض اس فرقہ جدید اہل حدیث کا وجود عہد رسالت سے مسلسل چلا آرہا ہے تو انگریزی دور میں دوبارہ سرکاری کاغذات میں یہ لقب الاٹ کرنے کی کیا ضرورت ؟؟

بس حقیقت وہی ہے جو اس بیان میں مذکور ہوئی باقی سب جاہل عوام کو خوش کرنے کے لئے محض وساوس کو پھیلایا جاتا ہے۔

وسوسہ 16: ہمارا وجود عہد رسالت سے چلا آرہا ہے اور مقلدین کا وجود بہت بعد میں نمودار ہوا، اور تقلید کی بدعت بھی بعد کی پیداوار ہے۔

جواب: نام ولقب بھی اہل حدیث ہے اور دعوی بھی یہ کہ ہمارا اوڑھنا بچھونا حدیث ہی ہے اور یہ دعوی بھی کہ ہمارا وجود عہد رسالت، عہد صحابہ، عہد تابعین وتبع سے باقاعدہ ہر زمانہ میں موجود چلا آرہا ہے، اب ہم اس دعوی کو سامنے رکھ حقائق کو دیکھتے ہیں تو جہاں پورے تاریخ اسلام میں اس فرقہ جدید کا نام ونشان ہمیں نظر نہیں آتا وہاں حدیث کے میدان میں بھی اس فرقہ جدید کے کچھ آثار وکارنامے نظر نہیں آتے، تمام کتب حدیث اور شروح حدیث وحواشی اور حدیث واصول حدیث وعلوم حدیث کے تمام کتب لکھنے والے حنفی، شافعی، مالکی، یا حنبلی ہیں، جو بوجہ تقلید کے اس فرقہ جدید کے نزدیک مشرک وبدعتی ہیں، کیا مشرک کی کتاب سے استفادہ کرنا جائز ہے ؟؟ آپ یقین جانیں کہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کبھی بھی اپنے اس موقف پر قائم نہیں رہ سکتا، بس عوام کو گمراہ کرنے کے لئے زبانی دعوے کرتے رہتے ہیں، پھر ہندوستان میں اس فرقہ جدید کے جتنے بھی اکابر گذرے ہیں سب کی حدیث کی سند " حنفی مُقلد " کے واسطہ سے ائمہ حدیث تک جا پہنچتی ہے، اور ساتھ ہی یہ دعوی بھی کرتے ہیں کہ مُقلد مشرک وجاہل وبدعتی ہے، اس فرقہ جدید کے تمام اکابر کے حدیث کی سند صرف حضرت شاہ ولی اللہ حنفی کا واسطہ ہے، اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ حنفی مُقلد ہونے کے ساتھ ساتھ اشعری بھی تھے جیسا کہ انہوں نے اپنی کتاب [اَلفضلُ المُبین] میں حدیث مُسلسل بالأشاعرۃ کے ابتدا میں لکھا ہے، اور اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ صُوفی بھی تھے اور تصوف میں " خرقہ " بھی انہوں نے پہنا تھا، اب ایک مُقلد حَنفی اشعَری صُوفی کے واسطے بغیر اس فرقہ جدید کے بانیان واکابر کی سند حدیث ارباب صحاح ستہ پہنچ نہیں سکتی، اور دعوی یہ ہے کہ ہمارا وجود عہد رسالت، عہد صحابہ، عہد تابعین وتبع تابعین سے باقاعدہ ہر زمانہ میں موجود چلا آرہا ہے، اور ساتھ ہی یہ دعوی بھی کہ مُقلد مشرک وجاہل وبدعتی ہوتا ہے، اب اس طرز وروش کو کیا کہا جائے جہالت وحماقت یا ضد وتعصب وعداوت ؟؟ اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے تمام شیوخ واساتذہ

جن سے آپ نے حرمین شریفین میں علم حدیث حاصل کیا وہ سب کے سب مُقلد تھے، شیخ ابو طاہر کردی رحمۃ اللہ علیہ جن سے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے صحاح ستہ پڑھیں وہ شافعی المسلک مُقلد تھے، اور شیخ وفد اللہ اَلمالکی رحمۃ اللہ علیہ جن سے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مؤطامالک پڑھی وہ مالکیُ المسلک مُقلد تھے، اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر امام بخاری تک صحیح بخاری کی سند میں شیخ احمد بن ابی طالب حجار حنفی المسلک مُقلد تھے، اور شاہ صاحب کی سند میں دوسرے رُواۃ بھی مُقلد ہیں، اور فرقہ جدید اہل حدیث کے مُوجدین واکابر کے پاس امام بخاری تک پہنچنے کے لئے اور کوئی سند ہی نہیں ہے، یہ ہے اس فرقہ جدید کی حقیقی تصویر کہ احناف کو چھوڑ کر بخاری و مسلم تک پہنچنے کا ان کے پاس کوئی اور راستہ نہیں ہے، لیکن جاہل عوام کو ورغلانے کے لئے بڑے بلند بانگ جھوٹے دعوے کرتے ہیں، اور باطل وساوس پھیلاتے ہیں، **هدانا الله وایاهم الی السواء السبیل**

اب شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود بھی حنفی المسلک مُقلد اوران کے شیوخ حدیث بھی مُقلد تھے، آج فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے جُہلاء مُقلدین کو مشرک وجاہل وبدعتی پکارتے ہیں، اب اس طرز وروش کو کیا کہا جائے جہالت وحماقت یا ضد وتعصب وعداوت؟

اور یہ بھی یاد رہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند حدیث دوواسطوں سے آگے پہنچتی ہے، ایک حضرت شاہ اسحق رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور اللہ کی شان یہ دونوں بزرگ بھی پکے حنفی المسلک مُقلد تھے، اور فرقہ جدید کے بانی میاں نذیر حسین دہلوی صاحب شاہ اسحق صاحب حنفی کے شاگرد وخلیفہ تھے۔

حاصل کلام یہ کہ فرقہ جدید کے سب اکابر کی سند حدیث حنفی مُقلدین کے واسطے سے ارباب صحاح ستہ تک پہنچتی ہے، اب اگر ہم آج کل کے فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل جہلاء کے اس دعوی کاذبہ کو دیکھیں کہ مُقلد مشرک وجاہل وبدعتی وگمراہ ہوتا ہے تو پھر اس فرقہ جدید کے تمام اکابر کا سند حدیث بھی باطل ہوجاتا ہے کیونکہ درمیان میں مُقلدین کا واسطہ ہے، تواس فرقہ جدید کے اکابر کی سند حدیث ہی باطل وغیر معتبر ہوگئی، جب فرقہ جدید کے اکابر کا یہ حال ہے تو بعد میں آنے والے نام نہاد اہل حدیث کا کیا حال ہوگا؟

نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے

وجوب تقلید ائمہ مجتہدین اور تقلید کا عام فہم مفہوم

کسی بھی جاہل وعامی شخص کو جب ایک مسئلہ درپیش آتا ہے اوراس کو اس کا حکم معلوم نہیں ہو تا کہ یہ جائز ہے یاناجائز؟(جیسا کہ ایک عامی شخص کی تمام دینی مسائل میں یہی حالت ہوتی ہے)تولازمی طورپراس کوکسی عالم دین کی طرف رجوع کرناپڑے گا تاکہ اس سے صحیح مسئلہ وحکم معلوم کرسکے،اورر جوع کرنے سے پہلے یہ شخص ضرور سوچے گا کہ میں ایسے عالم سے یہ مسئلہ دریافت کروں جوکہ علوم شریعت میں کامل وماہرہو،اور متقی وپرہیز گارونیک صالح وباعمل ہو،کیونکہ عالم میں اگر علم کامل نہیں توجاہل سے کیاجواب بن سکے گااورایساہو گا کہ ایک جاہل شخص جاھل سے مسئلہ دریافت کرتا ہے توظاہرہے اس کانتیجہ سوائے خرابی ونقصان کے اور کیاہو گا،اسی طرح اگروہ عالم باعمل ومتقی ومتصف بصفات حمیدہ نہیں ہے توپھر بھی کسی وجہ سے غلطی کا احتمال ہے،اورجب علوم شریعت میں کامل وماہر ومتقی وصالح وباعمل عالم مل جائےاوراس سے کوئی شرعی مسئلہ دریافت کرکے اس پر عمل کرے تو اسی کا نام "تقلید" ہے، اورایک عالم کامل وماہر پراعتقادپختہ ہوجائے اوراس سے مسئلہ دریافت کرے تواسی کانام"" تقلید شخصی "" ہے،اوراگرمتعدد کاملین وماہرین علماءسے پوچھتاہے تویہ "" تقلید غیر شخصی ""ہے،اورناواقف وعامی شخص کااہل علم کی رجوع اوران سے مسئلہ دریافت کرکے عمل کرنے کاحکم قرآن وحدیث کی نصوص میں مذکورہے۔

قال الله تعالى :: فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون :: سورة الأنبياء

علامہ الشاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ۔

سائل کے لئے یہ صحیح(جائز)نہیں ہے کہ وہ اس آدمی سے سوال کرے جس کاجواب شریعت میں معتبرنہیں ہے(جیسا کہ فی زمانہ میں بعض لوگوں نے ڈاکٹر،پروفیسر وغیرہ جاہل لوگوں کو شیخ کے نام سے مشہورکردیا)۔کیونکہ یہ معاملہ کو نا اہل کے سپردکرناہے،اوراس طرز عمل کے غلط ہونے پراجماع ہے،بلکہ واقعہ اور حقیقت میں بھی یہ ممکن نہیں ہے، کیونکہ سائل نااہل آدمی کو کہتاہے جب وہ اس سے سوال کرتاہے کہ تومجھے خبردے اس مسئلہ کے بارے میں جوتونہیں جانتااورمیں اپنا معاملہ تیرے سپردکرتاہوں اس مسئلہ میں جس میں ہم برابرکے جاہل ہیں،اوریقینااس قسم کا شخص

عُقلاء کے زُمرہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ (علامہ الشاطبی رحمہ اللہ نے بڑی خوبصورت بات لکھی، آج کل ائمہ مجتہدین کی اتباع وتقلید کے منکر لوگوں کا یہی حال ہے)

قال الشاطبي رحمه الله: (ذلك أن السائل لا يصح أن يسأل من لا يعتبر في الشريعة جوابه، لأنه إسناد الأمر إلى غير أهله، والإجماع على عدم صحة مثل هذا، بل لا يمكن في الواقع؛ لأن السائل يقول لمن ليس بأهل لما سئل عنه: أخبرني عما لا تدري، وأنا أسند أمري لك فيما نحن بالجهل به على سواء، ومثل هذا لا يدخل في زمرة العقلاء (الموافقات 262/4).

علامہ بیضاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ۔وفي الآية دلالة على وجوب المُراجعة إلى العلماء فيما لا يعلم۔

اس آیت میں یہ دلالت ہے کہ جن مسائل واحکام کا علم نہ ہو تو علماء کرام کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔

(کیا ائمہ اربعہ کے علماء بلکہ سید العلماء ہونے میں کسی کو کوئی شک ہو سکتا ہے؟ جو اہل اسلام دین کے مسائل واحکام سمجھنے کے لئے ائمہ اربعہ کی طرف رجوع کرتے ہیں، کیا ان کا یہ طرز عمل اس آیت مبارکہ کے عین مطابق نہیں ہے؟)

لوگوں کی فلاح ونجات علماء کے وجود میں منحصر ہے، اور جب علماء نہیں رہیں گے تو لوگ جاہل لوگوں کو اپنے سردار (شیخ وامام) بنالیں گے، پس ان سے سوال کیا جائے گا (شیخ صاحب میرا یہ سوال ہے وہ سوال ہے الخ) پس وہ بغیر علم فتوی دیں گے خود بھی گمراہ اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما ء قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: (إن الله لا يقبض العلم انتزاعًا ينزعه من العلماء ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى إذا لم يُبق عالما، اتخذ الناس رؤوسًا جهالاً فسئلوا فأفتوا بغير علم، فضلوا وأضلوا) رواه البخارى۔

علماء شریعت وائمہ مجتہدین کی اطاعت واجب ہے

قال تعالى: يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولو الأمر منكم سورة النساء الآية 59۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یعنی **أهل الفقه والدين وأهل الله** جو لوگوں کو ان کے دین کے معانی (مسائل واحکام) سکھاتے ہیں، اور ان کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے ہیں، پس اللہ تعالی نے ان (**أهل الفقه والدين وأهل الله**) کی اطاعت کو بندوں پر واجب کر دیا ہے۔

قال ابن عباس رضي الله عنه : (يعني أهل الفقه والدين وأهل الله الذين يعلمون الناس معاني دينهم، و يأمرونهم بالمعروف و ينهونهم عن المنكر فأوجب الله طاعتهم على عباده (رواه الطبري في تفسيره 941/5 ، و يقول الإمام بن كثير عند تفسير الآية: (والظاهر والله أعلم أنها عامة في كل أولي الأمر من العلماء والأمراء (ابن كثير 815/1.)

مفسر شہیر امام قُرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

عوام پر علماء کی تقلید واجب ہونے پر علماء کا کوئی اختلاف نہیں ہے، اور اللہ تعالی کے فرمان " **فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون** " میں یہی علماء ہی مراد ہیں، علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نابینا آدمی پر جب قبلہ کی سمت مشتبہ ہو جائے تو اس کے لئے ایک ثقہ آدمی کی تقلید ضروری ہے،(تاکہ وہ اس کو قبلہ کی صحیح سمت بتلائے) اسی طرح جس کے پاس دین پر چلنے کے لئے علم نہیں ہے (یعنی جاہل ہے) تو اس کے لئے عالم (کامل وماہر) کی تقلید ضروری ہے، اسی طرح علماء کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ عام لوگوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ فتوی دیں۔

مسألة: لم يختلف العلماء أن العامة عليها تقليد علمائها، وأنهم المراد بقول الله عز وجل: "فاسألوا أهل الذكر إن كنتم لا تعلمون" أجمعوا على أن الأعمى لا بدله من تقليد غيره ممن يثق بميزة بالقبلة إذا أشكلت عليه؛ فكذلك من لا علم له ولا بصر بمعنى ما يدين به لا بد له من تقليد عالمه، وكذلك لم يختلف العلماء أن العامة لا يجوز لها الفتيا؛ لجهلها بالمعاني التي منها يجوز التحليل والتحريم۔ **(تفسير القرطبي ، سورة الأنبياء)**

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

قرآن مجید میں یہ قاعدۃ واصول وحکم دو مقامات پر ذکر ہوا ہے

1. سورة النحل، يقول تعالى: {وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (43) بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ} [النحل: 43، 44]

2. سورة الأنبياء، يقول سبحانه وتعالى: {وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ} [الأنبياء: 7]

چند فوائد اس آیت مبارکہ کی روشنی میں

1. اہل العلم کی مدح وتعریف وعظمت وعلو مرتبہ۔
2. جاہل وناواقف شخص کے لئے اہل العلم کی طرف رجوع لازم ہے۔
3. اسی طرح سوال واستفسار اہل الذکر (قرآن وسنت کے ماہر وکامل) علماء سے ہو گا نہ کہ جاہل شخص سے۔
4. اس میں واضح دلیل ہے کہ تمام لوگوں پر اجتہاد واجب نہیں ہے بلکہ کچھ مجتہد ہوں گے، صاحب اجتہاد واستنباط ہوں گے باقی لوگ ان سے پوچھ کر اوران کی پیروی وتقلید میں قرآن وحدیث پر عمل کریں گے۔
5. اور اہل الذکر یعنی علماء سے سوال کا قرآنی حکم واضح وروشن دلیل ہے کہ لوگ ان سے سوال کریں گے ان کی تقلید کریں گے لہذا ان عوام لوگوں کا فریضہ سوال ہو گا نہ کہ اجتہاد، یہ تو شریعت کا اور قرآن کا واضح فیصلہ ہوا ،باقی عقل بھی اس کے موافق ہے کیونکہ سب لوگوں کا مجتہد بن جانا خارج از امکان ہے ۔
6. اور اہل الذکر (قرآن وسنت کے ماہر وکامل علماء) ہیں اور جو لوگ علوم قرآن وسنت تو درکنار بلکہ عربی عبارت تک نہ پڑھ سکتے ہو ان سے کوئی سوال واستفسار جائز نہیں ہے (جیسا کہ آج کل کے فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل نام نہاد شیوخ کا حال ہے) ۔

یہ حقیقت بھی ذہن میں رہے کہ سائل (قرآن وسنت کے ماہر وکامل) عالم وامام مجتہد سے کسی بھی مسئلہ ومعاملہ میں اللہ ورسول ﷺ کا حکم دریافت کرتا ہے، عالم وامام سے اس کی اپنی خواہش ومرضی دریافت نہیں کرتا، لہٰذا دلائل بالا سے عوام کے لئے تقلید کی ضرورت ثابت ہوگئی، اور یاد رہے کہ عوام سے مراد ہر وہ شخص ہے جو اجتہاد سے عاجز وقاصر ہے۔

سوال: اگر عالم سے مسئلہ کے دلائل بھی پوچھ لے تو اچھا ہے تاکہ تقلید سے نکل جائے یعنی پھر تقلید کا ارتکاب لازم نہیں آئے

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ کیا مسئلہ کے ساتھ دلیل مانگنا بھی ضروری ہے؟؟ جو لوگ ضروری سمجھیں تو پھر ان پر لازم ہے کہ طلب دلیل کی فرضیت کو قرآن وحدیث سے ثابت کریں اور یہ کہ جاہل وعامی شخص کا عالم وامام سے بغیر طلب دلیل کے مسئلہ پوچھنا حرام ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ اگر جاہل وعامی شخص دلیل پوچھ بھی لے، تو بھی اس کے لئے عالم کے قول پر اعتماد کے بغیر چارہ نہیں ہے، حتی کہ دلائل کے دلائل بتانے تک جاہل وعامی کو پھر بھی تقریبا چھ امور میں عالم کی تقلید کرنا ہوگی۔

1. یہ آیت یا حدیث جو عالم نے پڑھی واقعی آیت یا حدیث ہے، خود ایک جاہل عامی شخص یہ بھی نہیں جان سکتا۔
2. پھر اس آیت یا حدیث کے ترجمہ اور مطلب میں بھی عالم کی تقلید کرنا ہوگی، کیونکہ جہالت کی وجہ سے ایک عامی شخص صحیح وغلط ترجمہ کی تمیز بھی نہیں کر سکتا۔
3. یہ حدیث یا آیت منسوخ تو نہیں۔
4. یہ کسی دوسری دلیل سے مُعارض تو نہیں ہے۔
5. یہ حدیث صحیح یا ضعیف یا موضوع تو نہیں ہے۔
6. قرآن وحدیث کے پورے ذخیرے میں اس دلیل سے زیادہ راجح یا قوی دلیل تو کوئی موجود نہیں ہے وغیرہ ذالک۔ ایک مسئلہ میں تقلید سے بھاگے تو چھ مقامات پر تقلید کرنا پڑی، بارش سے بھاگے پرنالہ کے نیچے کھڑے ہوگئے، معلوم ہوا جو لوگ عوام الناس کو مختلف وساوس اور حیلوں بہانوں سے ائمہ مجتہدین

کی تقلید سے منع کرتے ہیں اور تقلید کو شرک وبدعت وغیرہ مذموم الفاظ سے یاد کرتے ہیں، یہ لوگ درحقیقت عوام الناس کو ائمہ مجتہدین وسلف صالحین کی تقلید سے نکال کر اپنی تقلید کرواتے ہیں، آج جتنے عوام الناس فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل ہیں سب کا یہی حال ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید سے نکل کر جُہلاء کی اندھی تقلید کرتے چلے جارہے ہیں، لیکن بوجہ جہالت کے یہ بے چارے نہیں سمجھتے۔

خوب یادرکھیں عامی وجاہل شخص کو تقلید کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے فرق صرف اتناہے کہ تمام مسلمانان عالم بمطابق حکم قرآن حقیقی اَھل الذکر (یعنی ائمہ اربعہ) کی تقلید کرتے ہیں، اور ایک شرذمہ قلیلہ (مختصر جماعت) حقیقی اہل الذکر (یعنی ائمہ اربعہ) کو چھوڑ کر چند جُہلاء کی تقلید کرتے ہیں۔

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث اور تقلید

عوام الناس کے سامنے تو اس فرقہ جدید کے علمبردار بڑے زور وشور سے تقلید ائمہ کی مذمت کرتے ہیں، اوراس کو شرک و بدعت وضلالت گردانتے ہیں، اور ہمارے عُرف میں اس فرقہ جدید کا نام تو غیر مُقلد مشہور ہوگیا لیکن درحقیقت یہ بھی مُقلد ہیں اور سب سے بڑے مُقلد ہیں، اس فرقہ جدید میں شامل جو لوگ ہیں بس انہیں کی اوھام ووساوس کو ہانکتے رہتے ہیں۔ یاد رہے کہ تقلید سے کسی کو کوئی مَفر نہیں ہے جس طرح یہ لوگ ایک طرف تو دین میں ائمہ کی تقلید کو حرام گردانتے ہیں، لیکن خود اسی تقلید میں مُبتلا نظر آتے ہیں، کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ تقلید کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ پھر عوام کے سامنے اس فرقہ جدید کے علمبردار تقلید کو شرک وبدعت وضلالت کیوں کہتے ہیں؟؟ اس کا واضح جواب یہ ہے کہ عوام کو اگر پوری حقیقت بتلادیں تو پھر تو اہل حق کے خلاف پروپیگنڈہ کا سارا سلسلہ بند ہوجائے، اوراگر عوام کو صحیح مسئلہ بتائیں تو اس فرقہ جدید کی ساری تحریک ہی ختم ہوجائے، اس فرقہ جدید کا دعوی ہے کہ دین میں ائمہ کی تقلید ناجائز وحرام وبدعت ہے، اس لئے مثلا جو اہل اسلام امام ابو حنیفہ کی اجتہادی وفروع مسائل میں تقلید کرتے ہیں، ان کو اس فرقہ جدید کی طرف سے کبھی مُشرک وبدعتی کا خطاب دیا جاتا ہے، کبھی احبار

ورُھبان و اکابر کا پجاری کہا جاتا ہے، کبھی تقلید کا مریض کبھی تقلیدی امت وغیرہ القابات سے پکارا جاتا ہے، اور یہ سب کچھ تقلید ائمہ کی وجہ سے کہا جاتا ہے، اب جو فرقہ دوسروں کو تقلید کی وجہ سے اس درجہ شدید الفاظ سے پکارتا ہے، وہ فرقہ خود بھی تمام مسائل میں تقلید ہی کرتا ہے، لیکن اپنی تقلید کو وہ تقلید نہیں کہتے، اب اس طرز کو کیا کہا جائے جہالت وحماقت یاعداوت ومنافقت وشرارت؟؟ فرقہ جدید کا دعوی ہے کہ دین میں ائمہ کی اجتہادات کی تقلید ناجائز وحرام وبدعت ہے، اب یہ فرقہ جدید اپنے اس اصول پر قائم نہیں ہے۔ میں اس ضمن میں ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ مُحدثین کرام نے محض اپنی اجتہادات سے "حدیث" کے مختلف اقسام ذکر کئے ہیں، اور آج تک انہیں کی تقلید میں بلاچوں وچرا "حدیث" کے ان اقسام کو اس فرقہ جدید سمیت تمام اہل اسلام استعمال کرتے ہیں، مثلا

[المتواتر ، متواتر لفظي، ومتواتر معنوي، المشهور، المستفيض، الخبرالواحد ،العز يز ، التابع ، الشاهد ، الاعتبار ، الشاذ ، المحفوظ ، المنكر ، الغر يب، المعروف ، المضطرب ، المقلوب ، المدرج ، مدرج المتن، ومدرج الإسناد ، المصحَّف ، تصحيف السمع ، تصحيف البصر ، المعلل ، المعل في السند ، المعل في المتن ، المعل في السند والمتن ، المنقطع ، المرسل ، المعلق ، المعضل ، المدلس ، تدليسالإسناد ، تدليس الشيوخ ، المرسل الخفي ، المتصل ،المسند ، المعنعن ، المؤنئن ، المسلسل ، العالي ، النازل ، المز يد في متصل الأسانيد،الصحيح لذاته، الصحيح لغيره ، الحسن لذاته ،الحسن لغيره ، الضعيف ، الخ]

یہ چند اقسام میں نے بطور مثال ذکر کئے جس کو محدثین کرام متن و سند، رُوَاۃالحدیث، ومراتب حدیث، وغیرہ کے اعتبار سے استعمال کرتے ہیں، اور یہ تمام اقسام واسماء واصطلاحات خالص اجتہادی ہیں، محدثین کرام کے اجتہادات کا ثمرہ ہیں، اسی لئے اس باب میں محدثین کرام کے مابین اختلاف بھی پایا جاتا ہے جس کی تفصیل "اُصول حدیث" کی کتب میں موجود ہے، ایساہی "جرح وتعدیل" کے باب میں مُحدثین کرام نے اپنے اپنے ظن واجتہاد سے مختلف مراتب واصطلاحات مُقرر کئے ہیں، اور آج تک انہیں کی تقلید میں بلاچوں وچرا ان اصطلاحات کو اس فرقہ جدید سمیت تمام اہل اسلام استعمال کرتے ہیں، مثلا

[[ثقة ، متقن ، ثبت ، جَيِّد الحديثِ ، صدوق ، لا بأس به ، ليس به بأس ، حسن الحديث ، مقارب الحديث ، وَسَطٌ ، شيخ ، محدث ، صالح الحديث ، صو يلح ، ملحه الصدق ، لَينٍ الحديث ، ليس بالحافِظ ، معروف ، يُكتَبُ حديثُهُ ، يُعتَبرِبه ، لا يحتجُّ به ، ليس بذاك ، ليس بالقوي ، إلى الضَّعفِ ماهو ، تَعرِفُ وَتُنكِرُ ، سيء الحفظ ، فيه نظر ، ضعيف ، مضطرب الحديث ، يخالِفَ الثِّقات ، لا يتابع على حَديثه ، روى مناكير أو روى أحاديث منكرة ، منكر الحديث ، روى أحاديث معضلة أو يروي المعضلات ، أستخيرِاللهَ فيه ، ليس بشيء ، لاشيء ، لايعتبرِبه ، ليس بثقة ، متروك الحديث ، تركه فلان ، لَمْ يحدث عنه فلان ، سكتوا عنه ، كذاب ، دجال ، واه ،ذاهب الحديث ، متهم بالكذب حديثه يهوي ،الخ]]

جرح وتعدیل کے چند اجتہادی اسماء و اصطلاحات میں نے ذکر کئے آج پوری امت حدیث کے باب میں اسی کی تقلید کرتی ہے، جرح وتعدیل کے یہ اقسام بھی خالص اجتہادی ہیں ہر مُحدث کی اس باب میں اپنا ذوق واجتہاد ہے، اب سوال یہ ہے کہ مُحدثین کے اس ذوق واجتہاد کی تقلید جائز ہے اور فقہاء کرام کی اجتہادات کی تقلید کیوں ناجائز وحرام ہے؟؟ کیا فرقہ جدید اہل حدیث نے اپنے لئے " حدیث " کے باب میں اپنے اجتہادی اقسام واسماء متعین کئے ہیں یا گذشتہ مُحدثین کے مُتعین کردہ اقسام واسماء کو ہی تقلیدا استعمال کرتے ہیں؟؟ جواب ظاہر ہے کہ فرقہ جدید اہل حدیث بھی محدثین کی تقلید میں " حدیث " کے اقسام واسماء صحیح، حسن، ضعیف، وغریب وغیرہ استعمال کرتے ہیں، یہی حال جرح وتعدیل ورجال وغیرہ میں ہے، یہ بھی یاد رہے کہ اصول حدیث وعلوم حدیث وجرح وتعدیل ورجال کی تمام کتب بھی مُقلدین کی لکھی ہوئی ہیں مثلا حافظ ذہبیؒ، حافظ ابن حجرؒ، خطیب بغدادی ؒ، حافظ نووی ؒ، حافظ ابن الصلاح ؒ، حافظ العراقی ؒ، وغیرھم سب مُقلد ہیں، اب اس طرز وروش کو کیا کہا جائے ایک طرف یہ دعوی کہ تقلید ناجائز وحرام وشرک دوسری طرف حدیث کے باب میں وہی تقلید جائز ولازم بن جائے، اور پھر وہ تقلید بھی مُقلدین کے کتب کی کیونکہ اس باب تمام کتب مُقلدین علماء کی ہیں، تو یہ دوہرا جرم ہو گیا فرقہ اہل حدیث کا کہ تقلید کرتے ہیں اور وہ بھی مقلدین کی۔ اللہ تعالی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

اور یہ بھی یادرہے کہ "جرح وتعدیل" کے مستند ائمہ میں سے یحی بن سعید اَلقطان ؒ اوریحی بن معین رحمہا اللہ بھی ہیں، اور دونوں حنفی المسلک ہیں،

"جرح وتعدیل" کے ایک دوسرے امام حافظ ذہبی رحمہ اللہ اپنی کتاب [" الرواة الثقات المتكلم فيهم بما لا يوجب" (30\1):] میں فرماتے ہیں کہ۔

ان ابن معين كان من الحنفيّةِ الغُلاة في مذهبه۔

بے شک یحی بن معین ؒ حنفیہ میں سے تھے اور مذہب حنفی میں غالی (پکے اور سخت) تھے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے الفاظ پر غور کریں "من الحَنفِيّةِ الغُلاة" ایسے غالی اور پکے حنفی کا مرتبہ ومقام بھی مُلاحظہ کریں، محدثین لکھتے ہیں کہ: [كل حديث لايعرفه ابن معين فهو ليس بحديث]یعنی اِمامُ الجرح والتعدیل یحی ابن معینؒ غالی حنفی کا مرتبہ ومقام اتنا بلند ہے اور حدیث کے میدان میں اتنا کامل تجر وعبور رکھتے ہیں کہ کوئی حدیث اگر یحی بن معینؒ حنفی نہ پہچانے تو وہ حدیث ہی نہیں ہے، اور یہ قول بھی کسی عام مُحدث کا نہیں بلکہ امام المسلمین حضرت امام محمد بن حسن الشیبانی حنفی ؒ کے شاگرد امام المسلمین احمد بن حنبلؒ کا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ اپنی کتاب (**سير أعلام النبلاء** (11|88)) میں فرماتے ہیں کہ » **كان أبو زكريا رحمه الله (ابن معين) حنفياً في الفروع۔** یعنی اِمامُ الجرح والتعدیل ابوزکریا یحی بن معین رحمہ اللہ فروعی مسائل میں حنفی (مُقلد) تھے۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ کے الفاظ کو غور سے پڑھیں:

"حَنفِياً فِي الفرُوع " یہ حنفی المسلک اوربقول حافظ ذہبیؒ غالی اور پکا حنفی مُقلد اِمامُ الجرح والتعدیل ہے، اور بخاری، مسلم، ترمذی، اَبوداود، نسائی، ابن ماجۃ کا راوی ہے، اس امام عالی شان کا تفصیلی ترجمہ وسیرت تو تمام کتب رجال وثقات میں مُحدثین نے بالتفصیل کیا ہے، مثلا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب { تهذيب التهذيب } میں اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے {تاریخ بغداد} میں اور حافظ ذھبی رحمہ اللہ نے { تذكرة الحفاظ وسير أعلام النبلاء } میں وغیرھم، چند اقوال اِمامُ الجرح والتعدیل ابوزکریا یحی بن معین حنفی رحمہ اللہ کے بارے مزید مُلاحظہ کریں،

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ، الحافظ إمام المحدثين فضائله كثيرة ،

حافظ اَبو بکر الخطیب بغدادی فرماتے ہیں، كان إماما ربانيا، عالما، حافظا، ثبتا، متقنا "

علی ابن المدینی فرماتے ہیں، ما أعلم أحدا كتب ما كتب يحيى بن معين ،

قال على ابن المدينى : انتهى العلم بالبصرة إلى يحيى بن أبى كثير ، و قتادة و علم الكوفة إلى أبى إسحاق ، و الأعمش و انتهى علم الحجاز إلى ابن شهاب ، و عمرو بن دينار و صار علم هؤلاء الستة إلى اثني عشر رجلا منهم بالبصرة : سعيد بن أبى عروبة ، و شعبة ، و معمر ، و حماد بن سلمة ، و أبو عوانة . و من أهل الكوفة : سفيان الثوري ، و سفيان بن عيينة و من أهل الحجاز : إلى مالك بن أنس و من أهل الشام : إلى الأوزاعى . فانتهى علم هؤلاء إلى محمد بن إسحاق و هشيم ، و يحيى بن سعيد ، و ابن أبى زائدة ، و وكيع ، و ابن المبارك و هو أوسع علما ، و ابن آدم. و صار علم هؤلاء إلى يحيى بن معين"

وقال عمرو الناقد :ما كان فى اصحابنا أعلم بالاسناد من يحيى بن معين. ما قدر أحد يقلب عليه اسنادا قط.الخ

اسی طرح "جرح وتعدیل " کے ایک دوسرے جلیل القدر امام إمام المحدثین وشیخ الجرح والتعدیل یحی بن سعید القطان البصریؒ بھی حنفی تھے امام اعظم کے اقوال پر فتوی دیتے تھے یأخذ بأكثر أقوال أبي حنيفة { و يختار قوله (أي قول أبي حنيفة) من أقوالهم ،]

حافظ ذہبی رحمہ اللہ {تذکرۃ الحفاظ} میں فرماتے ہیں۔

[ويُفتي بقول أبي حنيفة.وكان يُفتي برأي أبي حنيفة]

یعنی إمام المحدثین وشیخ الجرح والتعدیل یحی بن سعید القطان البصریؒ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے قول ورائے کے مطابق فتوی دیتے تھے۔[تذکرۃ الحفاظ "للحافظ الذہبی (1|307)]

حافظ ذہبی رحمہ اللہ [سير أعلام النبلاء] میں ان کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں۔

يحيى القطان ع يحيى بن سعيد بن فروخ الإمام الكبير أمير المؤمنين في الحديث أبو سعيد التميمي مولاهم البصري الأحول القطان الحافظ الخ

مزید تفصیل کے لئے بڑی کتب کی طرف رجوع کریں۔

ناقدین حدیث وائمہ رجال و محدثین کبار کے چند اقوال آپ نے ملاحظہ کئے ان دو حنفی بزرگوں کے بارے میں، پہلی بات تو یہ ہے اگر امام اعظم کا مذہب یعنی مذہب حنفی احادیث کے خلاف ہوتا تو کیا "جرح وتعدیل" کے یہ دو مستند امام امام اعظم ابو حنیفہؒ کے قول ورائے پر کیوں فتوی دیتے تھے ؟؟اور یہ دونوں مستند امام فروعی مسائل میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کی تقلید کیوں کرتے تھے ؟؟اور پھر حافظ ذہبیؒ وغیرہ جیسے عظیم ناقد حدیث وعالم رجال ان کو غالی حنفی بھی بتائے اور ساتھ الامام الکبیر امیر المؤمنین فی الحدیث بھی بتلائے اورإمام الجرح والتعدیل بھی بتائے، اور دوسری طرف آج کل کے فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل جہلاء کا یہ وسوسہ کہ حنفی مشرک وجاہل وگمراہ ہیں (معاذاللہ) اب کس کی بات قابل قبول ہوگی ان ائمہ اعلام کی یا فرقہ جدید کے جہلاء کی ؟؟ کیا کوئی جاہل ومشرک بھی الامام الکبیر آمیر المؤمنین فی الحدیث إمام الجرح والتعدیل جیسے عظیم القابات کا مستحق ہوسکتا ہے ؟؟

اللہ تعالی اس فرقہ جدید نام نہاد اھل حدیث میں شامل جہلاء کو ھدایت اور صحیح سمجھ دے۔

إن أريدُ إلا الإصْـلاحَ مـَا استطعتُ وَمَا توفِيـقـي إلابالله

سوال : کیا فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث وغیر مقلدین کے ساتھ اہل حق اہل سنت والجماعت کا صرف فروعی وجزئی اختلاف ہے یا اصولی اختلاف ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب امامنا ومولانا العلامة المحقق الكبير المفسر العظيم الفقيه الجليل والبحاثة المدقق الثبت الحجة المحدث الأصولي البارع الأديب المؤرخ الزاهد الصوفى حكيم الأمة مجد د الملة الشاه أشرف على التهانوى نورالله ومرقده کی زبانی نقل کرتاہوں۔

حضرت حکیم الامت مجد دالملت الشاہ اشرف علی التھانوی رحمہ اللہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

ہمارا نزع غیر مقلدوں سے بوجہ اختلاف فروع وجزئیات کے نہیں ہے اگر یہ وجہ ہوتی توحنفیہ، شافعیہ، کی کبھی نہ بنتی، لڑائی دنگہ رہا کرتا، حالانکہ صلح واتحاد رہا، بلکہ نزاع ان لوگوں (فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث وغیر مقلدین) سے اصول میں ہوگیاہے، کیونکہ سلف صالحین کو خصوصا امام اعظم علیہ الرحمہ کو طعن وتشنیع کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، اور چار نکاح سے زیادہ جائز رکھتے ہیں، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دربارہ تراویح کے بدعتی بتلاتے ہیں (معاذاللہ)اور مُقلدوں کو مشرک سمجھ کر مقابلہ میں اپنا لقب مُوحّد رکھتے ہیں، اور تقلید ائمہ کو مثل رسم جاہلان عرب کی کہتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے " وَجَدناَ عَليْهِ آبَائنَا " معاذالله أستغفرالله ، خداتعالی کو عرش پر بیٹھاہوا مانتے ہیں، فقہ کی کتابوں کو اسباب گمراہی سمجھتے ہیں، اور فقہاء کو مُخالف سنت ٹھہراتے ہیں، اور ہمیشہ جویائے فساد وفتنہ انگیزی کرتے رہتے ہیں، علی ھذا القیاس بہت سے عقائد باطلہ رکھتے ہیں کہ تفصیل وتشریح اس کی طویل ہے، اور محتاج بیان نہیں، بہت بندگان خدا پر ظاہر ہے، خاص کر جو صاحب ان کی تصنیفات کو ملاحظہ فرمائیں ان پر یہ اظہر من الشمس (سورج سے زیادہ واضح) ہوجائے گا، پھر اس پر عادت تقیہ کی ہے، موقع پر چھپ جاتے ہیں، اکثر باتوں سے مُکر جاتے ہیں اور مُتکبر ہوجاتے ہیں، پس بُوجوہ مذکورہ (یعنی مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر) ان سے احتیاط سب امور دینی ودُنیاوی میں بہتر معلوم ہوتی ہے، باقی لڑنا جھگڑنا کسی سے اچھا نہیں کہ انجام اس کا بجز خرابی کے کچھ نہیں ہوتا، اور مخالف مُخاصم (جھگڑا کرنے والا) جھگڑنے سے راہ پر نہیں آتا، تو پھر تکرار بے فائدہ سے کیا حاصل۔

قال الله تعالى يأيها الذين آمنوا عليكم أنفسكم لا يضركم من ضل اذاهتديتم الاية ولله ولي التوفيق والسلام على من اتبع الهدى ١٠ھـ (امداد الفتاویٰ معروف بہ فتاوی اشرفیہ جلد چہارم صفحہ 562 ، والعنوان من اختياري أما الجواب فهومنقول بألفاظه)

حضرت حکیم الامت مجدد الملت الشاہ اَشرف علی التھانوی رحمہ اللہ کا یہ مبنی بر حقیقت تبصرہ وکلام فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث وغیر مقلدین کی حقیقی تصویر ہے، اور حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ اس فرقہ کے یہ عقائد واحوال اپنے زمانہ میں بیان کررہے ہیں، اورآج تو یہ فرقہ کئی فرقوں کا مجموعہ بننے کے ساتھ ساتھ عقائد ومسائل کے اعتبار سے بہت مختلف ہوگیا ہے، جیساکہ اس فرقہ کا لٹریچر پڑھنے والے حضرات خوب جانتے ہیں۔

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے چھ نمبر

حضرت علامۃ فہامۃ محقق المدقق فقیہ المحدث النظار شیخ الشیوخ وعمدۃ اھل التحقیق والرسوخ صاحب التصانیف الکثیرۃ المفیدۃ القیمۃ الشیخ محمد امین صفدر الاوکاڑوی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ کی پوری زندگی دین اسلام اور مذہب احناف اور مسلک حق مسلک علماء دیوبند کی نصرت وحمایت ونشرواشاعت سے عبارت ہے، اور رد فرق باطلہ وضالہ ومُبتدعہ میں آپ کی خدمات جلیلہ ایک روشن باب ہے۔اور بالخصوص فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے وساوس واکاذیب وافترآت کی تردید میں آپ کی تالیفات وتصانیف ایک نسخہ کیمیا ہیں، حضرت کے افادات میں کئی مرتبہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے چھ نمبر میں نے پڑھے، جو بعینہ اس فرقہ نومولود کی حقیقی مشن کی سچی تصویر ہے۔ لہذا بغرض فائدہ وعبرت اس کا تذکرہ کرتا ہوں، اور یہ بھی یاد رہے حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ ایک عرصہ تک عملی طور پر فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں رہ چکے ہیں اوران کے تمام وساوس واکاذیب وافترآت کو خوب جانتے تھے، اور عربی کے مشہور مقولہ (**صَاحبُ البیتِ أدری بمَا فِیه**) کے مصداق تھے۔ اس سلسلے میں حضرت فرماتے تھے کہ ہمارے استاذ جی (غیر مُقلد) فرماتے تھے کہ حنفیوں کو زچ کرنے کے لئے قرآن، حدیث، فقہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، ہر ان پڑھ ان کو تنگ کرکے سو(100) شہید کا ثواب لے سکتا ہے۔

چھ نمبر یا چھ وساوس

1. جب کسی حنفی سے ملو تو پہلے ہی اس پر سوال کردو کہ آپ نے جو گھڑی باندھی ہے، اس کا ثبوت کس حدیث میں ہے؟؟ اس قسم کے سوال کے لئے کسی علم کی ضرورت نہیں، آپ ایک چھ سالہ بچے کو میڈیکل سٹور میں بھیج دیں وہ ہر دوائی پر ہاتھ رکھ کر یہ سوال کر سکتا ہے کہ اس دوا کا نام کس حدیث میں ہے؟؟ اس سوال کے بعد آکر مسجد میں بتانا ہے کہ میں نے فلاں حنفی مولوی صاحب سے حدیث پوچھی وہ نہیں بتا سکے، پھر ہر غیر مقلد بچے اور بوڑھے (اور جوان) کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ہر ہر گلی (ہر وقت ہر جگہ) میں پروپیگنڈہ کرے کہ فلاں حنفی مولوی صاحب کو ایک حدیث بھی نہیں آئی۔

2. دوسرا نمبر یہ ہے کہ خدا نخواستہ اگر تم کہیں پھنس جاؤ اور تمہیں (جوابا) کوئی کہے کہ تم نے جو جیب میں پین (قلم) لگا رکھا ہے، اس کا نام حدیث میں دکھاو تو گھبرانا نہیں "فورا" ان سے پوچھو کہ کس حدیث میں یہ منع ہے ؟؟اور شور مچادو کہ منع کی حدیث نہیں دکھا سکے، اب سب (نام نہاد) غیر مقلد یہ پروپیگنڈہ کریں گے جی کہاں سے (حنفی)بے چارے حدیث لائیں، فقہ ہی تو ساری عمر پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

3. اگر کسی جگہ پھنس جاو کہ (مثلا) کوئی صاحب کوئی حدیث کی کتاب لے کر آئیں کہ تم اہل حدیث ہو دیکھو کتنی احادیث ہیں جن پر تمہارا عمل نہیں ؟؟توگھبرانے کی ضرورت نہیں "فورا" ایک قہقہ لگا کر کہا کرو لو جی یہ حدیث کی پتہ نہیں کون سی کتاب لے آئے، ہم تو صرف بخاری مسلم اور زیادہ مجبوری ہو تو صحاح ستہ کو مانتے ہیں، باقی حدیث کی سب کتابوں کا پوری ڈھٹائی سے نہ صرف انکار کرو بلکہ استہزاء بھی کرو اور اتنا مذاق اڑاو کہ پیش کرنے والا ہی بے چارہ شرمندہ ہو کر حدیث کی کتاب چھپالے اورآپ کی جان چھوٹ جائے۔

4. اگر بالفرض کوئی (حنفی) ان چھ کتابوں (بخاری، مسلم، ابو داو، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ،) میں سے کوئی حدیث دکھا دے جو تمہارے خلاف ہو تو " فورا" کوئی شرط اپنی طرف سے لگا دو کہ فلاں لفظ دکھاو تو ایک لاکھ روپیہ انعام، جیسے مرزائی کہتے ہیں کہ ان الفاظ میں حدیث دکھاو کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام اسی جسد عنصری (اصلی) کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور حدیث صحیح صریح مرفوع غیر مرجوح ہو، یا (نام نہاد) غیر مقلد کہتے ہیں کہ رفع یدین کے ساتھ منسوخ کا لفظ (حدیث) میں دکھاؤ اور اس اپنے لفظ پر اتنا شور مچاؤ کہ وہ خود ہی خاموش ہو کر رہ جائے۔

5. اگر بالفرض وہ لفظ ہی مل جائے اور مخالف (حنفی) دکھادے کہ دیکھو جس لفظ کا تم نے مطالبہ کیا تھا، تو پورے زور سے تین مرتبہ اعلان کر دو۔ ضعیف ہے ضعیف ہے ضعیف ہے۔ اب حدیث بھی نہ ماننی پڑے اور رعب بھی قائم ہو گیا کہ دیکھو (حنفی) مولوی صاحبان کو تحقیق ہی نہیں تھی، اس ان پڑھ (نام نہاد) غیر مقلد کو پتہ چل گیا کہ حدیث ضعیف ہے ۔

6. چھٹا اور آخری نمبر استاذ جی تاکید فرماتے تھے کہ جو نماز نہیں پڑھتا اس کو نہیں کہنا کہ نماز پڑھو، ہاں جو نماز پڑھ رہا ہو اس کو ضرور کہنا کہ تیری نماز نہیں ہوئی۔

بس یہ چھ نمبر ہمارے علم کلام کا محور (دارو مدار) تھے، والد صاحب رحمہ اللہ پابند صوم وصلوۃ تہجد گزار اور عابد زاہد آدمی تھے، روز ان سے جھگڑا ہوتا کہ نہ تمہاری نماز ہے نہ تمہارا دین ہے نہ تمہاری تہجد مقبول ہے نہ کوئی اور عبادت، والد صاحب رحمہ اللہ فرماتے لڑا نہیں کرتے تیری نماز بھی ہو جاتی ہے اور ہماری بھی، میں کہتا کتنا بڑا دھوکہ ہے کیا خدا نے دو نمازیں اتاری ہیں، ایک مدینہ میں، ایک کُوفہ میں، ہماری نماز نبی ﷺ والی ہے جو ہمیں جنت لے کر جائے گی، تمہاری نماز کوفہ والی نماز ہے یہ تمہیں سیدھا جہنم لے جائے گی (والعیاذ باللہ) الخ۔[**نقلامن افادات الشیخ الأوکاروي المسماۃ بـمجموعہ رسائل، والعبارات بین القوسین من صنیع الراقم**]

یقیناً حضرت کے بیان کردہ ان چھ نمبروں میں اس فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی سچی تصویر نمایاں ہے، اور وہ لوگ جو ان کے وساوس میں مبتلا ہیں ان کے لئے اس میں بڑی عبرت ہے، اور یہ بھی یاد رہے کہ الحمد للہ ہمارا اور ہمارے اکابر ومشائخ کا اس فرقہ جدید یا دیگر فرق باطلہ کے ساتھ کوئی ذاتی جھگڑا وتعصب نہیں ہے، بلکہ ہمارا مقصد وحید تو یہ ہے کہ از اول تا آخر فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت کے ساتھ تمام اصول وفروع میں سختی کے ساتھ پابند وقائم رہنا ہے، اور جو شخص یا جماعت اہل سنت والجماعت سے کسی بھی اعتبار سے انحراف کرے یا عوام کو مختلف وساوس اور حیلوں بہانوں سے گمراہ کرے اور ائمہ اسلام سے متنفر کرے تو دلیل وبرھان کے ساتھ اس کا رد وتعاقب کرنا ہمارا اور جمیع اہل سنت اور بالخصوص علماء حق علماء دیوبند کا شیوہ ہے، باقی حق بات قبول کروانا اور منوانا تو ہم اس کے مکلف نہیں ہیں۔

إن أريدُ إلا الإصْـلاحَ مـَا استطعتُ وَمَاتوفِيـقـي إلابالله۔

٬٬

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث اور علماء دیوبند

اس فرقہ جدید کے اکابر وبانیان حضرات اکابر علماء دیوبند کے ہم عصر تھے اور ایک ہی ملک کے رہنے والے تھے، یقیناً اس فرقہ جدید کے اکابر نے تقلید وغیرہ کئی مسائل میں اہل سنت سے اختلاف کیا لیکن میری ناقص معلومات کے مطابق انہوں نے اکابر علماء دیوبند کے عقائد کے کفریہ شرکیہ ہونے کا فتویٰ نہیں لگایا، لیکن وقت گذرنے کے ساتھ اس فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی بطن سے کئی اور فرقے بھی نکلتے رہے اور ساتھ ہی اس فرقہ جدید میں ایسے لوگ بھی شامل ہوتے رہے جو اپنے ہی اکابر کے طریق وراہ سے بھی دور جانکلے، حتیٰ ایک صاحب نظر شخص جب اس فرقہ جدید کے ہم نواؤں کا قدیم وجدید مواد ولٹریچر پڑھتا ہے تو وہ دیکھتا ہے کہ ان کا آپس میں عقائد ومسائل میں اتنا شدید اختلاف وتضاد ہے کہ سوائے حیرانی وپریشانی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

آج کل اسی فرقہ جدید کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے والے چند جہلاء وسفہاء نے بڑے زور وشور سے یہ نعرہ لگانا شروع کیا کہ علماء دیوبند کے عقائد کفریہ شرکیہ ہیں، اور عوام الناس کو یہ باور کراتے ہیں علماء دیوبند مشرک بدعتی قبر پرست اور گمراہ ہیں، اور ایسی ہی نامراد کوشش ان جہلاء وسفہاء نے مختلف ذرائع استعمال کرکے عرب کے سلفی علماء کے سامنے بھی کی اوران کو بھی یہ باور کرایا کہ علماء دیوبند کے عقائد کفریہ شرکیہ ہیں۔ توحید وسنت کے ان نام نہاد علمبرداروں نے علماء دیوبند کو مشرک وگمراہ ثابت کرنے کے لئے اوراپنے اس مذموم ہدف کے حصول کے لئے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ جہلاء وسفہاء وحاسدین وحاقدین حضرات اکابر علماء دیوبند کی مختلف کتب ورسائل سے کوئی واقعہ، حکایت، کرامت،

کسی بزرگ کا مقولہ، تصوف وصوفیہ کی کوئی اصطلاحی بات، کوئی مُحتمل عبارت لیتے ہیں پھر اپنی طرف سے اس کا خود ساختہ معنی ومطلب متعین کرتے ہیں اور پھر اس پر علماء دیوبند کے عقیدہ کا لیبل لگا دیتے ہیں، عوام کی ایک کثیر تعداد کو انھوں نے انہی وساوس کے ذریعہ سے اہل حق علماء دیوبند سے برگشتہ کیا، لہذا ان اکابر اعلام پر لعن طعن اوران کے خلاف بکواسات کرنے کو اور مختلف اکاذیب و وساوس پھیلانے کو چند جاہل ومجہول افراد نے اپنا دن رات کا مشغلہ ہوا بنایا ہے اوراس طرح ناواقف لاعلم عوام کو گمراہ کرتے ہیں، اوریہی ناکام کوشش عرب کے سلفی علماء کے حلقوں میں بھی کی گئی، لیکن ان پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہیں جاسکتا۔

الحمد للہ حضرات اکابر علماء دیوبند دین حق دین اسلام کے حقیقی عالم وخادم ہیں، عقائد اسلامیہ اور سرحدات اسلام کے سچے محافظ ہیں، منہج سلف کے حقیقی پاسدار ہیں، انبیاء علیھم السلام کے سچے وارث ہیں، ہندوستان کے ظلمت کدہ میں میں خصوصا اور پوری دنیا میں عموما توحید واسلام کا پرچم بلند کرنے والے ہیں، اکابر علماء دیوبند ایک روشن وتابناک تاریخ ایک عظیم کردار ایک بے مثال وعظیم علمی وعملی ودینی وتبلیغی کارناموں کے حامل شخصیات کا نام ہے، اوراکابر علماء دیوبند اپنے مسلک کے اعتبار سے حقیقی وکلی طورپر اہل سنت والجماعت ہیں، اوراہل سنت کا بھی وہ اصل حصہ ہیں کہ جو اہل سنت والجماعت کے تمام عقائد واصول وقوانین کے از اول تا آخر پابند رہے اوراب بھی ہیں اوران شاء اللہ آئندہ بھی رہیں گے، اوراکابر علماء دیوبند خود رو قسم کے اہل سنت نہیں ہیں بلکہ ان کا استناد اور سندی سلسلہ سلف صالحین وائمہ اہل سنت سے ملا ہوا ہے، اس لئے مسلک کے اعتبار سے نہ وہ کوئی جدید فرقہ ہیں اور نہ بعد کی پیداوار ہیں، بلکہ وہی قدیم اہل سنت والجماعت کا مسلسل سلسلہ ہے جو اوپر سے تسلسل واستمرار اور سند متصل کے ساتھ چلا آرہاہے، لہذا حضرات اکابر علماء دیوبند اہلسنت والجماعت کا اصل طبقہ ہیں، اوران اکابر اعلام کا مسلک بعینہ اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے، اوران اکابر اعلام کا مسلک جامع ومعتدل ترین ہے جس میں نہ افراط ہے نہ تفریط ہے نہ مبالغہ ہے نہ غلو وتجاوز ہے بلکہ پورے مسلک میں کمال جامعیت واعتدال کا جوہر پیوستہ ہے۔

علماء دیوبند کے خلاف فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے بعض جہلاء کا ہر وقت طعن وتشنیع کرنا اوران کے خلاف وساوس واکاذیب پھیلانا محبوب ترین مشغلہ ہے، لہذا خوب یاد رکھیں ہم نے ان کے تمام وساوس واکاذیب کو تحقیقی نظر سے دیکھا

ہے جو صرف اور کذب وافتراء ودجل وفریب ہے، لیکن عوام کے پاس چونکہ علم وفہم کی کمی ہوتی ہے لہذا وہ ان وساوس کو جلد قبول کرتے ہیں، اور علماء دیوبند کے خلاف ان کے وساوس چند عبارات کے گرد گھومتے ہیں، اور وہ جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا کہ کوئی واقعہ، حکایت، کرامت، کسی بزرگ کا مقولہ، تصوف وصوفیہ کی کوئی اصطلاحی بات، کوئی مُحتمل عبارت، پھر اپنی طرف سے اس کا خود ساختہ معنی ومطلب متعین کر کے اس پر علماء دیوبند کے عقیدہ کا لیبل لگا دینا، لہذا وہ ناواقف لوگ جو ان وساوس کو قبول کر چکے ہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ ان وساوس کی حقیقت ہے جو عقیدہ تو کیا ہوتے بلکہ تصوف کے غیر ضروری مسائل ہیں، لہذا حقیقت واضح ہونے کے بعد بھی یہ لوگ اگر انہی وساوس کی تقلید کرتے ہیں تو ان کی اپنی مرضی ہے بہر حال ہماری طرف سے ان پر حجت تمام ہو چکی ہے، اور علماء دیوبند کے خلاف ان وساوس واکاذیب پھیلانے والوں کو صرف یہ کہتا ہوں، **وللہ درمن قال**

یا ناطح الجبل العالي لیکلّمه * أشفق علی الرأس لا تشفق علی الجبل**

اے وہ شخص جو بلند ترین فلک شگاف پہاڑ پر اپنا سر مار رہا تا کہ پہاڑ کو زخمی کرے، اے وہ شخص اپنے سر پر رحم کرنہ کہ پہاڑ پر

لوم الخفاش لاتضر الشمس، چمگادڑ اگر سورج کو ملامت کرے تو یہ سورج کو کچھ نقصان نہیں دیتا۔

وسوسہ 1: علماء دیوبند کے عقائد کفریہ شرکیہ ہیں-معاذاللہ-

جواب: امام اعظم ابو حنیفہؒ اور فقہ حنفی اور علماء احناف اور تقلید وغیرہ کے متعلق فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی طرف سے بہت وساوس پھیلائے گئے جن میں سے کچھ مشہور وساوس کا تذکرہ گذشتہ سطور کیا گیا باقی کا ذکر بھی ان شاء اللہ ہوتا رہے گا، آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس فرقہ کے مُوجدین اور بانی مبانی حضرات اور اس فرقہ کو معرض وجود میں لانے والے اکابر کے عقائد و نظریات و مسائل میں اور اس فرقہ کی آج کل کی جو نئی ایڈیشن ہے ان کے عقائد و نظریات و مسائل میں بہت سخت اختلاف ہے، اس فرقہ کی آج کل کی نئی ایڈیشن میں شامل طالب الرحمن نامی ایک جاہل ومجہول وکذاب شخص بھی ہے اس آدمی کا رات دن کا مشغلہ یہ ہے کہ علماء دیوبند کے عقائد کفریہ شرکیہ ہیں ((معاذاللہ)) اس آدمی کے اس بہتان و وسوسہ کو بھی بعض جاہل عوام نے قبول کیا ہوا ہے اور وہ بھی اس کی تقلید میں یہی کہتے پھرتے ہیں، بغرض

اصلاح وارشاد اس وسوسہ وبہتان کی حقیقت واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں عجب نہیں کہ اس وسوسہ سے متاثر لوگوں کو ہدایت ہوجائے اور وہ اس جاہل کذاب آدمی کی اندھی تقلید سے توبہ کرلیں، اس ضمن میں یہ جاہل شخص علماء دیوبند کے عقائد کفریہ شرکیہ ہونے پر اپنے زعم میں پہلا ثبوت اس طرح دیتا ہے کہ علماء دیوبند نے اپنی کتاب (**المہند على المُفند**) میں لکھا ہے کہ اللہ تعالی کے لئے جہت ثابت نہیں وہ جہت سے پاک ہے، اور یہ قول وعقیدہ طالب الرحمن نامی جاہل آدمی کے نزدیک کفریہ شرکیہ ہے، اور یہ جاہل آدمی اس جھوٹ پر مزید جھوٹ اس طرح بولتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے بھی علماء دیوبند کو بھی کافرومشرک کہا ہے (معا ذاللہ) اور اس جھوٹ پر اپنے زعم میں ثبوت اس طرح دیتا ہے کہ ابن أبي العز نے اپنی کتاب – **شرح العقيدة الطحاوية** – میں ابی مطیع البلخی کے حوالے سے لکھا ہے کہ انہوں نے امام أبوحنیفہ رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو یہ کہے کہ میں نہیں جانتا میرا رب آسمان میں ہے یا زمین میں ہے تو امام أبوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس شخص نے کفر کیا کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے {**الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى**} [سورة طه] اور عرش اس کا سات آسمانوں سے اوپر ہے الخ۔ اب غور طلب باتیں دو ہیں ایک تو یہ کہ (اَلمہند علی المفند) میں لکھی ہوئی بات صحیح ہے یا – شرح العقيدة الطحاوية – والی بات لہذا انہی دوباتوں پر روشنی ڈالتے ہیں ان شاء اللہ آپ کے سامنے طالب الرحمن نامی جاہل وکاذب شخص کا کذب واضح ہوجائے گا۔

1. طالب الرحمن نامی جاھل وکاذب شخص نے علماء دیوبند کے عقائد کو کفریہ شرکیہ کہا ہے۔ ابن أبي العزؒ کی – شرح العقيدة الطحاوية – سے أبي مطیع البلخی کی روایت کو بنیاد بنا کر۔ اب اسے طالب الرحمن کی جہالت کہیں یا ضد وتعصب کہ جس کتاب سے أبو مطیع البلخی کی روایت نقل کررہا ہے اس کتاب کا مصنف یعنی ابن أبي العز، أبو مطیع البلخی کے بارے میں اس طرح رقمطراز ہے - **وأما أبو مطيع فهو الحكم بن عبد الله بن مسلمة البلخي ، ضعفه أحمد ابن حنبل ويحيى بن معين وعمرو بن علي الفلاس والبخاري وأبو داود وأبو حاتم الرازي وأبو حاتم محمد بن حبان البستي وابن عدي والدار قطني وغيرهم اهـ**

یعنی أبو مطیع وہ حکم بن عبد اللہ بن مسلمۃ البلخی ہے امام أحمد ابن حنبل ویحی بن معین وعمرو بن علی الفلاس والبخاری

وأبو داود وأبو حاتم الرازی وأبو حاتم محمد بن حبان البستی وابن عدی والدار قطنی وغیر ھم نے اس کو ضعیف راوی قرار دیا ہے۔ اور مزید یہ کہ رجال کی دیگر کتب (لسان المیزان) »(میزان الاعتدال) اس سے سخت جرح اس پر موجود ہے، اسی طرح (الفقہ الأکبر) کے متن میں بھی یہ کلام موجود نہیں ہے، اور بتقدیر صحت کلام الإمام ابن عبد السلام نے کتاب (حل الرموز) میں یہ جواب دیا ہے جس کو علامہ مُلا علی القاریؒ نے (شرح الفقہ الأکبر 271) پر نقل کیا ہے کہ (جو یہ کہے کہ میں نہیں جانتا میرا رب آسمان میں ہے یا زمین میں ہے تو اس شخص نے کفر کیا) کیونکہ اس قول سے یہ وھم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی کے لئے مکان ثابت ہے اور جو یہ وھم کرے کہ اللہ تعالی کے لئے مکان ثابت ہے تو وہ مشبہ ہے اھ۔

2. مُلا علی القاریؒ نے اس کلام کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ:

ولا شك أن ابن عبد السلام من أجل العلماء وأوثقهم فيجب الاعتماد على نقله لا على ما نقله الشارح يعني شارح الطحاوية مع أن أبا مطيع رجل وضّاع عند أهل الحديث كما صرح به غير واحد اھ

مُلا علی القاریؒ فرماتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ (الإمام) ابن عبد السلام بہت بڑے اور ثقہ علماء میں سے ہیں لہذا انہوں نے جو جواب دیا ہے اس پر اعتماد ضروری ہے اور جو بات شارح الطحاویة (ابن أبي العز) نے نقل کی ہے اس پر کوئی اعتماد نہ کرنا چاہیئے، جب کہ أبا مطیع أہل الحدیث (محدثین) کے نزدیک وضّاع (جھوٹی روایات بیان کرنے والا) ہے اور اس بات کی تصریح ایک سے زیادہ (علماء امت) نے کی ہے۔

اور مزید یہ کہ (متن العقيدة الطحاوية) کے پہلے سطر میں الامام العلامةُ حُجةُ الإسلامِ أبو جعفرٍ الوراقُ الطحاويُّ الحنفی رحمهُ الله فرماتے ہیں کہ۔

هذا ذِكرُ بيانِ عقيدةِ أهلِ السنّةِ والجماعةِ على مذهبِ فُقهاءِ المِلّةِ: أبي حنيفةَ النعمانِ ابنِ ثابتٍ الكوفيّ، وأبي يوسفَ يعقوبَ بنِ إبراهيمَ الأنصاريّ، وأبي عبدِ الله محمدِ ابنِ الحسنِ الشيْبانيّ، رِضوانُ اللهِ عليهم أجمعينَ، وما يعتقدونَ من أصولِ الدينِ، ويَدينون بهِ لربّ العالمين۔

یعنی یہ بیان ہے اہل السنّت والجماعت کے عقیدہ کا فقهاء الملة أبي حنيفةَ النعمانِ ابن ثابت الكوفي، اور أبي يوسف يعقوب بن إبراهيم الأنصاريّ، اور أبي عبد الله محمد ابن الحسن الشيْبانيّ،

رِضوانُ اللهِ عليهم أجمعينَ، کے مذہب کے مطابق اور اصول الدین میں اوراللہ ربُ العالمین کے بارے جو عقائد وہ رکھتے ہیں اس کا ذکر وبیان ہے۔ امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ چند سطور کے بعد فرماتے ہیں کہ:

وتعالى عن الحدودِ والغاياتِ والأركانِ والأعضاءِ والأدوات، لا تحويهِ الجهاتُ الستُّ كسائرِ المبتدعات

اللہ تعالی بلند وبرتر ہے حدود وغایات سے اور ارکان واعضاءوادوات سے، چھ (6) جِہات اللہ تعالی کو حاوی نہیں ہیں دیگر تمام مخلوقات کی طرح۔

(الغايات) یعنی النھایات معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی کے لئے کوئی نھایۃ نہیں ہے کیونکہ ہر وہ چیز جس کے لئے نہایۃ وانتہاء ہو تو وہ محدود ہوگی اوراس کے لئے مخصوص مقدار بھی ہوگا اوراللہ تعالی اس سے منزہ ہے،

(الأركان) کا معنی ہے الجوانب اور یہ بھی جسم کے صفات میں سے ہے اوراللہ تعالی جسم سے منزہ ہے،

(الأعضاء) کا معنی ہے بڑے اجزاء جیسے سر، ہاتھ، پیر وغیرہ۔

(الأدوات) کا معنی ہے چھوٹے اجزاء جیسے زبان وغیرہ۔

(لا تحويه الجهات الست كسائر المبتدعات)

معنی اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالی موجود ہے بلا جھت وبلا مکان کے اور جھات ستہ (اوپر نیچے، آگے پیچھے، دائیں بائیں) سے منزہ ہے جیسا کہ دیگر تمام مخلوقات کے لئے یہ صفات ہوتی ہیں اللہ تعالی مخلوق کی ان اوصاف سے مُبَرَّا ومنزہ ہے۔

غور فرمائیں امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ نے کتاب کے شروع میں کہا تھا کہ یہ عقائد **فقهاء الملة أبي حنيفةَ النعمانِ ابن ثابت الكوفي** اور **أبي يوسف يعقوب بن إبراهيم الأنصاريّ** اور **أبي عبد الله محمد ابن الحسن الشيْباني**ّ کے مذہب کے مطابق بیان کئے جائیں گے۔

توامام اعظم ابو حنیفہؒ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی موجود ہے بلا جہت وبلا مکان کے الخ اور یہی عقیدہ (المہند علی المفند) میں لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالی کے لئے جہت ثابت نہیں وہ جہت سے پاک ہے۔ توثابت ہو گیا کہ طالب الرحمن نامی جاہل آدمی کا یہ کہنا کہ امام ابو حنیفہؒ نے بھی علماء دیوبند کو بھی کافر ومشرک کہا ہے (معاذاللہ) کتنابڑا جھوٹ وبھتان عظیم ہے اور ناواقف عوام کو گمراہ کرنے کی ایک ناجائز ونامراد کوشش ہے۔

3. دوسری بات جو عقیدہ (المہند علی المفند) میں لکھا ہے کہ اللہ تعالی کے لئے جہت ثابت نہیں وہ جہت سے پاک ہے، جس کو طالب الرحمن نامی جاہل وکذاب آدمی کفریہ شرکیہ عقیدہ کہتا ہے، کیا یہ عقیدہ صرف (المہند علی المفند) میں لکھا ہے یا دیگر اسلاف وعلماء اہل سنت والجماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے ؟؟ خوب یاد رکھیں کہ جو عقیدہ (المہند علی المفند) میں لکھا ہے تمام اہل سنت کا وہی عقیدہ ہے، اس ضمن میں بحیثیت طالب العلم میرے پاس سلف صالحین وائمہ اسلام کے تقریبا اڑھائی سو (۲۵۰) سے زیادہ اقوال ہیں، جن میں سے چند کا تذکرہ بغرض دلیل وشہادت کروں گا، اوراس سے آپ طالب الرحمن نامی جاہل وکذاب شخص کی جہالت وحماقت کا اندازہ بھی لگالیں گے کہ ضد وتعصب وعداوت کی بناپر علماء دیوبند کے اس عقیدہ کو کفریہ شرکیہ کہتا ہے، کیا اس شخص کے اس بکواس کی زد میں وہ اسلاف وائمہ بھی نہیں آئیں گے جن کا عقیدہ وہی ہے جو (المہند علی المفند) میں لکھا ہے ؟؟ اور ساتھ ہی ان ناواقف عوام پر حُجت تمام ہو گئی ہے جو اس جاہل آدمی کی ہاں میں ملاتے ہیں اوراس کی اندھی تقلید کرتے ہیں۔

اہل السنت والجماعت کا عقیدہ اللہ تعالیٰ بلا مکان وبلا جہت موجود ہے۔

سب سے پہلے " مکان وجہت " کی تعریف ملاحظہ کریں۔

1. مشہور لغوی عالم امام ابو القاسم الحسین بن محمد المعروف بالراغب الأصفهانی اپنی کتاب (المفردات فی غریب القرآن) میں فرماتے ہیں کہ: (المكان عند أهل اللغة الموضع الحاوي للشيء) یعنی مکان اہل لغت کے نزدیک اس جگہ کو کہتے ہیں جو کسی چیز کو حاوی (گھیرا ہوا) ہو۔

2. مشہور لغوی عالم علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروزآبادیؒ صاحب القاموس اپنی کتاب (القاموس المحیط) میں فرماتے ہیں کہ: (المكان: الموضع، ج: أمكنة و أماكن) یعنی مکان جگہ کو کہتے ہیں اور أمكنة و أماكن اس کی جمع ہے۔

3. علامہ کمال الدین أحمد بن حسن البیاضی حنفیؒ (إشارات المرام) میں فرماتے ہیں کہ:

(المكان هو الفراغ الذى يشغله الجسم)۔ یعنی مکان اس خالی جگہ کو کہتے ہیں جس کو جسم گھیرتا ہے۔

4. شیخ یوسف بن سعید الصفتی مالکیؒ فرماتے ہیں کہ: (قال أهل السنة: المكان هو الفراغ الذي يحل به الجسم)۔یعنی مکان وہ خالی جگہ ہے جس میں جسم سماتا ہے۔

5. حافظ المحدث الفقیہ اللغوی الحنفی السید مرتضی الزبیدیؒ اپنی کتاب (تاج العُروس) میں فرماتے ہیں کہ:

(المكان: الموضع الحاوي للشيء)

یعنی مکان وہ جگہ ہوتی ہے جو کسی چیز کو حاوی ہو۔

یہ چند اقوال تو مکان کی تعریف سے متعلق تھے۔

چند اقوال جہت کی تعریف کے متعلق ملاحظہ کریں۔

1. امام اللغت الشیخ محمد بن مکرم الإفریقی المصری المعروف بابن منظور علم نحو وصرف وادب ولغت عرب کے مشہور ومستند عالم ہیں اپنی مشہور کتاب (لسان العرب) میں فرماتے ہیں کہ

(والجهة والوِجْهة جميعاً: الموضع الذى توجه إليه وتقصده)

یعنی جہت اور وِجہت سب اس جگہ کو کہتے ہیں جس کی طرف تو متوجہ ہو اور جس کا تو قصد وارادہ کرے۔

2. علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروزآبادی صاحبؒ اپنی کتاب (القاموس المحیط) میں فرماتے ہیں کہ

(والجهة: الناحية، ج: جهات) اور جہت کہتے ہیں کنارے وطرف کو جمع اس کی جہات ہے۔

3. علامہ شیخ عبد الغنی النابلسی فرماتے ہیں کہ؛

(والجهة عند المتكلمين هي نفس المكان باعتبار إضافة جسم اخر إليه)

اور جہت متکلمین کے نزدیک مکان ہی ہے اس کی طرف دوسرے جسم کے اضافہ کے اعتبار سے۔

4. علاّمہ کمال الدین أحمد بن حسن المعروف بالبیاضی فرماتے ہیں کہ

والجهة اسم لمنتهى مأخذ الإشارة ومقصد المتحرك فلا يكونان إلا للجسم والجسماني، وكل ذلك مستحيل۔أي على الله۔اهـ

اللّٰہ تعالی " مَکان وَجِہت " سے پاک ومُنزہ ومُبَرَّا ہے

اب میں سلف صالحین وائمہ اسلام کی صرف اصل عبارات کا تذکرہ کروں گا اوران تمام عبارات کا معنی ومفہوم مشترک یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان وجہت سے پاک ومُنزہ ومُبرَّا ہے، اس لئے مستقل ترجمہ کرنے سے بات بہت طویل ہو جائے گی، لہذا اصل عبارات کے ذکر پر اکتفاء کرتا ہوں۔

1. قال الصحابي الجليل والخليفة الراشد سيدنا علي رضي الله عنه ما نصه كان الله ولا مكان ، وهو الان على ماعليه كان اهـ أي بلا مكان.

(الفرق بين الفرق لأبي منصور البغدادي [ص / 333])

2. وقال أيضا" : إن الله تعالى خلق العرش إظهارًا لقدرته لا مكانا لذاته" أ هـ

(الفرق بين الفرق لأبي منصور البغدادي [ص / 333])

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالی نے عرش کو اپنی قدرت کی اظہار کے لئے پیدا کیا ہے اپنی ذات کے لئے مکان نہیں بنایا۔

3. وقال التابعي الجليل الإمام زين العابدين علي بن الحسين بن علي رضي الله عنهم ما نصه

أنت الله الذي لا يحو يك مكان" أهـ [إتحاف السادة المتقين (4/ 380)] .

4. قال الإمام الأعظم المجتهد الأكبر أبو حنيفة النعمان بن ثابت رضي الله عنه "والله تعالى يُرى الآخرة، و يراه المؤمنون وهم في الجنة بأعين رؤوسهم بلا تشبيه ولا كميّة، ولا يكون بينه وبين خلقه مسافة " اهـ [ذكره في الفقه الاكبر، انظر شرح الفقه الاكبر لملا علي القاري (ص/ 136، 137)].

5. وقال أيضا في كتابه الوصية" :

ولقاء الله تعالى لأهل الجنة بلا كيف ولا تشبيه ولا جهة حق " اهـ

[الوصية: (ص/ 4)، ونقله ملا علي القاري في شرح الفقه الاكبر (ص/138)]

6. وقال أيضا " :قلت: أرأيت لو قيل أين الله تعالى؟ فقال أي أبو حنيفة: يقال له كان الله تعالى ولا مكان قبل أن يخلق الخلق، وكان الله تعالى ولم يكن أين ولا خلق ولا شيء، وهو خالق كل شيء" اهـ. [الفقه الأبسط ضمن مجموعة رسائل أبي حنيفة بتحقيق الكوثري (ص/ 25)]

7. وقال أيضا" : ونقر بأن الله سبحانه وتعالى على العرش استوى من غير أن يكون له حاجة إليه واستقرار عليه، وهو حافظ العرش وغير العرش من غير احتياج، فلو كان محتاجا لما قدر على إيجاد العالم وتدبيره كالمخلوقين، ولو كان محتاجا إلى الجلوس والقرار فقبل خلق

العرش أين كان الله، تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا" اهـ .[كتاب الوصية، ضمن مجموعة رسائل أبي حنيفة بتحقيق الكوثري (ص/2)، وملا علي القاري في شرح الفقه الاكبر (ص/75) عند شرح قول الامام: ولكن يده صفته بلا كيف"].

امام الاعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ ہم یہ اقرار کرتے ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی عرش پر مُستوی ہوا لیکن وہ عرش کا محتاج نہیں اور نہ اس نے عرش پر قرار پکڑا ہے، اور وہ عرش کا بھی مُحافظ ہے اور عرش کے علاوہ ہر چیز کا محافظ ہے بغیر محتاجی کے، اگر وہ محتاج ہوتا تو کائنات کے ایجاد و تدبیر پر قادر نہ ہوتا جیسا کہ مخلوق محتاج ہوتی ہے ،اور اگر وہ جلوس (کسی جگہ بیٹھنے) کا اور قرار (کسی جگہ ٹھہرنے) کا محتاج ہوتا تو پھر عرش کی پیدائش سے پہلے اللہ سبحانہ وتعالی کہاں تھا؟ اور اللہ سبحانہ وتعالی اس بات سے بلند وبرتر ہے

8. وقال الإمام المجتهد محمد بن إدريس الشافعي رضي الله عنه إمام المذهب الشافعي ما نصه:

" إنه تعالى كان ولا مكان فخلق المكان وهو على صفة الأزلية كما كان قبل خلقه المكان لا يجوز عليه التغيير في ذاته ولا التبديل في صفاته " اهـ[إتحاف السادة المتقين (2/ 24)]

9. وأما الإمام المجتهد الجليل أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني إمام المذهب الحنبلي فقد ذكر الشيخ ابن حجر الهيتمي أنه كان من المنزهين لله تعالى عن الجهة والجسمية، ثم قال ابن حجر ما نصه : " وما اشتهر بين جهلة المنسوبين إلى هذا الإمام الأعظم المجتهد من أنه قائل بشيء من الجهة أو نحوها فكذب و بهتان وافتراء عليه " اهـ .

(الفتاوي الحديثية / 144)

10. شیخ المحدثین امام ابو عبد اللہ محمد ابن اِسماعیل البخاری صاحبؒ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی " مکان وجہت " سے پاک ومُنزہ ومُبرا ہے

جیسا کہ بخاري شریف کے شُراح فرماتے ہیں۔

11. قال الشيخ علي بن خلف المالكي المشهور بابن بطال أحد شراح البخاري (449هـ)ما نصه

"غرض البخاري في هذا الباب الرد على الجهمية المجسمة في تعلقها بهذه الظواهر، وقد تقرر أن الله ليس بجسم فلا يحتاج إلى مكان يستقر فيه، فقد كان ولا مكان، وانما أضاف المعارج اليه إضافة تشريف، ومعنى الارتفاع إليه اعتلاؤه أي تعاليه مع تنز يهه عن المكان " اهـ[فتح الباري (416/13)]

12. وقال الشيخ ابن المنيرالمالكي (695 هـ) ما نصه:

"جميع الأحاديث في هذه الترجمة مطابقة لها إلا حديث ابن عباس فليس فيه إلا قوله "رب العرش" ومطابقته، والله أعلم من جهة أنه نبه على بطلان قول من أثبت الجهة أخذا من قوله (ذِي المَعَارِجِ) (سورة المعارج/3) ، ففهم أن العلو الفوقي مضاف إلى الله تعالى، فبينَ المصنف يعني البخاري أن الجهة التي يصدق عليها أنها سماء والجهة التي يصدق عليها أنها عرش، كل منهما مخلوق مربوب محدث، وقد كان الله قبل ذلك وغيره، فحدثت هذه الأمكنة، وقدمه يحيل وصفه بالتحيز فيها" اهـ نقله عنه الحافظ ابن حجر وأقره عليه [فتح الباري (13/ 418، 419)]

بخاری شریف کے شارح شیخ علامہ ابن المنیّر المالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے اس ترجمہ کے تحت جتنی احادیث نقل کی ہیں سب ترجمہ کے مطابق ہیں ، صرف ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وارد یہ قول" رب العرش" اس قول کی ترجمہ کے ساتھ مطابقت یہ ہے کہ امام بخاری اس سے تنبیہ کر رہے ہیں ان لوگوں کے قول کے باطل ہونے پر جنہوں نے (اللہ تعالی کے لئے) جہت کو ثابت کیا، اوراللہ تعالی کے فرمان

(ذِی المَعَارِجِ) سے استدلال کیا، اور اس سے یہ جانا کہ عُلو فَوقِی (اوپر کی بلندی) سے منسوب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف، تو مصنف یعنی امام بخاریؒ نے یہ بیان کیا کہ وہ جہت جس پر بلندی صادق آتی ہے اور وہ جہت جس پر یہ صادق آتا ہے کہ وہ عرش ہے لہٰذا یہ دونوں جہتیں مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ ان دونوں سے اور ان کے علاوہ دیگر مخلوقات سے پہلے بھی موجود تھا، پھر یہ سب جگہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے، اور اللہ تعالیٰ قدیم ذات ہے لہٰذا اس کو کسی جہت میں رہنے کے ساتھ موصوف کرنا محال و ناممکن ہے۔ علامہ ابن المنیّرِ المالکی رحمہ اللہ کی یہ تصریح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے (فتح الباری شرح بخاری) میں نقل کی اور ان کے اس کلام و تصریح کی تائید بھی کی۔

13. وقال الإمام الحافظ الفقيه أبو جعفر أحمد بن سلامة الطحاوي الحنفي (321 هـ) في رسالته (العقيدة الطحاوية) ما نصه: "وتعالى أي الله عن الحدود والغايات والأركان والأعضاء والأدوات، لا تحو يه الجهات الست كسائر المبتدعات " اهـ.

امام طحاوی حنفی کبار علماء سلف میں سے ہیں اپنی کتاب (العقیدۃ الطحاویۃ) میں یہ اعلان کر رہے ہے کہ اللہ تعالیٰ "مکان وجہت" سے پاک و منزہ و مُبرا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ آج پوری دنیا کے مدارس و مکاتب و معاھد و مساجد میں (العقیدۃ الطحاویۃ) ہی کی تعلیم دی جاتی ہے، حتیٰ کہ عرب کے اندر تمام سلفی مدارس و کلیات میں (العقیدۃ الطحاویۃ) کی تعلیم دی جاتی ہے، اور عرب کے تمام سلفی علماء نے اس کے شروحات لکھے ہیں، اور تمام نے (العقیدۃ الطحاویۃ) کو اہل سنت والجماعت کی عقائد کی مستند و معتبر کتاب قرار دیا ہے، اور (العقیدۃ الطحاویۃ) پڑھنے والے تمام لوگ کتاب کو کھولتے ہی یہ اعلان کرتے ہیں

هذا ذِكرُ بيانِ عقيدةِ أهلِ السنّةِ والجماعةِ على مذهبِ فُقهاءِ المِلّةِ: أبي حنيفةَ النعمانِ ابنِ ثابتٍ الكوفيّ، وأبي يوسفَ يعقوبَ بنِ إبراهيمَ الأنصاريّ، وأبي عبدِ الله محمدابنِ الحسنِ الشيبانيّ، رِضوانُ اللهِ عليهم أجمعين، وما يعتقدونَ من أصولِ الدينِ، و يَدينون بهِ لربِّ العالمين. (ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء)

14. وقال إمام أهل السنة أبو الحسن الأشعري (324 هـ)ما نصه : " كان الله ولا مكان فخلق العرش والكرسي ولم يحتج إلى مكان، وهو بعد خلق المكان كما كان قبل خلقه " اهـ أي بلا مكان ومن غير احتياج إلى العرش والكرسي. نقل ذلك عنه الحافظ ابن عساكر نقلا عن القاضي أبي المعالي الجويني [تبيين كذب المفترى (ص/ 150)]

اِمام اہلسنت اَبو الحسن اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی موجود تھا اور مکان نہیں تھا پس عرش وکرسی کو اللہ تعالی نے پیدا کیا اور وہ مکان کا محتاج نہیں ہے اور وہ مکان کو پیدا کرنے کے بعد بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ مکان کو پیدا کرنے سے پہلے تھا۔یعنی اللہ تعالی بلا مکان موجود ہے عرش وکرسی وغیرہ کا محتاج نہیں ہے ۔

15. وقال إمام أهل السنة أبو منصور الماتريدي (333 هـ) ما نصه : "إن الله سبحانه كان ولا مكان، وجائز ارتفاع الأمكنة وبقاؤه على ما كان، فهو على ما كان، وكان على ما عليه الان، جل عن التغير والزوال والاستحالة" اهـ يعني بالاستحالة التحول والتطور والتغير من حال إلى حال وهذا منفي عن الله ومستحيل عليه سبحانه وتعالى [كتاب التوحيد (ص/ 69)]

16. وقال الحافظ محمد بن حبان (354 هـ) صاحب الصحيح المشهور بصحيح ابن حبان ما نصه : "الحمد لله الذي ليس له حد محدود فيحتوى، ولا له أجل معدود فيفنى، ولا يحيط به جوامع المكان ولا يشتمل عليه تواتر الزمان[الثقات (1/ 1)]

17. وقال أيضا ما نصه" : كان الله ولا زمان ولا مكان" اهـ[صحيح ابن حبان، أنظر الإحسان بترتيب۔[صحيح ابن حبان (8/ 4)]

18. وقال الشيخ أبو سليمان حمد بن محمد الخطابي الشافعي (388 هـ) صاحب "معالم السنن" ما نصه

" وليس معنى قول المسلمين إن الله على العرش هو أنه تعالى مماس له أو متمكن فيه أو متحيز في جهة من جهاته، لكنه بائن من جميع خلقه، وإنما هو خبر جاء به التوقيف فقلنا به ونفينا عنه التكييف إذ (لَيۡسَ كَمِثۡلِهِۦ شَيۡءٞۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡبَصِيرُ) اهـ [أعلام الحديث: كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في قوله تعالى: (هُوَ ٱلَّذِي يَبۡدَؤُاْ ٱلۡخَلۡقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ وَهُوَ أَهۡوَنُ عَلَيۡهِۚ) [(سورة الروم/27) (2/147،)]

شیخ ابو سلیمان حمد بن محمد خطابی شافعیؒ صاحب "مَعَالِمُ السُنَن" رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا یہ قول کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے اس کا یہ معنیٰ نہیں ہے کہ وہ عرش کے ساتھ مِلا ہوا ہے یا عرش میں رہتا ہے یا جِہات میں سے کسی جہت میں رہتا ہے، لیکن وہ اپنی تمام مخلوق سے جدا ہے الخ۔

19. وقال القاضي أبو بكر محمد الباقلاني المالكي الأشعري (403) ما نصه:

" ولا نقول إن العرش لهء أي اللهء قرار ولا مكان، لأن الله تعالى كان ولا مكان، فلما خلق المكان لم يتغير عما كان" اهـ [الانصاف فيما يجب اعتقاده ولا يجوز الجهل به (ص/65)].

امام قاضی اَبو بکر محمد باقلانی مالکی اشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کہ ہم یہ نہیں کہتے کہ عرش اللہ تعالیٰ کا قرار (ٹھہرنا) ہے یا مکان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اس وقت بھی موجود تھا جب مکان نہیں تھا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے مکان کو پیدا کیا تو وہ جیسا تھا (یعنی بلا مکان) اب بھی ویسا ہی ہے ۔

20. وذكر الشيخ أبو الطيب سهل بن محمد الشافعي مفتي نيسابور (404 هـ) ما نقله عنه الحافظ البيهقي:

" سمعت الشيخ أبا الطيب الصعلوكي يقول: "تِضامّون" بضم أوله وتشديد الميم ير يد لا تجتمعون لرؤ يتهء تعالىء في جهة ولا ينضم بعضكم إلى بعض فإنه لا يرى في جهة" اهـ ذكر ذلكـ[الحافظ ابن حجر فتح الباري (11/447)].

21. وقال أبو بكر محمد بن الحسن المعروف بابن فورك الاشعري (406 هـ) ما نصه" لا يجوز على الله تعالى الحلول في الأماكن لاستحالة كونه محدودا ومتناهيا وذلك لاستحالة كونه محدثا" اهـ[مشكل الحديث (ص/ 57)]

22. وقال الشيخ الإمام أبو منصور عبد القاهر بن طاهر التميمي البغدادي الإسفراييني (429 هـ (ما نصه "وأجمعوا (أي أهل السنة)على أنه أي الله لا يحو يه مكان ولا يجري عليه زمان " اهـ[الفرق بين الفرق (ص/ 333)]

23. وقال أبو محمد علي بن أحمد المعروف بابن حزم الأندلسي (456 هـ) "وأنه تعالى لا في مكان ولا في زمان، بل هو تعالى خالق الأزمنة والأمكنة، قال تعالى: (وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيراً)(سورة الفرقان/2)، وقال (خلقَ السَّماوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُما)(سورة الفرقان/59)، والزمان والمكان هما مخلوقان، قد كان تعالى دونهما، والمكان إنما هو للاجسام" اهـ(أنظر كتابه علم الكلام: مسألة في نفي المكان عن الله تعالى (ص/ 65)

24. وقال الحافظ أبو بكر أحمد بن الحسين البيهقي الشافعي (458 هـ) ما نصه" والذي روي في أخر هذا الحديث إشارة إلى نفي المكان عن الله تعالى، وأن العبد أينما كان فهو في القرب والبعد من الله تعالى سواء، وأنه الظاهر فيصح إدراكه بالأدلة، الباطن فلا يصح

إدراكه بالكون في مكان. واستدل بعض أصحابنا في نفي المكان عنه بقول النبي (ﷺ) "أنت الظاهر فليس فوقك شيء، وأنت الباطن فليس دونك شيء"، وإذا لم يكن فوقه شيء ولا دونه شيء لم يكن في مكان "اهـ(الأسماء والصفات (ص/ 400)

25. وقال الفقيه المتكلم أبو المظفر الإسفراييني الأشعري (471 هـ) ما نصه" الباب الخامس عشر في بيان اعتقاد أهل السنة والجماعة: وأن تعلم أن كل ما دل على حدوث شيء من الحد، والنهاية، والمكان، والجهة، والسكون، والحركة، فهو مستحيل عليه سبحانه وتعالى، لأن ما لا يكون محدثا لا يجوز عليه ما هو دليل على الحدوث "اهـ(التبصير في الدين (ص/161)

26. وقال الفقيه الإمام الشيخ أبو إسحاق الشيرازي الشافعي الأشعري (476 هـ) في عقيدته ما نصه "وان استواءه ليس باستقرار ولا ملاصقة لأن الاستقرار والملاصقة صفة الأجسام المخلوقة، والرب عز وجل قديم أزلي، فدل على أنه كان ولا مكان ثم خلق المكان وهو على ما عليه كان "اهـ[أنظر عقيدة الشيرازي في مقدمة كتابه شرح اللمع (1/ 101)]

فقیہ الإمام الشیخ اَبو إسحاق الشیرازی الشافعی الأشعری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کا استواء استقرار (کسی جگہ قرار پکڑنا اور ٹھہرنا) نہیں ہے اور مُلاصِقة (کسی چیز سے ملنا مُتصل ہونا) بھی نہیں ہے، کیونکہ استقرار ومُلاصِقة اجسام مخلوقہ کی صفت ہے، اور رب تعالی عز وجل قدیم وأزلی ذات ہے، پس یہ دلالت ہے اس بات پر کہ اللہ تعالی تو اس وقت بھی موجود تھا جب مکان نہیں تھا، پھر جب اللہ تعالی نے مکان کو پیدا کیا تو وہ جیسا تھا (یعنی بلا مکان) اب بھی ویسا ہی ہے۔

27. وقال إمام الحرمين أبو المعالي عبد الملك بن عبد الله الجويني الأشعري (478 هـ (ما نصه "البارىء سبحانه وتعالى قائم بنفسه، متعال عن الافتقار إلى محل يحله أو مكان يقله " اهـ.[الإرشاد إلى قواطع الأدلة (ص/ 53)]

28. وقال الفقيه المتكلم أبو سعيد المتولي الشافعي الأشعري (478 هـ (أحد أصحاب الوجوه في المذهب الشافعي ما نصه (ثبت بالدليل أنه لا يجوز أن يوصف ذاته تعالى بالحوادث، ولأن الجوهر متحيز، والحق تعالى لا يجوز أن يكون متحيزا" اهـ .[الغنية قي أصول الدين (ص/83)].

29. وقال الشيخ أبو حامد محمد بن محمد الغزالي الشافعي الاشعري (505 هـ (ما نصه : " (تعالى أي الله عن أن يحو يه مكان، كما تقدس عن أن يحده زمان، بل كان قبل أن خلق الزمان والمكان وهو الان على ما عليه كان " اهـ .[إحياء علوم الدين: كتاب قواعد العقائد، الفصل الأول (1/ 108)]

30. وقال لسان المتكلمين الشيخ أبو المعين ميمون بن محمد النسفي (توفي 508 هـ (مانصه "القول بالمكان – اي في حق الله – منافيا للتوحيد "[تبصرة الأدلة (1/ 171 و 182)]

31. وقال أبو الوفاء علي بن عقيل البغدادي شيخ الحنابلة في زمانه (513 هـ (ما نصه "تعالى الله أن يكون له صفة تشغل الأمكنة، هذا عين التجسيم، وليس الحق بذي أجزاء وأبعاض يعالج بها" اهـ.[الباز الأشهب: الحديث الحادي عشر (ص/ 86)]

32. وقال القاضي الشيخ أبو الوليد محمد بن أحمد قاضي الجماعة بقرطبة المعروف بابن رشد الجد المالكي (520 هـ (ما نصه: "ليس الله في مكان، فقد كان قبل أن يخلق المكان) اهـ ذكره ابن الحاج المالكي في كتابه "المدخل "[المدخل: فصل في الاشتغال بالعلم يوم الجمعة (2/149)]

33. وقال المحدث أبو حفص نجم الدين عمر بن محمد النسفي الحنفي (537 هـ) صاحب العقيدة المشهورة بـ"العقيدة النسفية " ما نصه "والمحدث للعالم هو الله تعالى، لا يوصف بالماهية ولا بالكيفية ولا يتمكن في مكان " انتهى باختصار

[العقيدة النسفية (ضمن مجموع مهمات المتون) (ص/28)]

34. وقال القاضي أبو بكر بن العربي المالكي. الأندلسي (543 هـ) ما نصه

" البارى تعالى يتقدس عن ان يحد بالجهات أو تكتنفه الأقطار"

[القبس في شرح موطأ مالك بن انس (396/1)]

35. وقال أيضا ما نصه" الله تعالى يتقدس عن أن يحد بالجهات

[المصدر السابق (395/1)]

36. وقال القاضي عياض بن موسى المالكي (544) ما نصه

"اعلم أن ما وقع من إضافة الدنو والقرب هنا من الله او إلى الله فليس بدنو مكان ولا قرب مدى، بل كما ذكرنا عن جعفر بن محمد الصادق: ليس بدنو حد، صفة المجد والعلاء، فإنه تعالى فوق كل موجود بالقهر والاستيلاء"[الشفا: فصل في حديث الاسراء (205/1)]

37. وقال الشيخ محمد بن عبد الكريم الشهرستاني الشافعي (548هـ)ما نصه : "فمذهب أهل الحق أن الله سبحانه لا يشبه شيئا من المخلوقات ولا يشبهه شيء منها بوجه من وجوه المشابهة والمماثلة"لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ" (سورة الشورى/11). فليس الباريء سبحانه بجوهر ولا جسم ولا عرض ولا في مكان ولا في زمان " اهـ[نهاية الأقدام (ص/ 103)]

38. قال الإمام الحافظ المفسر عبد الرحمن بن علي المعروف بابن الجوزي الحنبلي (597 هـ) ما نصه " الواجب علينا أن نعتقد أن ذات الله تعالى لا يحو يه مكان ولا يوصف بالتغير والانتقال" اهـ[دفع شبه التشبيه (ص/58). (2) صيد الخاطر (ص/ 476)]

39. وقال الشيخ تاج الدين محمد بن هبة الله المكي الحموي المصري (599 هـ) في تنزيه الله عن المكان ما نصه وصانع العالم لا يحويه قطر تعالى الله عن تشبيه قد كان موجودا ولا مكانا وحكمه الان على ما كانا سبحانه جل عن المكان وعز عن تغير الزمان" اهـ [منظومته "حدائق الفصول وجواهر الأصول" في التوحيد، التي كان أمر بتدريسها السلطان المجاهد صلاح الدين الأيوبي (ص13) النهاية في غريب الحديث (مادة ق ر ب، 4/ 32)]

40. وقال المبارك بن محمد المعروف بابن الأثير (606 ص) ما نصه : "المراد بقرب العبد من الله تعالى القرب بالذكر والعمل الصالح، لا قرب الذات والمكان لأن ذلك من صفات الأجسام، والله يتعالى عن ذلك و يتقدس " اهـ

[تفسير الرازي المسمى بالتفسير الكبير (سورة الملك/ أية 16ء 30/ 69)]

41. وقال المفسر فخرالدين الرازي (606 هـ) ما نصه "واعلم أن المشبهة احتجوا على إثبات المكان لله تعالى "أأَمنتم من في السماء "اهـ أي أن اعتقاد أن الله في مكان فوق العرش أو غير ذلك من الأماكن هو اعتقاد المشبهة الذين قاسوا الخالق على المخلوق وهو قياس فاسد منشؤه الجهل واتباع الوهم "اهـ[المصدر السابق (سورة الشورى أية 4ء 27/ 144)]

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (المشبهة فرقہ) نے اللہ تعالی کے لئے مکان ثابت کرنے پر قول باری تعالی "أمنتم من في السماء" سے استدلال کیا یعنی یہ عقیدہ کہ اللہ تعالی عرش کے اوپر مکان میں ہے یا اس کے علاوہ دیگر اماکن میں ہے، یہ (المُشَبهة فرقه) کا عقیدہ ہے جنہوں نے خالق کو مخلوق پر قیاس کیا اور یہ ایک فاسد (وباطل) قیاس ہے اور سبب اس قیاس کا جہالت ہے اور وھم وخیال کی اتباع ہے

42. وقال الشيخ أبو منصور فخر الدين عبد الرحمن بن محمد المعروف بابن عساكر (620 هـ) عن الله تعالى ما نصه "موجود قبل الخلق ليس له قبل ولا بعد، ولا فوق ولا تحت، ولا يمين ولا شمال، ولا أمام ولا خلف، ولا كل ولا بعض، ولا يقال متى كان، ولا أين كان ولا كيف، كان ولا مكان، كون الأكوان، ودبر الزمان، لا يتقيد بالزمان، ولا يتخصص بالمكان " اهـ[أنظر شرحه على العقيدة الطحاوية المسمى بيان اعتقاد أهل السنة (ص/ 45)]

43. وقال الشيخ إسماعيل بن إبراهيم الشيباني الحنفي (629 ص)ما نصه "مسألة: قال أهل الحق: إن "الله تعالى متعال عن المكان، غير متمكن في مكان، ولا متحيز إلى جهة

خلافا للكرامية والمجسمة... والذي يدل عليه قوله تعالى "ليس كمثله شيء وهو السميع البصير" [أبكار الأفكار (ص/ 194، 195)، مخطوط]

44. وقال المتكلم سيف الدين الآمدي (631 هـ) ما نصه "وما يروى عن السلف من ألفاظ يوهم ظاهرها إثبات الجهة والمكان فهو محمول على هذا الذي ذكرنا من امتناعهم عن إجرائها على ظواهرها والإيمان بتنزيلها وتلاوة كلأية على ما ذكرنا عنهم، وبين السلف إلاختلاف في الألفاظ التي يطلقون فيها، كل ذلك اختلاف منهم في العبارة، مع اتفاقهم جميعا في المعنى أنه تعالى ليس بمتمكن في مكان ولا متحيز بجهة، الخ

45. وقال الشيخ جمال الدين محمود بن أحمد الحصيري شيخ الحنفية في زمانه (636 ص) بعد أن قرأ فتوى ابن عبد السلام في تنزيه الله عن المكان والحروف والصوت ما نصه "هذا اعتقاد المسلمين، وشعار الصالحين، و يقين المؤمنين، وكل ما فيهما صحيح، ومن خالف ما فيهما وذهب إلى ما قاله الخصم من إثبات الحرف والصوت فهو حمار" اهـ [طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة عبد العزيز بن عبد السلام (8/ 237)].

46. وقال الشيخ جمال الدين أبو عمرو عثمان بن عمر المعروف بابن الحاجب المالكي (646 هـ) مثنيا على العقيدة التي كتبها الشيخ عبد العزيز ابن عبد السلام ومما جاء في هذه العقيدة قول ابن عبد السلام: "كان ء اللهء قبل أن كون المكان ودبر الزمان، وهو الآن على ما عليه كان" اهـ ومن جملة ما ذكره في ثنائه قوله : "ما قاله ابن عبد السلام هو مذهب أهل الحق، وأن جمهور السلف والخلف على ذلك، ولم يخالفهم إلا طائفة مخذولة، يخفون

مذهبهم و يدسونه على تخوف إلى من يستضعفون علمه وعقله " اهـ [طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة عبد العز يز بن عبد السلام (8/ 237)]

47. وقال الشيخ عبد العز يز بن عبد السلام الأشعري الملقب بسلطان العلماء (660ص) ما نصه

"ليس ء أي اللهء بجسم مصوَّر، ولا جوهر محدود مُقدَّر، ولا يشبه شيئا، ولا يُشبهه شيءٌ، ولا تحيط به الجهات، ولا تكتنفه الأرضون ولا السموات، كان قبل أن كوَّن المكان ودبَّر الزمان، وهو الآن على ما عليه كان" اهـ [طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة عبد العز يز بن عبد السلام (8/ 219)]

48. وقال المفسر محمد بن أحمد الأنصاري القرطبي المالكي (671 هـ (ما نصه "والعليّ " يراد به علو القدر والمنزلة لا علو المكان، لأن الله منزه عن التحيز " [الجامع لأحكام القرآن سورة البقرة، أية/ 55 2 (3/ 278)]

49. وقال ابو الحافظ أبو زكريا محيي الدين بن شرف النووي الشافعي الأشعري (676 (ما نصه إن الله تعالى ليس كمثله شيء ، منزه عن التجسيم والانتقال والتحيز في جهة وعن سائر صفات المخلوق "اهـ[شرح صحيح مسلم (3/19)]

50. وقال الحافظ ابن حجر العسقلاني الشافعي الأشعري (852 هـ (ما نصه "ولا يلزم من كون جهتي العلو والسفل محالا على الله أن لا يوصف بالعلو، لأن وصفه بالعلو من جهة المعنى، والمستحيل كون ذلك من جهة الحس، ولذلك ورد في صفته العالي والعلي

والمتعالي، ولم يرد ضد ذلك وإن كان قد أحاط بكل شيء علما جلّ وعز"اهـ[فتح الباري (3/ 30)]

51. وقال الشيخ بدر الدين محمود بن أحمد العَيْني الحنفي (855 هـ) (في شرحه على صحيح البخاري ما نصه "ولا يدل قوله تعالى: " وكان عرشه على الماء " على، أنهء تعالىء حالّ عليه، وإنما أخبر عن العرش خاصة بأنه على الماء، ولم يخبر عن نفسه بأنه حال عليه، تعالى الله عن ذلك، لأنه لم يكن له حاجة إليه " ا.هـ.[عمدة القاري (مجلد 12/ 25/ 111)]

کبارائمہ اسلام محدثین ومفسرین وفقہاء ومحققین وسلف صالحین کے (50) پچاس اقوال میں نے باحوالہ ان کی اصل عبارات میں ذکر کئے ہیں، باقی اقوال بخوف طوالت میں نے ذکر نہیں کئے، ان سب ائمہ اسلام کا اجماعی فیصلہ یہ ہے کہ اللہ تعالی "مکان وجہت" سے اور دیگر مخلوقات کی صفات ومشابہت سے پاک ومُبَرا ومنزہ وبلند وبرتر ہے اور یہی جمیع اہل سنت سلف وخلف کا عقیدہ ہے، اور یہی عقیدہ اکابر علماء دیوبند کی اجماعی کتاب اَلْمُھند علی المُفند) میں لکھا ہے، جس کو طالب الرحمن نامی جاہل ومجہول آدمی کفریہ شرکیہ عقیدہ کہتا ہے، کیا اس جاہل ومجہول آدمی کی اس بکواس کی زد میں یہ سارے کبار ائمہ اسلام نہیں آئیں گے ؟؟ کیا سارے کبار ائمہ اسلام وسلف صالحین کفریہ شرکیہ عقیدہ رکھتے تھے ؟؟(معاذاللہ) کیا کوئی عقل مند آدمی اس کے بعد بھی اس جاہل ومجہول آدمی کی بات کا اعتبار کرے گا اوراس کی اندھی تقلید میں سرگرداں رہے گا؟؟ اللہ تعالی عوام الناس کو صحیح سمجھ دے اوراس جاہل وکذاب شخص کی حقیقت ان پر کھول دے۔

(إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت وماتوفيقي إلابالله)

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل جاہل لوگ جن کو دین کے بنیادی احکامات ومسائل کا کچھ پتہ نہیں ہوتا، اللہ تعالی کے فرائض واحکام سے غافل ہوتے ہیں، حضور ﷺ کی سنن مبارکہ سے بالکل نابلد ہوتے ہیں، ایسے جاہل لوگ اللہ تعالی کی ذات وصفات کے بارے اپنی خیالات کے گھوڑے دوڑاتے ہیں، کئی جگہ دیکھا گیا کہ کچھ جاہل لوگ بلا علم ودلیل اللہ تعالی کی ذات وصفات کے متعلق اپنی رائے وخیال کے خاکے پیش کرتے ہیں، لہذا عوام الناس کے لیے ضروری ہے کہ ایسے

جاہل لوگوں سے نہ الجھیں اور نہ اس موضوع پر یا دیگر کسی مسئلہ شرعی میں اپنے خیال ورائے سے بات کریں، اور خصوصا اللہ تعالی کی ذات میں تفکر کرنا ممنوع ہے، ایک حسن حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی کی نعمتوں میں (مخلوقات میں) تفکر کرو اور اللہ تعالی کی ذات میں تفکر نہ کرو۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما، قال النبي ﷺ

"تفكروا في آلاء الله ولا تفكروا في الله" (اخرجه ابو الشيخ والطبرانى)

اوراس بات کی دلیل قرآن مجید اس آیت سے بھی ہے کہ جب فرعون نے موسی علیہ السلام سے پوچھا: (وما رب العالمين) تو موسی علیہ السلام نے جواب دیا(رب السماوات والأرض وما بينهما) فرعون نے اللہ تعالی کی ذات کے متعلق سوال کیا اور موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی کی صفات کے ساتھ جواب دیا۔

"ليس كمثله شيء وهو السميع البصير"

"إن في خلق السموات والأرض واختلاف الليل والنهار لآيات لأولي الألباب"

وسوسہ = احناف ماتریدی عقیدہ رکھتے ہیں اور دیگر مقلدین اشعری عقیدہ رکھتے ہیں، اور اشاعرہ و ماتریدیہ دونوں کے عقائد غلط وگمراہ کن ہیں۔

جواب= یہ باطل وسوسہ بھی عوام الناس کو مختلف انداز سے یاد کرایا جاتا ہے، اور فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل جاہل شیوخ اپنے جاہل مقلد عوام کو وسوسہ پڑھا دیتے ہیں اور وہ بے چارے اس وسوسہ کو یاد کرلیتے ہیں، اور آگے اس کو پھیلاتے ہیں، فرقہ جدید اہل حدیث کے عوام کو تو اشعری وماتریدی کا نام پڑھنا بھی نہیں آتا، اور یہی حال ان کے خواص کا ہے ان کو کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ ماتریدی کون تھا، اشعری کون تھا، ان کے کیا عقائد وتعلیمات ہیں؟ بس احناف سے ضد کی بنا پر انہوں سب کچھ کرنا ہے۔ اس وسوسہ کے تحت کسی قدر تفصیل سے بات کرنا چاھتا ہوں

تاریخ علم الکلام

کون نہیں جانتا کہ خاتم الانبیاء ﷺ کی آمد مبارک سے پہلے دنیا کا شیرازہ بکھرا ہوا تھا، انسانیت میں انتشار وافتراق تھا نفرت وعداوت تھی، تمام اعمال رذیلہ موجود تھے، عقائد واخلاق کا کوئی ضابطہ نہ تھا، عبد ومعبود کا صحیح رشتہ ٹوٹ چکا تھا، خاتم الانبیاء ﷺ کی بعثت مبارکہ سے خزاں رسیدہ انسانیت بہار کے ہم آغوش ہوئی، قلوب انسانی کی ویران کھیتیاں لہلہا اٹھیں، انسانیت نے سر اٹھایا، اخلاق واعمال کی پاکیزگی، عقائد حقہ کی پختگی اور عبادات وطاعات کی لذت سے کائنات کا ذرہ ذرہ آشنا ہوگیا،، خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد آپ کے جانثار اصحاب بھی پورے کائنات انسانی کے لئے آپ کی سیرت وکردار کامل ومکمل نمونہ تھے، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا مبارک دور گذرنے کے بعد حالات مختلف ہوئے، اموی دور خلافت کے اخیر میں علم وفن کی خدمت کے نام پر غیر دینی علوم کا ترجمہ شروع ہوا، فلاسفہ کی ایک جماعت نے عبرانی اور قبطی زبانوں سے ہیئت وکیمیا کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا، اسی طرح ارسطو کے کچھ رسائل کو اور فارسی زبان کی بعض کتب کو عربی میں منتقل کیا گیا، پھر جب اسلام کو وسعت حاصل ہوئی اور ایرانی، قبطی، یونانی وغیرہ اقوام حلقہ بگوش اسلام ہوئیں تو انہوں نے مسائل عقائد میں نکتہ آفرینیاں اور بال کی کھال نکالنا شروع کردی، اسلامی عقائد کا جو حصہ ان کے قدیم عقیدہ سے کسی درجہ میں ملتا جلتا نظر آیا تو قدرتی طور پر انہوں نے اسی رنگ میں اس کی تشریح پسند کی، پھر عقل ونقل کی بحث نے اس خلیج کو اور وسیع کیا، یہ سلسلہ چل ہی رہا کہ اموی خلافت کی جگہ دولت عباسیہ نے لے لی اور اس نے دوسری مختلف زبانوں کے ساتھ حکمت وفلسفہ یونان کا سارا ذخیرہ عربی میں منتقل کرکے مسلمانوں میں پھیلا دیا، یونانی فلسفہ کے پھیلنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات میں کمزوری کے ساتھ ساتھ باہم مذہبی اختلاف اور گروہ بندی کا دروازہ بھی کھل گیا، جس کے نتیجہ میں الحاد وزندقہ نے بال وپر نکالنے شروع کردیئے، اب تک عقائد سے متعلقہ مسائل کو ذہن نشین کرنے کا جو فطری طریقہ کتاب وسنت کی بنیاد پر قائم تھا، حکمت وفلسفہ کی موشگافیوں اور کچھ دیگر انسانی اصطلاحات وقواعد رواج پاجانے کے بعد علماء امت کی نظر میں کچھ زیادہ موثر نہیں رہا، اس طرح کے حالات وماحول میں جب کہ شکوک وشبہات اور الحاد وزندقہ وگمراہی کے پاوں جمنے شروع ہوچکے تھے، اور خلیفہ مہدی جو (۱۵۷ھ) میں تخت نشین ہوا ' کے دور خلافت میں ملحدین وزنادقہ کی رد میں کتب لکھوانے کی ضرورت محسوس ہونے لگی اور حکومت کی سرپرستی میں ایسی چند کتب لکھی گئیں یہ "علم کلام" کی پہلی بنیاد تھی جو مسلمانوں میں قائم ہوئی، پھر حالات کے پیش نظر

دن بدن اس کام کی اہمیت بڑھتی ہی گئی، حتی کہ علماء اسلام کی ایک مخصوص جماعت مجبور ہوئی کہ وہ اپنے آپ کو اس کام لئے وقف کر دیں، لہٰذا مامون رشید نے ایسے علماء کی بڑھ چڑھ کر حوصلہ افزائی کی، اور حکومت وقت کی حوصلہ افزائی دیکھ کر علماء کا ایک ذہین طبقہ معقولات کی تحصیل میں ہمہ تن مشغول ہو گیا اور اس فن میں انہوں نے مہارت تامہ حاصل کی، لیکن ان علماء میں زیادہ تر وہ لوگ تھے جو "مسلک اعتزال" سے وابستہ تھے کیونکہ حکومت وقت کا مزاج و مسلک بھی یہی (مُعتزلہ والا) تھا انہی علماء کی کدوکاوش نے (علم کلام) کو ایک خاص فن کا درجہ دیا اور انہوں نے ہی اس فن کی جمع و تدوین کی، علامہ شہرستانی لکھتے ہیں کہ ثم طالع بعد ذالك شيوخ المعتزلة كتب الفلاسفة حين فسرت أيام المامون فخلطت مناهجها مناهج الكلام وأفردتها فنا من فنون العلم وسميتها باسم الكلام (الملل والنحل ج 1 ص 32) یعنی "معتزلہ" کے اکابر نے فلاسفہ کی تصنیفات کا مطالعہ کیا اور اس طرح کلام و فلسفہ کی مختلف راہیں ایک ہو گئیں اور ایک نیا فن (علم کلام) کے نام سے ایجاد ہوا۔

علم کلام کی وجہ تسمیہ (یہ نام کیوں رکھا گیا)؟

علامہ شہرستانی لکھتے ہیں کہ:

أما لأن أظهر مسئلة تكلموا فيها وتقابلوا عليها هي مسئلة الكلام فسمى النوع باسمها وأما لمقابلتهم الفلاسفة فى تسميتهم فنا من فنون علمهم بالمنطق والمنطق والكلام مترادفان (الملل والنحل ج 1 ص 33)

علم کلام کا اہم ترین موضوع بحث اللہ تعالی کا کلام ہی تھا، اسی وجہ سے اس فن کا نام (علم کلام) رکھا گیا۔ الخ

تاریخ فرقہ معتزلہ

معتزلہ کا سردار و پیشوا ابوالہذیل علاف تھا اور اس نے اس فن میں بہت سی کتب بھی لکھیں، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

أبوالهذيل العلاف شيخ المعتزلة ومُصنف الكتب الكثيرة في مذاهبهم كان خبيث القول فارق اجماع المسلمين ورد نص كتاب الله وجحد صفات الله تعالى عما يقول علوا كبيرا وكان كذاباً أفاكاً مات سنة سبع وعشرين ومأتين (لسان المیزان ص413ج5)

ابو الہذیل العلاف مُعتزلہ فرقہ کے شیوخ میں سے تھا جس نے اعتزال کے رنگ میں ڈوبی ہوئی بہت سی کتب لکھیں، یہ پہلا شخص ہے جس نے نصوص قطعیہ کا انکار کیا۔ صفات باری تعالی کو تسلیم کرنے سے انکار کیا، جھوٹا، لغو گو، اور بدترین خلائق انسان تھا۔

علامہ شہرستانی نے بھی یہی بات لکھی ہے:

فكان أبوالهذيل العلاف شيخهم الأكبر وافق الفلاسفة وأبدع بدعا في الكلام والإرادة وأفعال والقول بالقدر والآجال والأرزاق (الملل والنحل ج1 ص33)

اَبو الہذیل العلاف مُعتزلہ فرقہ معتزلہ کا سب سے بڑا شیخ تھا، فلاسفہ کا موافق تھا ,افعال عباد، ارادہ، تقدیر، رزق، تمام مسائل میں امت کے قطعی نظریات سے صاف پھر گیا تھا۔

حافظ ذہبی نے بھی اپنی کتاب (سیر اَعلام النبلاء) میں تقریبا یہی بات لکھی ہے۔

أبو الهذيل العلاف ورأس المعتزلة أبو الهذيل محمد بن الهذيل البصري العلاف صاحب التصانيف الذي زعم أن نعيم الجنة وعذاب النار ينتهي بحيث إن حرمات أهل الجنة تسكن وقال حتى لا ينطقون بكلمة وأنكر الصفات المقدسة حتى العلم والقدرة وقال هما الله وأن لما يقدر الله عليه نهاية وآخرا وأن للقدرة نهاية لو خرجت إلى الفعل فإن خرجت لم تقدر على خلق ذرة أصلا وهذا كفر وإلحاد • (سير أعلام النبلاء ؛ أبو الهذيل العلاف)

اور فرقہ معتزلہ کا بانی وموسس واصل بن عطاء البصری تھا، پھر اس کے بعد ابو الھذیل حمدان بن الھذیل العلاف ہے جو شیخ المعتزلة، ومقدم الطائفة، ومقرر الطريقة، والمناظر کے القاب سے معروف ہے، اس نے مذہب الاعتزال عثمان بن خالد الطویل سے بطریق واصل بن عطاء کے حاصل کیا۔(الشھرستانی: الملل والنحل ج1 ص

64)اور(فرقة الهُذيلية) اسی کی طرف منسوب ہے۔ اسی طرح ابراہیم بن یسار بن ہانی النظّام نے کتب فلاسفہ کا بکثرت مطالعہ کیا اور فلاسفہ کا کلام معتزلہ کے کلام کے ساتھ ملایا اور (فرقة النظاميّة) اسی کی طرف منسوب ہے ۔(الشہرستانی: الملل والنحل ج1 ص 64)

اسی طرح معمر بن عباد السلمی ہے جس کی طرف(فرقة المعمرية.) منسوب ہے۔ اسی طرح عیسی بن صبیح المکنی بابی موسی الملقب بالمردار اس کو راہب المعتزلہ کہا جاتا تھا(فرقة المردارية) اس کی طرف منسوب ہے۔ اسی طرح ثمامۃ بن أشرس النمیری یہ آدمی بادشاہ المامون اور المعتصم اور الواثق، کے عہد میں(قدريه) فرقہ کا سربراہ تھا، اور اس کے فرقہ کو(الثماميّة) کہا جاتا ہے۔ اسی طرح أبو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ فرقہ معتزلہ کے بہت بڑے لکھاری تھا اور کتب فلاسفہ سے خبر دار اور ادب وبلاغت میں ماہر تھا(الجاحظية) فرقہ اسی کی طرف منسوب ہے۔ اسی طرح ابو الحسین بن ابی عمر الخیاط ہے جو بغداد کا معتزلی ہے (الخياطية) اسی کی طرف منسوب ہے۔ اسی طرح قاضی عبد الجبار بن احمد بن عبد الجبار الھمدانی یہ متاخرین معتزلہ میں سے تھا اور اپنے زمانہ کے بہت بڑا شیوخ المعتزلہ میں سے تھا اور مذہب معتزلہ کے اصول وافکار وعقائد کو بڑا پھیلایا، اور معتزلہ کا بڑا مشہور مناظر تھا۔ حاصل کلام یہ کہ (فرقہ معتزلہ) کے کل بائیس بڑے فرقے بن گئے تھے، ہر فرقہ سب کی تکفیر کرتا تھا، ان فرقوں کی کچھ تفصیل میں نے لکھ دی ہے، اجمالی طور پر ان کے اسماء درج ذیل ہیں:۔

(الواصلية، والعمرية، والهذيلية، والنظامية، والأسوارية، والمعمرية، والإسكافية، والجعفرية، والبشرية، والمردارية، والهشامية، والتمامية، والجاحظية، والحايطية، والحمارية، والخياطية، وأصحاب صالح قبة، والمويسية، والشحامية، والكعبية، والجبايية، والبهشمية المنسوبة إلى أبي هاشم بن الحبالى .) (البغدادی: الفرق بين الفرق ص104)

جس علم کی تدوین کے بنیادی اراکین میں ابو الھذیل العلاف جیسے لوگ شامل ہوں تو پھر اس کے نقش قدم پر چلنے والے لوگ کیسے ہوں گے ؟ پھر اس فن کے لئے جو اصول وضوابط نافذ کئے گئے وہ اسلام کے اصل نہج سے کتنے دور ہوں گے ؟ علماء اسلام نے بعد میں معتزلہ کے رواج دیئے ہوئے نظریات کو مٹانے کی کوشش کی لیکن جو خمیر معتزلہ ڈال چکے تھے وہ

مکمل طور پر پاک نہ ہو سکا، لہذا قدیم علم کلام کی کتب میں اس طرح مباحث بکثرت موجود ہیں، پھر اس فلسفیانہ طرز استدلال و نظریہ نے جو نقصان پہنچایا وہ بالکل ظاہر ہے، حتی کہ آج بھی آزاد طبع لوگ معتزلی نظریات کو قبول کر لیتے ہیں، بہر حال علم کلام ترقی کر تا رہا، علم کلام کی تاریخ کے سلسلہ میں علامہ شہرستانی جیسا مستند و ذمہ دار آدمی رقمطراز ہے کہ

أما رونق علم الكلام فابتداءه من الخلفاء العباسية هارون والمامون والمعتصم والواثق والمتوكل وأما إنتهائه فمن صاحب ابن عباد وجماعة من الديالمة ۔(الملل والنحل ج1ص39)

علم کلام کی ابتداء خلفاء عباسیہ خصوصاً ہارون اور مامون کے دور میں ہوئی، اور معتصم، واثق، متوکل کے عہد سلطنت میں بھی اس فن کو عروج حاصل ہوا، اور پھر یہ فن صاحب بن عباد اور دیالمہ کے وقت میں انتہائی حدود میں داخل ہو گیا۔

ان گھمبیر حالات میں جس کی سرسری جھلک گذشتہ سطور میں آپ نے ملاحظہ کی کہ معتزلہ اور ذیلی گمراہ فرقوں کے نظریات پھیلتے جا رہے تھے اللہ تعالی نے امت محمدیہ کی ہدایت وراہنمائی کے لیے ایسے رجال وافراد کو منتخب کیا جنھوں نے دین حنیف اور عقائد حقہ کی حفاظت وحمایت وصیانت کا کام بڑے اعلی درجات اور منظم طریقہ سے انجام دیا، اور ملحدین وزنادقہ وفرق ضالہ کے اوہام ونظریات کا ادلہ وبراہین سے بھرپور رد کیا، اور معتزلہ اور دیگر فرق ضالہ کے انتشار کے بعد اللہ تعالی نے شیخ ابو الحسن اشعری اور شیخ ابو منصور ماتریدی کو پیدا کیا، لہذا ان دونوں بزرگوں نے عقائد اہل سنت کی حفاظت وحمایت کا کام بڑی محنت شاقہ کے ساتھ شروع کیا، اور صحابہ وتابعین وتبع تابعین کے عقائد کی حفاظت وصیانت کا ذمہ اٹھایا، اور اپنے زبان وقلم سے دلائل نقلیہ وعقلیہ سے اس کا اثبات کیا، اور مستقل کتب وتالیفات میں عقائد اہل سنت کو جمع کیا، اور ساتھ ساتھ معتزلہ اور ان سے نکلنے والے دیگر فرق ضالہ کے شبہات ونظریات کا بڑے زور وشور سے رد کیا، لہذا اس کے بعد تمام اہل سنت اشعری یا ماتریدی کہلانے لگے، اور یہ نسبت اس لئے ضروری تھی تاکہ دیگر فرق ضالہ سے امتیاز وفرق واضح رہے ،، لہذا اس کے بعد ان دو ائمہ کے منہج پر چلنے والے لوگ اہل سنت کہلائے

امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ

ترجمة الإمام أبو الحسن الأشعرى رحمه الله:

أبو الحسن علی بن إسماعیل بن أبي بشر إسحاق بن سالم بن إسماعیل بن عبد الله بن موسى بن بلال بن أبي بُردَةَ عامر ابن صاحب رسول الله ﷺ أبي موسى الأشعری

تاریخ ولادت ووفات:

آپ کی ولادت (260ھ) میں ہوئی، بعض نے (270ھ) بتایا، اور آپ کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے بعض نے (333ھ) بعض نے (326ھ)، بعض نے (330ھ)۔ بغداد میں آپ فوت ہوئے مقام (الکرخ اور باب البصرۃ) کے درمیان مدفون ہوئے۔

ابتداء حیات میں آپ نے مذہب اعتزال أبی علی الجبّائی معتزلی سے پڑھا اور ایک مدت تک اسی پر رہے، پھر آپ نے مذہب اعتزال سے توبہ کیا اور بالکلیہ طور پر اس کو خیر باد کہ دیا، اور بصرہ کی جامع مسجد میں جمعہ کے دن کرسی ومنبر پر چڑھ کر بآواز بلند ببانگ دہل یہ اعلان کیا کہ اے لوگو جس نے مجھے پہچانا اس نے مجھے پہچانا اور جس نے مجھے نہیں پہچانا میں اس کو اپنی پہچان کراتا ہوں لہذا میں فلان بن فلان قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل تھا، اور یہ کہ اللہ تعالی رؤیت آخرت میں آنکھوں کے ساتھ نہیں ہوسکتی، اور یہ کہ بندے اپنے افعال کے خود خالق ہیں، اور اب میں مذہب اعتزال سے توبہ کرتا ہوں اور میں معتزلہ کے عقائد پر رد کروں گا اور ان کے عیوب وضلالات کا پردہ چاک کروں گا، اور میں نے اللہ تعالی سے ہدایت طلب کی اللہ تعالی نے مجھے ہدایت دی، اور میں اپنے گذشتہ تمام نظریات کو اس طرح اتارتا ہوں جس طرح یہ کپڑا اتارتا ہوں، پھر اس کے بعد بطور مثال اپنے جسم پر جو چادر تھی اس اتار کر پھینک دیا، پھر لوگوں کو وہ کتابیں دیں جو مذہب اہل حق اہل سنت کے مطابق تالیف کیں۔

امام اشعری کے تلامذہ:

ایک کثیر مخلوق نے آپ سے استفادہ کیا، بڑے بڑے أعلام الأمة اکابر العلماء نے آپ کے مسلک کی اتباع کی اور نصرۃ عقائد اہل سنت میں آپ کے اصول کو اپنایا، اور آپ کے تلامذہ کی تعداد وتذکرہ علماء امت نے مستقل طور پر آپ کے سوانح میں کیا، قاضی القضاۃ الشیخ تاج الدین ابن الامام قاضی القضاۃ تقی الدین السبکی الشافعی نے اپنی کتاب (طبقات الشافعیہ) میں ایک خاص فصل میں آپ کا تذکرہ کیا۔

امام سبکی الشافعی نے آپ کے ترجمہ کی ابتداء ان الفاظ میں کی۔

شیخنا وقدوتنا إلی اللہ تعالی الشیخ أبو الحسن الأشعری البصری شیخ طریقۃ أھل السنۃ والجماعۃ وإمام المتکلمین وناصر سنۃ سید المرسلین والذاب عن الدین والساعی فی حفظ عقائد المسلمین سعیًا یبقی أثرہ إلی یوم یقوم الناس لرب العالمین، إمام حبر وتقی برحمی جناب الشرع من الحدیث المفتری وقام فی نصرۃ ملّۃ الإسلام فنصرھا نصرًا مؤزرًا وما برح یدلج ویسیر وینھض بساعد التشمیر حتی نقّی الصدور من الشُّبہ کما ینقی الثوب الأبیض من الدنس ووقی بأنوار الیقین من الوقوع فی ورطات ما التبس فلم یترك مقالاً لقائل وأزاح الأباطیل، والحق یدفع ترھات الباطل سُوَرَۃٌ اھ۔

اسی طرح مؤرخ الشام اور حافظ الحدیث الشیخ ابو القاسم علی بن الحسن بن ھبۃ اللہ بن عساکر نے الشیخ ابو الحسن الأشعری کی مناقب ومؤلفات وسوانح پر مستقل کتاب لکھی اور دیگر تمام علماء امت نے بھی اپنی کتب میں آپ کا تذکرہ کیا، اور سب نے آپ کو اہل سنت کا امام قرار دیا۔

المؤرخ الحافظ ابن العماد الحنبلی نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔

الإمام العلامۃ البحر الفھامۃ المتکلم صاحب المصنفات، ثم قال: "وممّا بیض بہ وجوہ أھل السنۃ النبویۃ وسود بہ رایات أھل الاعتزال والجھمیۃ فأبان بہ وجہ الحق الأبلج، ولصدور أھل الإیمان والعرفان أثلج، مناظرتہ مع شیخہ الجبائي التي قصم فیھا ظھر کل مبتدع مرائي" اھ. (شذرات الذھب (2/ 303، 305)).

امام شمس الدین بن خلکان نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔

صاحب الأصول، والقائم بنصرۃ مذھب أھل السنۃ، وإلیہ تنسب الطائفۃ الأشعریۃ، وشھرتہ تغني عن الإطالۃ في تعریفہ" اھ. (وفیات الأعیان (3/ 284،286))

امام ابو بکر بن قاضی شھبۃ نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا۔

الشيخ أبو الحسن الأشعري البصري إمام المتكلمين وناصر سنة سيد المرسلين، والذاب عن الدين" ا.هـ.(طبقات الشافعية (1/ 113))

علامہ یافعی شافعی نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا

الشيخ الإمام ناصر السنة وناصح الأمة، إمام الأئمة الحق ومدحض حجيج المبدعين المارقين، حامل راية منهج الحق ذي النور الساطعوالبرهان القاطع " ا.هـ (مرأة الجنان (2/ 298))

علامہ القرشی الحنفی نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا

صاحب الأصول الإمام الكبير وإليه تنسب الطائفة الأشعرية" (الجواهر المضية في طبقات الحنفية 21/ 544، ہ 54).

علامہ الأسنوی الشافعی نے آپ کا ذکر ان الفاظ میں کیا

هو القائم بنصرة أهل السنة القامع للمعتزلة وغيرهم من المبتدعة بلسانه وقلمه، صاحب التصانيف الكثيرة، وشهرته تغني عن الإطالة بذكره۔ (طبقات الشافعية (1/ 47)

خلاصہ یہ ہے کہ ائمہ اسلام کے اقوال وآراء تعریف وتوصیف امام اشعری اورامام ابو منصور ماتریدی کے متعلق بیان کروں تو ایک مستقل کتاب تیار ہو جائے، بطور مثال چند ائمہ کے اقوال ذکر کر دیئے تا کہ ان لوگوں کو ہدایت ہو جائے، جو جہلاء کی اندھی تقلید میں امت مسلمہ کے کبار ائمہ پر لعن طعن کرتے ہیں، جبکہ ان جہلاء کی اپنی حالت یہ ہے کہ الف باء سے واقف نہیں۔فالی اللہ المشتکی۔

مؤلفات امام ابو الحسن اشعری:

آپ کی کتب وتالیفات بہت زیادہ ہیں، بطور مثال چند کتب کا ذکر کرتا ہوں:

1. إيضاح البرهان في الرد على أهل الزيغ والطغيان.
2. تفسير القرءان، وهوكتاب حافل جامع.
3. الرد على ابن الراوندي في الصفات والقرءان.

4. الفصول في الرد على الملحدين والخارجين عن الملّة.
5. القامع لكتاب الخالدي في الارادة
6. كتاب الاجتهاد في الأحكام.
7. كتاب الأخبار وتصحيحها.
8. تاب الإدراك في فنون من لطيف الكلام.
9. كتاب الإمامة.
10. التبيين عن أصول الدين.
11. الشرح والتفصيل في الرد على أهل الإفك والتضليل.
12. العمد في الرؤية.
13. كتاب الموجز.
14. كتاب خلق الأعمال.
15. كتاب الصفات، وهو كبير تكلم فيه على أصناف المعتزلة والجهمية.
16. كتاب الرد على المجسمة.
17. اللمع في الرد على أهل الزيغ والبدع.
18. النقض على الجبائي.
19. النقض على البلخي.
20. جمل مقالات الملحدين.
21. كتاب في الصفات وهو أكبر كتبه نقض فيه اراء المعتزلة وفند أقوالهم وأبان زيغهم وفسادهم.
22. أدب الجدل.
23. الفنون في الرد على الملحدين.
24. النوادر في دقائق الكلام.
25. جواز رؤية الله تعالى بالأبصار.

26. كتاب الإبانة.

امام ابو منصور ماتریدی

ترجمہ

ھو ابو منصور محمد بن محمد بن محمود الماتریدی السمرقندی، ماتریدی نسبت ہے ماترید کی طرف اور یہ سمرقند ماوراء النھر میں ایک مقام کا نام ہے۔ اورامام ابو منصور الماتریدی کو بھی علماء امت نے "إمام الهدى" و "إمام المتكلمين" و "إمام أهل السنه " وغیر ذلک القابات سے یاد کیا۔ آپ کی تاریخ ولادت کے متعلق کوئی متعین تاریخ تو نہیں ملتی مگر علماء کرام نے لکھاہے کہ آپ کی ولادت عباسی خلیفہ المتوکل کے عہد میں ہوئی، اور آپ کی ولادت امام ابو الحسن اشعری سے تقریبا بیس سال قبل ہوئی ہے۔ اور آپ نے جن مشائخ سے علم حاصل کیا ان سب کی سند امام الجلیل امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت سے جاملتی ہے، اورآپ علوم القرآن الکریم واصول الفقہ وعلم الکلام والعقائد کے بے مثال ومستند امام ہیں، اورآپ کی پوری زندگی حماية الإسلام ونصرة عقيدة أهل السنة والجماعة سے عبارت ہے، اورآپ بالاتفاق اہلسنت والجماعت کے امام جلیل محافظ العقائد اہلسنت، وقاطع الاعتزال والبدع قرارپائے، معتزلہ اور دیگر فرق ضالہ کا اپنی مناظرات ومحاورات میں اور تصنیفات وتالیفات میں بھرپور رد وتعاقب کیا، اور تمام عمر عقائد اہلسنت کی حفاظت وصیانت وتبلیغ وتشہیر کی۔

مؤلفات امام ابو منصور الماتریدی

آپ کے کئی مؤلفات ہیں جن کا تذکرہ علماء امت نے آپ کے ترجمہ میں کیاہے ۔جن میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں۔

1. كتاب "التوحيد"
2. كتاب "المقالات"
3. كتاب "الرد على القرامطة"
4. كتاب "بيان وهم المعتزلة"

5. کتاب "رد الأصول الخمسة لأبي محمد الباهلي"

6. کتاب "أوائل الأدلة للكعبي"

7. کتاب "رد کتاب وعيد الفساق للكعبي"

8. کتاب "رد تهذيب لجدل للكعبي"

9. کتاب "الجدل"

10. وکتاب "مأخذ الشرائع في أصول الفقه"

11. کتاب "شرح الفقه الأكبر"

12. کتاب "تأويلات أهل السنة"

بعض نسخوں میں اس کتاب کا نام "تاويلات الماتريدي في التفسير" ہے۔امام عبد القادر القرشی المتوفی سنۃ 775ھ–اس کتاب کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ ایسی کتاب ہے کہ اس فن میں لکھی گئی پہلی کتابوں میں سے کوئی کتاب اس کے برابر بلکہ اس کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتی۔ اس کتاب کے مقدمہ کی ابتداء ان الفاظ سے ہوتی ہے

"قال الشيخ الإمام الزاهد علم الدين شمس العصر، رئيس أهل السنة والجماعة أبو بكر محمد بن أحمد السمرقندي رحمه الله تعالى: إن كتاب التاويلات المنسوب إلى الشيخ الإمام أبي منصور الماتريدي رحمه الله كتاب جليل القدر، عظيم الفائدة في بيان مذهب أهل السنة والجماعة في أصول التوحيد، ومذهب أبي حنيفة وأصحابه رحمهم الله في أصول الفقه وفروعه على موافقة القرأن". ا.هـ.

صاحب کتاب "کشف الظنون" نے یہ تصریح کی ہے کہ یہ کتاب آٹھ جلدوں میں ہے اور الشیخ علاء الدین بن محمد بن احمد نے اس کو جمع کیا ہے۔ حاصل یہ کہ بطور مثال آپ کے علمی میراث کی ایک جھلک آپ نے ملاحظہ کی، اور جیسا کہ میں گزشتہ سطور میں عرض کر چکا ہوں کہ ان دو جلیل القدر ائمہ اہلسنت کے ترجمہ وسوانح وکمالات وکارناموں پر مستقل کتب موجود ہیں، یہاں تو اختصار کے ساتھ ان کا تذکرہ مقصود ہے، تاکہ ایک صالح متدین آدمی کے علم میں اضافہ ہو اور اس کے

دل میں ان جلیل القدر ائمہ اہلسنت کا احترام و عظمت زیادہ ہو جائے، اور جو شخص جہل کی وجہ سے ان کے ساتھ بغض رکھتا ہے ان پر لعن طعن کرتا ہے اس کی اصلاح ہو جائے۔

امام ماتریدیؒ کی تاریخ وفات:

صاحب کتاب "کشف الظنون" نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی وفات (332ھ) میں ہوئی ہے، دیگر کئی مؤرخین نے سنہ وفات (333ھ) بھی لکھی ہے۔ علامہ عبد اللہ القرشی نے بھی "الفوائد البهية" میں سنہ وفات (333ھ) بتائی ہے اور آپ کی قبر سمرقند میں ہے۔

امت مسلمہ کے کبار محدثین ومفسرین وفقہاء وائمہ اشعری وماتریدی ہیں۔ بطور مثال چند کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

1. الإمام الحافظ أبو الحسن الدارقطني رحمه الله تعالى ، تفصیل دیکھئے ، (تبيين كذب المفتري 255، السير 558/17، أثناء ترجمة الحافظ أبي ذر الهروي، وتذكرة الحفاظ 1104/3)۔
2. الحافظ أبو نعيم الأصبهاني رحمه الله تعالى، صاحب حلية الأولياء، امام اشعریؒ کے متبعین میں سے ہیں (تبيين كذب المفتري 246، الطبقات الكبرى للتاج السبكي 370/3)۔
3. الحافظ أبو ذر الهروي عبد بن أحمد رحمه الله تعالى تفصیل دیکھئے گذشتہ حوالے اور ، (الطبقات الكبرى للتاج السبكي 370/3)۔
4. الحافظ أبو طاهر السلفي رحمه الله تعالى، (الطبقات 372/3)۔
5. الحافظ الحاكم النيسابوري رحمه الله تعالى صاحب المستدرك على الصحيحين۔

اپنے زمانہ کے امام اہل الحدیث ہیں کسی تعارف محتاج نہیں ہیں۔ اور علماء امت کا اتفاق ہے کہ امام حاکم ان بڑے علم والے ائمہ میں سے ایک ہیں جن کے ذریعہ سے اللہ تعالی نے دین متین کی حفاظت کی۔ (تبيين كذب المفتري ص/227)۔

6. الحافظ ابن حبان البستي رحمه الله تعالى صاحب الصحيح وكتاب الثقات وغيرها، الإمام الثبت القدوة إمام عصره ومقدم أوانه۔

7. الحافظ أبو سعد ابن السمعاني رحمه الله تعالى، صاحب كتاب الأنساب. (الطبقات 372/3)۔

8. الإمام الحافظ أبو بكر البيهقي رحمه الله تعالى صاحب التصانيف الكثيرة الشهيرة۔

9. الإمام الحافظ ابن عساكر رحمه الله تعالى۔

10. الإمام الحافظ الخطيب البغدادي رحمه الله تعالى، (التبيين ص / 268)۔

11. الإمام الحافظ محي الدين يحيى بن شرف النووي محي الدين رحمه الله تعالى۔

امام نووی ؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں، دنیا کا کون سا حصہ ایسا ہے جہاں آپ کی کتاب ریاض الصالحین اور کتاب الاذکار اور شرح صحیح مسلم نہیں ہے؟؟

12. شيخ الإسلام الإمام الحافظ أبو عمرو بن الصلاح رحمه الله تعالى۔

13. الإمام الحافظ ابن أبي جمرة الأندلسي مسند أهل المغرب رحمه الله تعالى۔

14. الإمام الحافظ الكرماني شمس الدين محمد بن يوسف رحمه الله، صاحب الشرح المشهور على صحيح البخاري۔

15. الإمام الحافظ المنذري رحمه الله تعالى صاحب الترغيب والترهيب.

16. الإمام الحافظ الأبي رحمه الله تعالى شارح صحيح مسلم.

17. الإمام الحافظ ابن حجر العسقلاني رحمه الله تعالى (امام حافظ ابن حجرؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں)

18. الإمام الحافظ السخاوي رحمه الله تعالى.

19. الإمام الحافظ السيوطي رحمه الله تعالى.

20.الإمام القسطلاني رحمه الله تعالى شارح الصحيح.

21. الإمام الحافظ المناوي رحمه الله تعالى

خلاصہ کلام یہ کہ اگر اشاعرہ وماتریدیہ علماء امت کی صرف اسماء کو بھی جمع کیا ہے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے، مذکورہ بالا ائمہ میں اکثر شافعی المسلک ہیں، اس کے بعد احناف، مالکیہ، حنابلہ، کے تمام حفاظ حدیث وائمہ اسلام جو کہ اشاعرہ وماتریدیہ ہیں ان کا تذکرہ ہماری بس سے باہر ہے، کیونکہ علماء اسلام کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر رہے جنہوں نے عقائد واصول میں امام ابوالحسن الأشعری ؒ اور امام ابو منصور الماتریدی ؒ کی اتباع کی، یہاں سے آپ ان جاہل لوگوں کی جہالت وحماقت کا اندازہ بھی لگالیں، جو یہ کہتے ہیں کہ اشعری وماتریدی تو گمراہ ہیں (معاذاللہ) کیا اتنے بڑے کبارائمہ گمراہوں لوگوں کی اتباع کرنے والے تھے ؟ بس جہالت اور اندھی تقلید کی زندہ مثالیں کسی نے دیکھنی ہو تو وہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل عوام وخواص کو دیکھ لے، کوئی کسی شخص یا کسی مسئلہ کے بارے علم نہیں ہوتا لیکن ضد وتعصب واندھی تقلید میں اس کو پھیلاتے جاتے ہیں، اور دلیل یہ ہوتی ہے کہ فلاں شیخ صاحب سے سنا ہے، اب اگر اس جاہل شیخ کی غلطی کوئی ظاہر کر بھی دے پھر بھی یہ بے وقوف لوگ اس جاہل شیخ کی دم نہیں چھوڑتے، اور جواب بزبان حال وقال یہی دیتے ہیں کہ خبر دینے والا نائی بڑا پکا ہے، آخر ایسی ضد وجہالت کا علاج کس کے پاس ہے؟؟

وسوسہ = اشاعرہ اور ماتریدیہ میں مسائل عقیدہ میں اختلاف ہے تو پھر ان میں حق پر کون ہوا؟؟

جواب= اشاعرہ اور ماتریدیہ میں اصول عقیدہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے، چند فروعی مسائل میں اختلاف ہے جو کہ مضر نہیں ہے یہ ایسا اختلاف نہیں ہے جس کی بنا پر ان میں سے کوئی فرقہ ناجیہ ہونے سے نکل جائے، لہذا امام اشعریؒ اور امام ماتریدیؒ کے مابین بعض جزئی اجتہادی مسائل میں اختلاف ہے، اور علماء امت نے ان مسائل کو بھی جمع کیا ہے، امام تاج الدین السبکی رحمہ اللہ نے ان مسائل کو جمع کیا اور فرمایا کہ یہ کل تیرہ مسائل ہیں،

تفحصت كتب الحنفية فوجدت جميع المسائل التى فوجدت جميع المسائل التى بيننا وبين الحنفية خلاف فيها ثلاث عشرة مسائل منها معنوي ست مسائل والباقي لفظي وتلك الست

المعنوية لا تقتضي مخالفتهم لنا ولا مخالفتنا لهم تكفيراً ولا تبديعاً، صرّح بذلك أبو منصور البغدادي وغيره من أئمتنا وأئمتهم (طبقات الشافعية ج 3 ص 38)

امام تاج الدین سُبکی شافعی فرماتے ہیں کہ میں نے احناف کی کتابوں کا بغور مطالعہ کیا تو میں نے صرف تیرہ مسائل کو پایا جن میں ہمارا اختلاف ہے اور ان میں چھ مسائل میں تو محض معنوی (تعبیر کا) اختلاف ہے اور باقی (سات) مسائل میں محض لفظی اختلاف ہے، اور پھر ان چھ مسائل میں معنوی (تعبیر کا) اختلاف کا مطلب ہر گز یہ نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کی تکفیر اور تبدیع (بدعت کا حکم) کریں، استاذ اُبو منصور البغدادی وغیرہ نے ہمارے ائمہ میں اور اسی طرح ائمہ احناف نے بھی یہی تصریح کی ہے۔ بالکل یہی بات علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے بھی کی ہے۔

وقال العلامة على القارى فى المرقات وماوقع من الخلاف بين الماتريدية والأشعرية فى مسائل فهى ترجع الى الفروع فى الحقيقة فانها لفظيات فلم تكن من الإعتقادات المبنية على اليقينيات بل قال بعض المحققين ان الخُلف بيننا فى الكل لفظي اهـ (ج 1 ص 306)

اشعریہ وماتریدیہ کے مابین بعض مسائل میں اختلاف حقیقت میں فروعی اختلاف ہے، اور یہ ظنی مسائل ہیں ان اعتقادی مسائل میں سے نہیں ہیں جو یقینیات کے اوپر مبنی ہیں، بلکہ بعض محققین نے تو یہ کہا ہے کہ اشاعرہ اور ماتریدیہ کے درمیان سب مسائل خلافیہ میں محض لفظی اختلاف ہے ۔ لہٰذا اشاعرہ اور ماتریدیہ عقائد میں ایک ہیں اور ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ اشعری ماتریدی ہے اور ماتریدی اشعری ہے ، کیونکہ ان دونوں جلیل القدر ائمہ نے تو عقائد حقہ کو جمع ونشر کیا ہے اور اصول عقائد ان کے پاس وہی ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعینؒ وتبع تابعینؒ کے تھے، بس ان دواماموں نے تو ان عقائد کی تبلیغ وتشہیر ونصرت وحفاظت وحمایت کی تو جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعینؒ وتبع تابعینؒ عقائد تھے وہی اشاعرہ اور ماتریدیہ کے عقائد ہیں، اب وہ لوگ کتنے خطرے میں ہیں جو احناف اور امام ابو حنیفہؒ سے ضد وتعصب کی بناپر اشاعرہ اور ماتریدیہ کے عقائد کو گمراہ وغلط کہ دیتے ہیں۔

اگر امام بخاریؒ نے اپنی صحیح بخاری میں صحیح احادیث کو جمع کرنے کا اہتمام کیا تو اب اگر کوئی بے وقوف شخص امام بخاری کے ساتھ عداوت وتعصب کی بناپر صحیح بخاری کا انکار کرے یا اس کو غلط کہے تو ایسا شخص حقیقت میں احادیث رسول ﷺ

کے انکار کا ارتکاب کر رہا ہے، کیونکہ امام بخاری ؒ نے تو صرف احادیث رسول ﷺ کی حفاظت وصیانت کی اور ان کو اپنی کتاب میں جمع کر دیا، بعینہٖ یہی حال ہے امام اشعری ؒ اور امام ماتریدی ؒ کا ہے کہ ان دو ائمہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم تابعین ؒ و تبع تابعین ؒ کے عقائد حقہ کی حفاظت وحمایت کی اور اپنی کتابوں میں اس کو لکھ کر آگے لوگوں تک پہنچا دیا، اب کوئی جاہل کوڑ مغز اشاعرہ اور ماتریدیہ کے عقائد کو گمراہ کہے تو اس کی اس بکواس کا پہلا نشانہ کون بنتا ہے؟؟

سوال = امام ابو الحسن اشعری اور امام ابو منصور ماتریدی کے بعد لوگ اپنے آپ کو اشعری وماتریدی کیوں کہنے لگے؟؟ اور اشاعرہ و ماتریدیہ کی نسبت کیوں اختیار کی گئی؟؟

جواب = اس سوال کا جواب چوتھی صدی ہجری کے عالم اور امت مسلمہ کے مستند ومعتبر امام وفقیہ ومحدث ومفسر حفظ واتقان وضبط میں سب سے فائق مرجع العوام والخواص تمام علوم الشرعیۃ کے بے مثل امام، میری مراد امام حافظ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی رحمہ اللہ تعالی ہیں، جن کے متعلق حدیث ورجال کے مستند امام حافظ ذہبی اس طرح تبصرہ کرتے ہیں، کہ اگر امام بیہقی چاہے تو اپنا ایک مستقل اجتہادی مذہب ومسلک بنا لیتے کیونکہ اجتہاد پر قادر تھے اور علوم میں وسعت رکھتے تھے اور اختلاف کی معرفت رکھتے تھے ۔ یعنی امام بیہقی میدان اجتہاد کے شہسوار تھے لیکن باوجود اس اہلیت وکمال کے دین میں امام شافعی کی راہنمائی وتقلید کا دامن پکڑا، خیر میں نے یہ چند کلمات اس لئے عرض کئے تا کہ امام بیہقی کا مرتبہ پہلے ذہن نشین ہو جائے، اب میں مذکورہ سوال کا جواب اسی امام کی زبانی نقل کرتا ہوں ،

وقال الحافظ أبو بكر البيهقي رحمه الله تعالى

إلى أن بلغت النوبة إلى شيخنا أبي الحسن الأشعري رحمه الله فلم يحدث في دين الله حَدَثاً، ولم يأت فيه ببدعة، بل أخذ أقاويل الصحابة والتابعين ومن بعدهم من الأئمة في أصول الدين فنصرها بزيادة شرح وتبيين،الخ (تبيين كذب المفترى 103، الطبقات الكبرى للتاج السبكى 397/3)

یہاں تک کہ نوبت ہمارے شیخ ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ تک جا پہنچی پس اس (ابو الحسن اشعری) نے دین میں کوئی نئی چیز ایجاد نہیں کی، اور نہ کوئی بدعت لے کر آئے، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم وتابعین ؒ و تبع تابعین ؒ اور ان کے بعد آنے والے ائمہ اصول الدین کے اقوال (وعقائد) کو لیا اور اس کی بھرپور نصرت کی اور اس کی مزید شرح و تبیین و تفسیر

کی۔ دیگر ائمہ نے بھی یہی بات کہی ہے، کہ اشعری وماتریدی کی طرف نسبت وانتساب کی حقیقت صرف یہی ہے کہ ان دوائمہ نے اپنی پوری زندگی عقائد اہلسنت کی حفاظت وصیانت ودفاع وجمع وتدوین وتبلیغ وتشہیر میں صرف کر دی، لہذا تمام اہلسنت ہر زمانہ میں ان کے بعد ان کی طرف نسبت کرنے لگے، تاکہ دیگر گمراہ وبدعتی افراد وجماعات سے امتیاز وفرق رہے۔ اللہ تعالی تمام اہل اسلام کو صحیح سمجھ وہدایت نصیب کرے اور ہر قسم کے شیطانی وساوس سے محفوظ رکھے۔

الأشاعرة والماتريدية أهل السنة والجماعة

فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل جہلاء عوام الناس کو ایک وسوسہ پڑھادیتے ہیں، اور جاہل اندھے مقلد عوام اسی وسوسہ کو یاد کرکے رات دن گردانتے رہتے ہیں، اور اپنے زعم میں بڑے خوش ہوتے ہیں کہ اب ہم نے صراط مستقیم پالیا ہے، ہمارا عمل توصرف قرآن وحدیث پر ہے۔ انہی وساوس میں سے ایک وسوسہ کاذبہ یہ بھی ہے اشاعرہ وماتریدیہ گمراہ ہیں، اب جاہل آدمی کو کچھ پتہ نہیں کہ اشاعرہ وماتریدیہ کون ہیں؟ ان کے کیاعقائد ونظریات ہیں؟ ان کی کیا تاریخ ہے؟ ان کا کون ساعقیدہ گمراہ ہے؟ بس اس جاہل کے پاس دلیل وثبوت یہی ہے کہ فلاں شیخ صاحب نے کہا ہے، کذب وجہالت کی اندھی تقلید کی جیتی جاگتی تصویر کسی نے دیکھنی ہو تو وہ آج کل کے فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل عوام دیکھ لے، ان بے چاروں کی حالت بہت قابل رحم ہے کیونکہ ان کو قرآن وحدیث کے نام پر فرقہ جدید اہل حدیث میں داخل کیا جاتا ہے اور پھر درپردہ چند جہلاء کی اندھی تقلید کرائی جاتی ہے جن کو شیخ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور یہی وساوس ان کو یاد کروائے جاتے ہیں، آپ ازراہ امتحان کسی عامی نام نہاد اہل حدیث یا غیر مقلد سے پوچھ لیں کہ فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل ہونے کے بعد کتنا قرآن سیکھا؟ کتنی سنتیں سیکھی؟ کتنی احادیث یاد کیں؟ کتنی مسنون دعائیں یاد کیں؟ کتنے آداب شرعیہ سیکھ لئے؟ جواب زیرو ہوگا۔ گذشتہ سطور میں اشاعرہ وماتریدیہ کی تعریف وحقیقت وتاریخ وعقائد کے حوالہ سے کچھ تفصیل پیش کی گئی، خوب یادرکھیں کہ امت مسلمہ میں امام ابوالحسن اشعری اورامام ابومنصورماتریدی کے مذہب کے ظہور کے بعد تمام کباراہل علم مفسرین ومحدثین وفقہاء واصولیین ومتکلمین واہل لغت ومؤرخین وقائدین ومصلحین وغیرھم اشاعرۃ یا ماتریدیہ ہی کہلائے، کیونکہ ان دوجلیل القدر اماموں نے عقائد صحابہ کرام رضی اللہ عنھم وتابعین ؒ وتبع

تابعینؒ ہی کو جمع کیا، اسی طرح بعد میں آنے والے عوام وخواص مسلمین نے عقائد واصول میں انہی دواماموں کی طرف اپنی نسبت کی، بطور مثال چند ائمہ اسلام کے اسماء گرامی پیش خدمت ہیں جو اشعری یا ماتریدی کہلائے۔

أهل التفسير ومفسرين وعلماء علوم القرآن

القرطبي = وابن العربي = والرازي = وابن عطية = المحلي = البيضاوي = الثعالبي = أبو حيان = ابن الجزري = الزركشي = السيوطي = الآلوسي = الزرقاني = النسفي = القاسمي وغيرهم كثير رحمهم الله

اهل الحديث ومحدثين وعلماء علوم الحديث

الحاكم = البيهقي = الخطيب البغدادي = ابن عساكر = الخطابي = أبو نعيم الأصبهاني = القاضي عياض =ابن الصلاح =المنذري =النووي =العز بن عبد السلام =الهيثمي =المزي =ابن حجر =ابن المنير =ابن بطال اورشراح الصحيحين = اورشراح السنن = العراقي وابنه =ابن جماعة =العيني =العلائي =ابن فورك =ابن الملقن =ابن دقيق العيد =ابن الزملكاني =الزيلعي =السيوطي =ابن علان =السخاوي =المناوي =علي القاري =البيقوني =اللكنوي =الزبيدي وغيرهم رحمهم الله

أهل الفقه وفقهاء وعلماء اصول الفقه

الحنفية:

ابن نجيم =الكاساني =السرخسي =الزيلعي =الحصكفي =الميرغناني =الكمال بن الهمام =الشرنبلالي =ابن أمير الحاج =البزدوي =الخادمي =عبد العزيز البخاري وابن عابدين =الطحطاوي وغيرهم كثير رحمهم الله

المالكية:

ابن رشد =القرافي =الشاطبي =ابن الحاجب =خليل =الدردير =الدسوقي =زروق =اللقاني =الزرقاني =النفراوي =ابن جزي =العدوي =ابن الحاج =السنوسي =ابن عليش وغيرهم كثير رحمهم الله

الشافعية:

الجويني وابنه =الرازي =الغزالي =الآمدي =الشيرازي =الاسفرائيني =الباقلاني =المتولي =السمعاني =ابن الصلاح =النووي =الرافعي =العز بن عبد السلام =ابن دقيق العيد =ابن الرفعة =الأذرعي

=الإسنوي =السبكي وابنه =البيضاوي =الحصني =زكريا الأنصاري =ابن حجر الهيتمي =الرملي =الشربيني =المحلي =ابن المقري =البجيرمي =البيجوري =ابن القاسم =قلوبي =عميرة =الغزي =ابن النقيب =العطار =البناني =الدمياطي =آل الأهدل وغيرهم كثير رحمهم الله

أهل التواريخ وسير وتراجم

القاضي عياض =المحب الطبري =ابن عساكر =الخطيب البغدادي =أبو نعيم الأصبهاني =ابن حجر =المزي =السهيلي =الصالحي =السيوطي =ابن الأثير =ابن خلدون =التلمساني =الصفدي =ابن خليكان وغيرهم كثير رحمهم الله

أهل اللغة وعلماء علوم اللغة

الجرجاني =الغزويني =ابن الأنباري =السيوطي =ابن مالك =ابن عقيل =ابن هشام =ابن منظور =الفيروزآبادي =الزبيدي =ابن الحاجب =الأزهري =أبو حيان =ابن الأثير =الجرجاني =الحموي =ابن فارس =الكفوي =ابن آجروم =الحطاب =الأهدل وغيرهم كثير. رحمهم الله

یہ چند مشہور ائمہ اسلام ومشاہیر اسلاف امت کے اسماء کی طرف ایک اشارہ کردیا، ان میں سے ہر ایک عالم و امام اپنی ذات میں ایک انجمن ہے اور علم ومعرفت کا ایک خزانہ ہے، یہ سب ائمہ اسلام اور ان کے علاوہ سب اشاعرۃ یا ماتریدیہ تھے، اور اگر تمام علماء اشاعرۃ وماتریدیہ کے صرف اسماء کو بھی جمع کیا جائے تو بڑے بڑے دفتر تیار ہو جائیں، حاصل یہ کہ علماء حنفیہ ماتریدیہ ہیں، علماء مالکیہ وشافعیہ اشعریہ ہیں، اور علماء حنابلہ اثریہ ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جن مشاہیر ائمہ کے اسماء ہم نے ذکر کئے ہیں، اور جن کے نام ذکر نہیں کئے وہ بھی بہت زیادہ ہیں، کیا یہ سب گمراہ اور اہلسنت والجماعت سے خارج تھے ؟؟ (معاذاللہ)

امام محمد سفاريني الحنبلي (صاحب العقيدة السفارينية) فرماتے ہیں اپنی کتاب (لوامع الأنوار) میں کہ اہل سنت کی تین جماعتیں ہیں،

1 = الاثریہ، ان کا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ہے۔

2 = الاشعریہ، ان کا امام ابوالحسن اشعری رحمہ اللہ ہے۔

3= الماتردیہ، ان کا امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ ہے ۔

قال الإمام محمد السفاريني الحنبلي صاحب العقيدة السفارينية : حيث قال في كتابه لوامع الأنوار شرح عقيدته (1/73) أهل السنة والجماعة ثلاث فرق ،

الأثرية وإمامهم أحمد بن حنبل رحمه الله والأشعرية وإمامهم أبوالحسن الأشعري رحمه الله، والماتردية وإمامهم أبو منصور الماتريدي رحمه الله اهـ

وسوسہ = علماء دیوبند قبور سے فیض حاصل کرنے کا عقیدہ رکھتے ہیں جو کہ ایک شرکیہ عقیدہ ہے ۔

جواب = فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں فی زمانہ کچھ نام نہاد شیوخ عوام الناس کو گمراہ کرنے کے لئے یہ وسوسہ استعمال کرتے ہیں، ان کا دجل وفریب اس طرح ہوتا ہے کہ حکایات وسوانح اور وعظ ونصیحت وتصوف وغیرہ کسی کتاب ورسالہ سے کوئی بات لیتے ہیں اور کوئی مُحتمل ومُشتبہ عبارت پیش کرتے ہیں اور پھر عوام سے کہتے ہیں کہ یہ علماء دیوبند کا عقیدہ ہے، اوراس طرح کرکے جاہل عوام کو ورغلاتے ہیں ،خوب یاد رکھیں ہمارے اکابر ومشائخ حضرات علماء دیوبند(کثرھم اللہ سوادھم) کا مسلک ومنہج تمام امور میں افراط وتفریط سے پاک اور مبنی بر اعتدال ہے اوراعتدال کی یہ شان ان اکابر اعلام کا ایک خصوصی وصف وامتیاز ہے، لیکن اعتدال کا یہ طریق اختیار کرنے کی وجہ سے کچھ جہلاء نے بوجہ جہالت وتعصب وحسد کے ان اکابر اعلام کو افراط وتفریط میں مبتلا قرار دیا،چند جہلاء مذکورہ بالا وسوسہ پیش کرکے عوام کو یہ باور کراتے ہیں کہ قبور سے فیض کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ قبر پرست ہیں ، قبور کا طواف کرتے ہیں ،اہل قبور سے استمداد کرتے ہیں، ان کو مشکل کشا حاجت روا سمجھتے ہیں وغیرہ (معاذاللہ)۔

خوب یادرکھیں ہمارے اکابر ومشائخ حضرات علماء دیوبند میں سے کسی نے بھی یہ تعلیم نہیں دی بلکہ قبور واہل قبور سے متعلق بھی ان کا مسلک اعتدال والا ہے نہ تو اتنی تفریط ہے کہ اہل قبور کی زیارت ودعا و ایصال ثواب کو بھی منع کردیں،اورنہ اتنا افراط ہے کہ قبور سے متعلق تمام مُروجہ بدعات وخرافات کو جائز قراردیں،لہذا احادیث مبارکہ سے قبور کی زیارت ودعاء

مسنون وایصال ثواب برائے اہل قبور ثابت ہے، تو یہی تعلیم وطریق علماء دیوبند کا بھی ہے، باقی اس سے زیادہ اگر کوئی شخص وساوس پیش کرے تو اس کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ وساوس کا اصل علاج عدم التفات ہے۔

انبیاءواولیاءوصالحین کی قبور سے فیض حاصل کرنے کا عام فہم مطلب

حدیث میں آتا ہے کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گھڑوں میں سے ایک گھڑا ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : إِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ ، أَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ۔

(رواه الترمذي في سننه ، والبيهقي في شعب الإيمان ، والطبراني)

اب قبر کا یہ گھڑا جس میں انبیاء وصحابہ واولیاء اللہ وعلماء وصُلحاء مدفون ہیں ہمارا اعتقاد ہے کہ یہ جنت کے باغات ہے، جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا، اب جنت اللہ تعالی کے انعامات ورحمتوں وتجلیات کا مقام ہے تو صالحین کے قبور پر اللہ تعالی کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے، لہذا زیارت کرنے والا شخص اس رحمت سے محروم نہیں رہتا اگرچہ اس کو محسوس ہو یا نہ ہو، یہی سارا مفہوم ہے فیض وفائدہ کا، ایک لحظہ کے لئے اس حدیث کو سامنے رکھ کر یہ دیکھیں کہ انبیاء وصحابہ وعلماء وصالحین کے قبور جنت کے باغ ہیں یقینا اس بات میں کوئی شک نہیں کر سکتا، لہذا جنت کے ان باغات کی زیارت ونفع کا کون انکار کر سکتا ہے ؟؟ باقی قبور کا طواف اور سجدے کرنا، وہاں چراغ جلانا، قبر پر اذان پڑھنا، وہاں عرس میلے قوالی کرنا، قبر کو بوس وکنار کرنا ، ان سے حاجات طلب کرنا، ان کو متصرف سمجھنا وغیرہ سب بدعات وخرافات ہیں۔

صحیح البخاری میں امام بخاریؒ نے ایک باب قائم کیا ہے:

"باب ماجاء في قبر النبي ﷺ وأبي بكر وعمر رضي الله عنهما" اس باب کے تحت امام بخاری ؒ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث نقل کی ہے جس میں انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حجرۃ النبویہ میں دفن ہونے کی اجازت مانگی تھی انہوں نے کہا تھا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے پسند کی تھی لیکن میں آج یہ جگہ ان کو دیتی ہوں۔ الحدیث

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

وفيه الحرص على مجاورة الصالحين في القبور طمعا في إصابة الرحمة إذا نزلت عليهم وفي دعاء من يزورهم من أهل الخير

یعنی اس حدیث میں ثبوت ہے اس بات کا کہ صالحین کے ساتھ قبور میں پڑوسی ہونے کا حرص کرنا چاہیئے اس امید ونیت سے کہ صالحین پر نازل ہونے والی رحمت اس کو بھی پہنچے گی اور نیک صالح لوگ جب ان کی زیارت کریں گے اور دعا کریں گے تو اس کو بھی حصہ ملے گا۔ اسی طرح ایک حدیث حسن میں ہے کہ بعض صحابہ نے کسی قبر پر اپنا خیمہ نصب کیا اور اس معلوم نہیں تھا کہ یہ قبر ہے، پس اس قبر میں ایک انسان سورۃ {تبارک الذي بیدہ الملک} پڑھ رہا تھا یہاں تک کہ سورۃ ختم کر دی، جب حضور ﷺ کے پاس تشریف لائے تو عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اپنا خیمہ ایک قبر پر نصب کیا اور مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ قبر ہے، پس اس قبر میں ایک انسان سورۃ {تبارک الذي بیدہ الملک} پڑھ رہا تھا یہاں تک کہ سورۃ ختم کر دی، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سورۃ عذاب قبر کو روکتی ہے عذاب قبر سے نجات دیتی ہے اس (صاحب قبر) کو عذاب قبر سے نجات دیتی ہے۔

وقال الإمام الترمذي بسنده عن ابن عباس قال:

ضرب رجل من أصحاب رسول الله ﷺ خباءه على قبر وهو لا يحسب أنه قبر ، فإذا قبر إنسان يقرأ سورة " الملك " حتى ختمها ، فأتى النبي ﷺ فقال : يا رسول الله ، ضربت خبائي على قبر وأنا لا أحسب أنه قبر، فإذا قبر إنسان يقرأ سورة " الملك " حتى ختمها ؟ فقال رسول الله ﷺ: " هي المانعة ، هي المنجية تنجيه من عذاب القبر " . قال : حديث حسن غريب. (ورواه الطبراني في الكبير، وأبونعيم في الحلية ، والبيهقي في إثبات عذاب القبر)

قبور اولیاء سے فیض کا مطلب استمداد و استغاثہ نہیں ہے

سوال = مردوں سے بطریق دعا، مدد چاہنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب = مدد چاہنا تین قسم کا ہے۔

1. ایک یہ کہ اہل قبور سے مدد چاہے اسی کو سب فقہاء نے ناجائز لکھا ہے۔

2. دوسرے یہ کہ کہے اے فلاں خدا تعالی سے دعا کر کہ فلاں کام میرا پورا ہو جائے یہ مبنی ہے اس بات پر کہ مردے سنتے ہیں کہ نہیں، جو سماع موتی کے قائل ہیں ان کے نزدیک درست، دوسروں کے نزدیک ناجائز، (سماع موتی کے مسئلہ میں صحابہ کے زمانہ سے اختلاف ہے دونوں طرف اکابر ودلائل ہیں لہذا ایسے اختلافی امر کا فیصلہ کون کر سکتا ہے، لیکن بہتر یہ ہے اس دوسری قسم پر بھی عمل نہ کرے)۔

3. تیسرے یہ کہ دعا مانگے الہی بحرمت فلاں میرا کام پورا کر دے یہ بالاتفاق جائز ہے (فتاوی رشیدیہ ص 57) حضرت گنگوھی رحمہ اللہ کی یہ فتوی بالکل واضح ہے کہ مردوں سے مدد طلب کرنا تمام فقہاء کے نزدیک ناجائز ہے ، اور یہی فیصلہ وفتوی تمام اکابر علماء دیوبند کا بھی ہے ، لہذا جو لوگ فیض عن القبور کا مطلب استعانت واستمداد وغیرہ بیان کر کے اس کو اکابر علماء دیوبند کا عقیدہ قرار دیتے ہیں، یہ سب دجل وفریب ہے، ھداھم اللہ

قبور اور اہل قبور کے متعلق فرقہ جدید اہل حدیث کے اکابر کا مذہب

جیسا کہ میں گذشتہ سطور میں عرض کر چکا کہ اس فرقہ جدید کے اکابر اور آج کل کے اس فرقہ جدید کے ہم نواؤں میں بہت سخت اختلاف ہے ، مثلا اسی مذکورہ مسئلہ میں اس فرقہ جدید اہل حدیث کے بانی و مُوجد نواب صدیق حسن خان صاحب کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں اپنی کتاب (اَلتاجُ المُکلل) میں اپنے والد ابو احمد حسن بن علی الحُسینی البخاری القنوجی کے تذکرہ میں لکھا کہ

لایَزال یُری النورعَلی قبره الشريف والناسُ يَتَبَرَّكُون به.

آپ کی کی قبر شریف پر ہمیشہ نور رہتا ہے اور لوگ آپ کی قبر سے تبرک حاصل کرتے ہیں۔ (ألتاجُ المُكلل صفحہ 543، مکتبہ دارالسلام)

اسی طرح فرقہ جدید اہل حدیث کے بانی علامہ وحید الزمان صاحب بھی یہی فرماتے ہیں کہ

ولازال السلف والخلف يَتَبَرَّكُون بآثارالصلحاء ومشاهدهم ومقاماتهم وآبارهم وعيونهم۔

یعنی سلف وخلف سب صالحین کے آثار، اور ان کی قبروں سے ، اوران کے مقامات، اور ان کے کنوں سے ، اور ان کے چشموں سے تبرک حاصل کرتے تھے۔ آگے علامہ وحید الزمان صاحب فرماتے ہیں کہ

ولم يقل احد ان التبرک بمثل هذه الاشياء شرک

یعنی کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ اس قسم کی اشیاء سے تبرک حاصل کرنا شرک ہے ۔

آگے علامہ وحید الزمان صاحب فرماتے ہیں کہ

ترجى سرعة الإجابة عند قبرالنبي ﷺأوغيره من المواضع المتبركة قال الشافعي قبرموسى الكاظم ترياق مجرب وروى الشيخ ابن حجرالمكي في القلائد عن الشافعي قال إني أستبرك بقبرأبي حنيفة واذا عرضت لي حاجة أجيئ عند قبره وأصلي ركعتين وأدعوالله عنده فتقضي حاجتي

آپ ﷺ کے قبر مبارک اوراس کے علاوہ مقامات متبرکہ میں دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے، امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ موسیٰ کاظم کی قبر تریاق مجرب ہے، اورالشیخ ابن حجر المکی نے اپنی کتاب "القلائد" میں امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت کیاہے، فرمایا کہ میں ابو حنیفہؒ کے قبر سے تبرک حاصل کرتا ہوں، اور جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو میں ابو حنیفہ کے قبر کے پاس آتاہوں اوردو رکعت نماز پڑھتاہوں، اوراللہ تعالیٰ سے دعا کرتاہوں پس میری حاجت پوری ہو جاتی ہے ۔

علامہ وحید الزمان صاحب نے ایک فصل قائم کیا ہے " مَقرِارواح " کے متعلق اورآٹھ مذاہب نقل کئے ہیں، اسی فصل میں فرماتے ہیں کہ

وقال شيخنا ابن القيم فثبت بهذا انه لامنافات بين كون الروح في عليين أوفي الجنة أوفي السماء وبين اتصاله بالبدن بحيث تدرك وتسمع وتصلي وتقرأ،

اور ہمارے شیخ ابن قیم نے فرمایا کہ اس سے ثابت ہوا کہ اس میں کوئی منافات نہیں ہے کہ روح علیین میں ہو یا جنت میں ہو یا آسمان میں ہو اوراس کا تعلق بدن کے ساتھ ہو اس طورپر کہ وہ ادراک بھی کرے اور سماع بھی کرے اور نماز بھی پڑھے اور قرآءت بھی کرے۔

لت بهذا يدفع الشبهة التي أوردها القاصرون انه كيف يمكن استحصال الفيوض والبركات وبرد القلب والأنوارمن أرواح الصلحاء بزيارة قبورهم •

میں (علامہ وحید الزمان صاحب) کہتاہوں کہ اس سے وہ شبہ بھی دور ہو جائے گا جو بعض کوتاہ عقل لوگ پیش کرتے ہیں کہ صلحاء کی قبور کی زیارت کرکے ان کی ارواح سے **فیوض وبرکات وانوارات** کا حصول کیسے ممکن ہے۔

(دیکھئے ہدیۃ المہدی ص32،33،34،62،23)

اسی طرح علامہ وحید الزمان صاحب نے قبروں کی مُجاوری کو بھی جائز قرار دیاہے۔ (دیکھئے ہدیۃ المہدی ص34،نزل الأبرار ج1 ص241)۔

یہ چند حوالے اختصار کے ساتھ فرقہ جدید اہل حدیث کے اکابر کے حوالہ سے آپ نے ملاحظہ کئے،جب کہ آج کل فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل چند لوگ ان سب امور کو شرک وبدعت کہتے ہیں،میرے علم میں نہیں ہے کہ فرقہ جدید اہل حدیث کی آج کل کی ایڈیشن میں شامل توحید وسنت کے علمبر داروں نے فرقہ جدید اہل حدیث کے بانیان نواب صدیق حسن خان اور علامہ وحید الزمان صاحب کے ان نظریات کی تردید کی ہو،کوئی کتاب ورسالہ لکھاہو یاکوئی بیانات اس سلسلہ میں کئے ہوں؟؟واللہ اعلم

مزارات اولیاء سے فیض بطریق خاص صرف کاملین کے لئے ہے

سوال = مزارات اولیاء رحمھم اللہ سے فیض حاصل ہوتاہے یانہیں؟؟؟ اگر ہوتاہے تو کس صورت سے؟؟

جواب = مزارات اولیاء سے کاملین کو فیض ہوتاہے مگر عوام کو اس کی اجازت دینی ہر گز جائز نہیں ہے،اور تحصیل فیض کا طریقہ کوئی خاص نہیں ہے،جب جانے والا اہل ہوتاہے تو اس طرف سے حسب استعداد فیضان ہوتاہے،مگر عوام میں ان امور کا بیان کرنا کفر وشرک کا دروازہ کھولناہے۔ (فتاوی رشیدیہ ص104)

اب یہاں چند باتیں قابل غور ہیں

1. تقریبا اسی طرح کی بات (المهند على المفند) اور دیگر کتب مشائخ میں بھی موجود ہے، اور حضرت گنگوھی رحمہ اللہ اور دیگر تمام اکابر علماء دیوبند کا اجماعی فتوی یہ ہے کہ اہل قبور سے استمداد واستعانت جائز نہیں ہے، تو معلوم ہوا کہ اس فیض سے مراد اہل قبور سے استمداد واستعانت وغیرہ نہیں ہے۔
2. پھر قبور اولیاء سے فیض سے متعلق جو طرق وتفصیلات ہیں یہ صرف علماء کاملین کے لئے ہیں نہ کہ عوام کے لئے اور پھر عوام میں ہر وہ شخص داخل ہے جو اس طریق سے نابلد ہو چاہے کسی اور فن میں معلومات رکھتا ہے ۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے (لکل فنٍّ رِجَال) ہر فن کے لئے اپنے ماہر لوگ ہوتے ہیں، لہذا اس وجہ سے اس میدان کے کامل وماہر لوگوں کو اجازت ہے ۔
3. کچھ لوگ اس قول پر اعتراض کرتے ہیں کہ عوام کو اس کی اجازت دینی کیوں جائز نہیں ہے ؟؟ اور عوام میں ان امور کا بیان کرنا کفر وشرک کا دروازہ کھولنے کے مترادف کیوں ہے ؟؟ خوب یاد رکھیں الحمد للہ حضرات اکابر علماء دیوبندؒ کا یہ قول بھی احادیث نبویہ ﷺ وتعلیمات سلف کے بالکل موافق ہے، کیونکہ لوگوں کے سامنے ایسی باتیں بیان کرنا ممنوع ہے جہاں تک ان کے عقول ومعرفت نہ پہنچ سکیں۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب تو کسی قوم کو کوئی حدیث بیان کرتا ہے جس تک ان کے عقول نہیں پہنچتے تو وہ اس قوم میں سے بعض کے لئے فتنہ کا باعث بن جاتا ہے ۔

قال ابن مسعود رضي الله عنه :

" ما أنت بمحدث قوما حديثا لا تبلغه عقولهم ، إلا كان لبعضهم فتنة "

[(أخرجه مسلم في " مقدمة صحيحه " (1 / 108 – نووي) ، وعبدالرزاق في " مصنفه " (11 / 286) – ومن طريقه الطبراني في " المعجم الكبير " (9 / 151 / 8850) ، والخطيب في "الجامع لأخلاق الراوي (1321 / 108 / 2) " ، والسمعاني في " أدب الإملاء والاستملاء " (ص 60) – ، والرامهرمزي في " المحدث الفاصل " (ص 577) ، وابن عبدالبر في " جامع بيان العلم " (1 / 539 و 541 / 888 و 892) ، والبيهقي في " المدخل " (611).]

اللہ تعالی کی بے شمار رحمتیں ہوں ان اکابر اعلام کے قبور مبارکہ پر کہ دین میں کوئی بات بلا دلیل و ثبوت نہیں کہی، مجھے از خود اکابر کے اس قول پر کئی ساتھیوں نے کہا کہ ہمیں کچھ کھٹک سی رہتی ہے کہ یہ کیوں کہا کہ کاملین کے لئے جائز اور عوام کے لئے ناجائز ؟؟؟ لہذا اس باب میں تھوڑی سی تحقیق و تفتیش کے بعد معلوم ہوا کہ ان اکابر اعلام کا یہ فرمان احادیث نبویہ ﷺ واقوال وتعلیمات سلف کے بالکل مطابق وموافق ہے، حتی کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری (کتاب العلم) میں ایک باب قائم کیا ہے، جس میں اتنی واضح طور پر اکابر اعلام کے اس قول کی تائید و تصدیق موجود ہے،

باب من ترك بعض الاختيار مخافة أن يقصر فهم بعض الناس عنه فيقعوا في أشد منه

یعنی یہ باب ہے اس شخص کے بارے میں جس نے بعض جائز چیزوں کو اس ڈر سے چھوڑ دیا کہ بعض کم فہم لوگ اس سے سخت بات میں مبتلا نہ ہو جائیں، اور اس باب و ترجمہ کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے۔

حدثنا عبيد الله بن موسى عن إسرائيل عن أبي إسحاق عن الأسود قال: قال لي ابن الزبير كانت عائشة تسر إليك كثيرا فما حدثتك في الكعبة قلت: قالت لي قال النبي يا عائشة لولا قومك حديث عهدهم قال ابن الزبير بكفر لنقضت الكعبة فجعلت لها بابين باب يدخل الناس وباب يخرجون ففعله بن الزبير-

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری (کتاب العلم) میں ایک اور اس طرح باب قائم کیا ہے۔

باب من خص بالعلم قوما دون قوم كراهية أن لا يفهموا

یعنی جس نے بعض قوم کو علم کے ساتھ خاص کیا اور بعض کو اس ڈر سے نہیں پڑھایا کہ وہ اس کو نہیں سمجھیں گے۔

اس باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا

وقال علي حدثوا الناس بما يعرفون أتحبون أن يكذب الله ورسوله

حضرت علی نے فرمایا کہ لوگوں کو بیان کرو جو وہ سمجھتے ہوں، کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ و رسول ﷺ کی تکذیب کی جائے؟ یعنی کوئی بھی غامض و دقیق و باریک بات جو عوام کے سمجھ و فہم سے باہر ہو تو ان کو وہ بیان نہ کی جائے۔

اوراسی کو حضرت الامام گنگوھی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ

(مگر عوام میں ان امور کا بیان کرنا کفر وشرک کا دروازہ کھولنا ہے ۔)

اس باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے،

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری پر سوار تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا معاذ بن جبل۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی لبیک یارسول اللہ وسعدیک۔پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا معاذ بن جبل۔حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی لبیک یارسول اللہ وسعدیک، تین مرتبہ فرمایا یعنی یہ ندا اور جواب،رسول اللہ ﷺ نے فرمایاجو کوئی بھی صدق دل سے یہ گواہی دے کہ لا إلٰہ إلا اللہ وأن محمدا لرسول اللہ تواللہ تعالی اس کو جہنم کی آگ پر حرام کردیں گے،حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا یارسول اللہ ﷺ کیامیں لوگوں کواس کی خبر نہ دوں پس وہ بھی خوشخبری حاصل کرلیں؟؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(إذا یتکلوا)یعنی اگر توان کو خبر دے گا تووہ اسی پر اکتفاء کرلیں گے،یعنی عمل نہیں کریں گے اسی حکم کے ظاہر پر اعتماد کرلیں گے،اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت اس حدیث کی خبر دی تاکہ (کتمان علم)کاگناہ نہ ہو۔

حدثنا إسحاق بن إبراهيم قال: حدثنا معاذ بن هشام قال: حدثني أبي عن قتادة قال: حدثنا أنس بن مالك أن النبي ومعاذ رديفه على الرحل قال: يا معاذ بن جبل قال لبيك يا رسول الله وسعديك قال: يا معاذ قال لبيك يا رسول الله وسعديك ثلاثا قال: ما من أحد يشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدا رسول الله صدقا من قلبه إلا حرمه الله على النار قال: يا رسول الله أفلا أخبر به الناس فيستبشروا قال إذا يتكلوا وأخبر بها معاذ عند موته تأثما۔

حدثنا مسد د قال: حدثنا معتمر قال: سمعت أبي قال: سمعت أنسا قال: ذكر لي أن النبي قال لمعاذ من لقي الله لا يشرك به شيئا دخل الجنة قال ألا أبشر الناس قال لا إني أخاف أن يتكلوا .

اوراسی مضمون کوبیان کرنے والی بعض دیگر روایات ملاحظہ کریں:

أُمِرْنا أن نُكلِّمَ الناسَ على قدْرِ عقولِهم. (رواه الديلمى عن ابن عباس مرفوعا،)

وقال في المقاصد وعزاه الحافظ ابن حجر لمسند الحسن بن سفيان عن ابن عباس بلفظ أمرت أن أخاطب الناس على قدر عقولهم ،

ورواه أبو الحسن التميمي من الحنابلة في العقل له عن ابن عباس من طريق أبي عبد الرحمن السُلَمي أيضا بلفظ بُعِثْنا معاشر الأنبياء نخاطب الناس على قدر عقولهم، وله شاهد عن سعيد بن المسيب مرسلا بلفظ إنا معشر الأنبياء أمرنا وذكره،

ورواه في الغنية للشيخ عبد القادر قدس سره بلفظ أمرنا معاشر الأنبياء أن نحدث الناس على قدر عقولهم

وروى البيهقي في الشعبعن المقدام بن معدي كرب مرفوعا إذا حدثتم الناس عن ربهم فلا تحدثوهم بما يعزب عنهم ويشق عليهم،

وصح عن أبي هريرة حفظت عن النبي ﷺ وعاءَيْنِ:

فأما أحدهما فَبَثْثْتُهُ، وأما الآخر فلو بثثته لقُطع هذا البلعوم،

وروى الديلمي عن ابن عباس مرفوعا عاقبوا أرقاءكم على قدر عقولهم، وأخرجه الدارقطني عن عائشة مثله، وروى الحاكم وقال صحيح على شرط الشيخين عن أبي ذر مرفوعا خالقوا الناس بأخلاقهم،

وأخرج الطبراني وأبو الشيخ عن ابن مسعود خالط الناس بما يشتهون، ودينك فلا تَكْلِمْهُ، ونحوه عن علي رفعه، خالق الفاجر مخالقة، وخالص المؤمن مخالصة، ودينك لا تسلمه لأحد، وفي حديث أوله خالطوا الناس علي قدر إيمانهم (راجع كشف الخفاء للعجلوني)

اس باب میں دیگر اقوال وروایات بھی ہیں، لیکن حق وہدایت کے طالبین کے لئے اس قدر میں کفایت ہے ۔

وسوسہ = علماء دیوبند وحدتُ الوجود کا عقیدہ رکھتے ہیں جو کہ ایک کفریہ شرکیہ عقیدہ ہے ۔

جواب = یہ وسوسہ فرقہ جدید اہل حدیث میں شامل چند جہلاء نے پھیلایا ہوا ہے اور اپنی طرف سے عوام کو اس مطلب بتلاتے ہیں پھر ان سے کہتے ہیں یہ علماء دیوبند کا عقیدہ ہے، اس باب میں ایک مختصر مگر جامع مضمون اس سے قبل میں لکھ چکا ہوں، لہذا اسی کا اعادہ کر تا ہوں۔

1. علماء حق علماء دیوبند پر ایک بہتان چند جہلاء و نام نہاد اہل حدیث کی طرف سے یہ بھی لگایا جاتا ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالی کے لئے حُلول و اتحاد کا عقیدہ رکھتے ہیں جس کو " وحدتُ الوجود " کہا جاتا ہے اور اس کا مطلب و مفہوم یہ لوگ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ (معاذاللہ) اللہ تعالی تمام کائنات کے اجزا مثلا حیوانات جمادات نباتات وغیرہ ہر چیز میں حلول کیا ہوا ہے یعنی مخلوق بعینہ خالق بن گیا اور جتنی بھی مشاہدات و محسوسات ہیں وہ بعینہ اللہ تعالی کی ذات ہے - (معاذاللہ ثم معاذاللہ وتعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا)

بلا شک " وحدتُ الوجود " کا یہ معنی و مفہوم صریح کفر و ضلال ہے جس کا ایک ادنی مسلمان تصور بھی نہیں کر سکتا چہ جائیکہ علماء حق علماء دیوبند کا یہ عقیدہ ہو ۔(سبحانک هذا بهتان عظیم) ناحق بہتان والزام لگانے والے جہال و متعصبین کا منہ کوئی بند نہیں کر سکتا اور نہ کوئی مقرب جماعت علماء اس سے محفوظ رہ سکتی ہے اور ہر زمانے میں کمینے اور جاہل لوگوں نے علماء ربانیین کی مخالفت و عداوت کی ہے، لہذا جو لوگ اپنی طرف سے " وحدتُ الوجود " کا یہ معنی کرکے اس کو علماء دیوبند کی طرف منسوب کرتے ہیں اور عوام الناس کو گمراہ کرتے ہیں یقینا ایسے لوگ اللہ تعالی کے پکڑ سے نہیں بچ سکیں گے علماء دیوبند اور دیگر صوفیہ کرام " وحدتُ الوجود " کے اس کفریہ معنی ومفہوم سے بری ہیں ۔

واضح رہے کہ کچھ بدبخت لوگ اس بیان و تصریح کے بعد بھی یہ بہتان لگاتے رہیں گے کیونکہ ان کا مقصد حق بات کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد وحید تو ابلیس کی پیروی کرتے ہوئے علماء حق علماء دیوبند کی مخالفت و عداوت ہی ہے چاہے علماء دیوبند ہزار بار یہ کہیں کہ ہمارا یہ عقیدہ نہیں ہے ہماری نصیحت تو ایسے عام ناواقف لوگوں کے لئے ہے جو ایسے جھوٹے اور جاہل لوگوں کی سنی سنائی باتوں کی اندھی تقلید کر کے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔

اور اس بارے میں امام شعرانی شافعی رحمہ اللہ کے یہ نصیحت آمیز کلمات ذہن میں رکھیں

قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ جب بتوں کے پجاریوں کو یہ جراءت نہیں ہوئی کہ اپنے معبودان باطلہ کو عین اللہ تعالی کی ذات تصور کریں بلکہ انہوں نے بھی یہ کہا جیسا کہ قرآن میں ہے **ماَ نعبُدُھُم الا لِیُقَرّبُونا الی اللہ** یعنی ہم ان بتوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تا کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں تو اولیاء اللہ کے متعلق یہ بہتان لگانا کہ وہ، حلول واتحاد، کا عقیدہ رکھتے تھے سراسر بہتان اور جھوٹ ہے اور ان کے حق میں ایک محال ونا ممکن دعوی ہے جس کو جاہل واحمق ہی قبول کریگا۔

2. جن صوفیہ کرام اور بزرگان دین کے کلام میں " وحدتُ الوجود " کا کلمہ موجود ہے اور ایسے لوگوں کی فضل وعلم تقوی وورع کی شہادت کے ساتھ ان کی پوری زندگی اتباع شرع میں گذری ہے تو اس حالت میں ان کے اس کلام کی اچھی تاویل کی جائے گی جیسا کہ علماء محققین کا طریقہ ہے اس قسم کے امور میں۔ اور وہ تاویل اس طرح کہ ایسے حضرات کی مراد " وحدتُ الوجود " سے وہ نہیں ہے جو ملحد وزندیق لوگوں نے مراد لیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔

اس کلمہ اور اس طرح کے دیگر کلمات جو صوفیہ کرام کی کتب میں وارد ہوئے ہیں جو بظاہر خلاف شرع معلوم ہوتے ہیں ان کی مثال اس اعرابی کی طرح ہے جس کی دفاع خود آپ ﷺ نے کی ہے (صحیح بخاری ومسلم) کی روایت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ جنگل بیابان میں اپنی سواری پر سفر کررہا تھا اس پر اس کا کھانا پینا بھی تھا لہذا وہ تھکاوٹ کی وجہ سے آرام کے کے لئے ایک درخت کے سایہ میں لیٹ گیا جب اٹھا تو دیکھا کہ سواری سامان سمیت غائب ہے وہ اس کو تلاش کرنے کے لئے گیا لیکن اس کو نہیں ملا لہذا پھر اس درخت کے نیچے مایوس ہو کر لوٹ آیا اور موت کے انتظار میں سو گیا پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری بھی موجود ہے اور کھانا پینا بھی وہ اتنا خوش ہوا بلکہ خوشی وفرحت کے اس انتہا پہنچا کہ اس کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے. اللھم انتَ عبدی وانا ربُک. یعنی اے اللہ تو میرا بندہ میں تیرا رب، اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالی بندہ کی توبہ سے اِس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں،

جاء في الحديث الذي رواه الإمام مسلم" لله أشد فرحاً بتوبة عبده حين يتوب إليه من أحدكم كان على راحلته بأرض فلاة فانفلتت منه وعليها طعامه وشرابه فأيس منها فأتى شجرة فاضطجع في ظلها وقد أيس من راحلته فبينما هو كذلك إذ هو بها قائمة عنده بخطامها ، ثم قال من شدة الفرح: اللهم أنت عبدي وأنا ربك! أخطأ من شدة الفرح". اوكما قال النبی ﷺ

اب اس حدیث میں اس آدمی کا قول اے اللہ تو میرا بندہ میں تیرا رب کیا ان ظاہری الفاظ کو دیکھ کر نام نہاد اہل حدیث وہی حکم لگائیں گے جو دیگر اولیاء وعلماء کے ظاہری الفاظ کو لے کر اپنی طرف سے معنی کر کے حکم لگاتے ہیں؟

یا حدیث کے ان ظاہری الفاظ کی تاویل کریں گے ؟خوب یاد رکھیں کہ " وحدتُ الوجود " کا مسئلہ نہ ہمارے عقائد میں سے ہے نہ ضروریات دین میں سے ہے، نہ ضروریات اہل سنت میں سے، نہ احکام کا مسئلہ ہے کہ فرض واجب سنت مستحب مباح کہا جائے بلکہ صوفیہ کرام کے یہاں یہ ایک اصطلاحی لفظ ہے اور یہ صوفیہ کرام کے یہاں محض احوال کا مسئلہ ہے فقط اور اس سے وہ صحیح معنی و مفہوم مراد لیتے ہیں۔

سوال = کیا "وحدتُ الوجود" کی اصطلاح قرآن وحدیث میں ہے؟؟

جواب = قرآن وحدیث میں کسی بھی فن کی اصطلاحات نہیں ہیں حتی کہ اور تو اور احادیث کے اقسام مثلا صحیح، حسن، ضعیف وغیرہ کی جو اصطلاحات ہیں یہ بھی قرآن و حدیث میں نہیں ہیں بلکہ محدثین نے اپنے اجتہاد سے یہ اصطلاحات وضع کئے ہیں اور پوری امت ان ہی کی تقلید میں یہ اصطلاحات استعمال کرتی ہے۔لہذا اگر کسی اصطلاح کے غلط ہونے کی یہ دلیل ہے کہ وہ قرآن وحدیث میں نہیں ہے تو سب اصطلاحات چاہے جس فن کی بھی ہوں' غلط ہو جائیں گی لہذا یہ قاعدہ ہی غلط ہے اور ہر فن کی اصطلاحی الفاظ اس لئے استعمال کئے جاتے ہیں تاکہ بڑے مطلب کو سمیٹا جا سکے اور بات آسانی سے سمجھ آئے۔ خلاصہ وحاصل پوری بات یہ ہے کہ نام نہاد اہل حدیث اور نفس وشیطان کے مقلد " وحدتُ الوجود " کا غلط مطلب ومفہوم لے کر علماء دیوبند اور صوفیہ کرام پر تبرا کرتے ہیں بہتان باندھتے ہیں یہ ان کی جہالت یا عداوت

وخیانت ہے کیونکہ تمام علماء دیوبند اور تمام صوفیہ (اتحاد وحلول) کے عقیدہ کو الحاد زندقہ اور گمراہی قرار دیتے ہیں البتہ ناحق تہمت کا علاج ہمارے پاس نہیں ہے۔ ھدانا اللہ وایاھم الی السواء السبیل

وسوسہ = علماء دیوبند "تصوُّر شیخ" کا عقیدہ رکھتے ہیں جو کہ ایک گمراہ کن اور شرکیہ عقیدہ ہے ۔

جواب = یہ وسوسہ بھی گذشتہ وساوس کی طرح محض کذب وفریب ہے۔ یہ لوگ عوام الناس کو ورغلانے کے لئے ہر بات کا نام عقیدہ رکھ دیتے ہیں اور اس کو علماء دیوبند کی طرف منسوب کر دیتے ہیں، اب عوام کی اتنی ذہنی وفکری صلاحیت تو ہوتی نہیں کہ ان جہلاء سے پوچھ سکیں کہ علماء دیوبند نے کہاں اور کس کتاب میں لکھا ہے کہ "تصوُّر شیخ " ہمارا بنیادی عقیدہ ہے ؟؟ بس ان جہلاء کے پھیلائے ہوئے وساوس کو یاد کر کے ہانکتے رہتے ہیں، ضد وتعصب وجہالت وعداوت کے مریض اسی طرح کے کام کرتے ہیں، حتیٰ کہ " تصَوُّر شَیخ " کا شغل صوفیہ ومشائخ کے یہاں بھی زوائد (غیر ضروری) مسائل میں ہے، لیکن ان جہلاء نے اس کو علماء دیوبند کا عقیدہ قرار دیا۔

خوب یاد رکھیں کہ " تصَوُّر شَیخ " مشائخ تصوف کے یہاں محض ایک غیر ضروری شغل کا نام ہے، لہٰذا اس کو علماء دیوبند کا عقیدہ کہنا خالص جھوٹ ودھوکہ وفریب کے سوا کچھ نہیں ہے، حتیٰ کہ اس کو بھی اکابر علماء دیوبند نے عوام کے لئے سخت مضر قرار دیا ہے، اور شیخ العرب والعجم حضرت حسین احمد مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس شغل " تصَوُّر شَیخ" میں متاخرین صوفیہ نے بہت غلو (حد سے تجاوز) کیا اور شرک تک نوبت پہنچی، لہٰذا متاخرین علماء نے اس کو منع فرمایا، اب متاخرین علماء کے قول پر عمل کرنا چاہیئے ، اس شغل "تصَوُّر شَیخ " کی کوئی ضرورت نہیں ۔ (منتخب مکتوبات شیخ الاسلام ص 323)

اور یہی بات دیگر اکابر نے بھی کہی ہے، لیکن فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث میں شامل چند جہلاء کی اداکاری کو داد دیجئے کہ جس شغل " تصَوُّر شَیخ " کو اکابر علماء دیوبند مضر وممنوع وغیر ضروری قرار دے رہے ، یہ لوگ اس کو اکابر علماء دیوبند کا عقیدہ ونظریہ کہہ کر ان پر شرک وضلالت کے فتوے جھاڑ رہے ہیں ، اب اس طرز عمل کو کیا کہیں جھوٹ وجہالت یا عداوت وتعصب؟؟ اللہ تعالی عوام الناس کو ان وساوس سے محفوظ رکھے ۔

تبلیغی جماعت کے خلاف فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے وساوس

تبلیغی جماعت ایک خالص دینی واصلاحی ودعوتی جماعت ہے، اور دعوت وتبلیغ وامر بالمعروف ونہی عن المنکر امت اسلامیہ کا ایک اہم فریضہ ہے، اور اسی اہم فریضہ کی انجام دہی کے لئے اس تبلیغی تحریک کا اجراء کیا، اسی فریضہ کی طرف یہ آیت مبارکہ انتہائی واضح تعلیم دے رہی ہے۔

فقَال تَعالى [كنتم خير أمة أخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله] »كنتم « يا أمة محمد في علم الله تعالى « خير أمة أخرجت » أظهرت «للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله ولو آمن أهل الكتاب لكان» الإيمان « خيرا لهم منهم المؤمنون » كعبد الله بن سلام رضي الله عنه وأصحابه « وأكثرهم الفاسقون » الكافرون[.تفسير الجلالين]

قال العلامة الشوكاني رحمه الله : وفيه دليل على أن هذه الأمة الإسلامية خير الأمم على الإطلاق، وأن هذه الخيرية مشتركة ما بين أول هذه الأمة وآخرها بالنسبة إلى غيرها من الأمم، وإن كانت متفاضلة في ذات بينها، كما ورد في فضل الصحابة على غيرهم-

قوله: {أخرجت للناس } أي: أُظهرت لهم.

وقوله: { تأمرون بالمعروف } إلخ؛ كلام مُستأنف يتضمن بيان كونهم خير أمة مع ما يشتمل عليه من أنهم خير أمة ما أقاموا على ذلك واتصفوا به، فإذا تركوا الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر زال عنهم ذلك؛ ولهذا قال مجاهد : إنهم خير أمة على الشرائط المذكورة في الآية-

وهذا يقتضي أن يكون (تأمرون) وما بعده في محل نصب على الحال؛ أي: كنتم خير أمة حال كونكم آمرين ناهين مؤمنين بالله وبما يجب عليكم الإيمان به من كتابه ورسوله؛ وما شرعه لعباده؛ فإنه لا يتم الإيمان بالله سبحانه إلا بالإيمان بهذه الأمور} .[...فتح القدير]

اس میں بتایا گیا کہ امت مسلمہ دوسری امتوں کے لئے باہر لائی گئی ہے ، اس امت مُسلمہ کے پیدائش کا مقصد ہی یہ ہے کہ اَمَم عالم کی خدمت وراہنمائی کرے ، اوران میں خیر کی دعوت اور معروف (نیک کاموں) کی اشاعت اور منکر (بُرے اور غیر شرع) کی ممانعت کرے، اور اگر یہ امت اس فریضہ سے غفلت برتے تو وہ اپنی زندگی کے مقصد سے غافل ہے۔

اس آیت مبارکہ سے چند آیات قبل یہ حکم ربانی ہے: [ولتكن منكم أمة يدعون الى الخيرو يأمرون بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُون]

امت مُسلمہ پر ہر زمانہ میں یہ فرض کفایہ ہے کہ ایک جماعت امت مُسلمہ میں سے دعوت الی الخیر وامر بالمعروف و نہی عن المنکر کے کام میں مستقل مصروف عمل رہے، اور اگر تمام اہل اسلام نے اس فریضہ سے روگردانی وغفلت اختیار کی تو سب امت گناہگار ٹھہرے گی، اور اگر کچھ جماعات نے اس فرض کو انجام دیا تو پوری امت کی طرف سے فرض ادا ہو جائے گا، مفسرین کرام اس آیت کی تفسیر میں یہی فرماتے ہیں

جاء في كتب ورسائل ابن تيمية في التفسير":الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر فرض كفاية إذا قام به طائفة منهم سقط عن الباقين فالأمة كلها مخاطبة بفعل ذلك ولكن إذا قامت به طائفة سقط عن الباقين."

وقد أورد ابن كثير رحمه الله في تفسيره" والمقصود من هذه الآية أن تكون فرقة من هذه الأمة متصدية لهذا الشأن ."

ويقول الطبري رحمه الله في تفسيره"ولتكن منكم أيها المؤمنون أمة يقول جماعة يدعون الناس إلى الخير يعني إلى الإسلام وشرائعه التي شرعها الله لعباده ."

وجاء في روح المعاني"والأمة الجماعة التي تؤم أي تقصد لأمر ما وتطلق على أتباع الأنبياء لاجتماعهم على مقصد واحد وعلى القدوة."

وجاء في المحلى ج: 9 ص: 361 " عن أبي رافع مولى رسول الله ﷺ أن عبد الله بن مسعود حدثه أن رسول الله ﷺ قال ما من نبي بعثه الله في أمة قبلي إلا كان له من أمته حواريون وأصحاب يأخذون بسنته ويقتدون بأمره ثم يحدث من بعدهم خلوف يقولون ما لا يفعلون ويفعلون ما لا يؤمرون فمن جاهدهم بيده فهو مؤمن ومن جاهدهم بلسانه فهو مؤمن ومن جاهدهم بقلبه فهو مؤمن ليس وراء ذلك من الأيمان حبة خردل"

پوری امت کی اصلاح وفلاح وارشاد کے لئے یہی جماعت ذمہ دار ٹھہرائی گئی، اور اس کے تین (3) فرائض قرار دیئے گئے۔

1. پوری امت مسلمہ بلکہ ساری انسانیت کو خیر کی دعوت دینا

2. معروف کی اشاعت و دعوت دینا

3. منکر کی ممانعت و روک تھام کرنا

جب تک اور جس نسبت سے امت میں اس جماعت کے افراد رہے یہ فریضہ پورا ہوتا رہا، اور حدیث خیر القرون کے مطابق جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ، جماعت تابعین ؒ، جماعت تبع تابعین ؒ کے بعد جماعت گھٹ کر افراد رہ گئے، حتیٰ کہ ہندوستان میں اللہ تعالیٰ نے دین حنیف کی حفاظت وصیانت وحمایت واشاعت واحیاء کے لئے علماء حق علماء دیوبند کو منتخب کیا، جنھوں نے دین متین کے تمام شعبوں میں تجدیدی وہمہ گیر وہمہ نوع وفقیدُ المثال وعدیمُ النظیر خدمات وکارنامے انجام دیئے جن کا احاطہ واحصاء بلامبالغہ ناممکن ہے۔

دارُالعلوم دیوبند کے مایہ ناز فرزندان ذی وقار میں سے ایک فرزند ارجمند حضرت علامہ مُحمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ بھی ہیں، جنھوں نے دین متین کے ایک اہم شعبہ دعوت وتبلیغ کا اجراء واحیاء کیا، اور پھر ان کے نامور فرزند نسبتی حضرت علامہ شیخ الحدیث محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ نے دعوت وتبلیغ کے اس تحریک کو جس عروج تک پہنچایا وہ کسی تعارف وتبصرہ وتائید کا محتاج نہیں ہے، اور شروع دن سے لے کر آج تک انتہائی خاموشی اور اخلاص وللّٰھیت کے ساتھ اشاعت دین وتبلیغ اسلام میں مصروف ہیں، اورانتہائی حیران کن بات تو یہ ہے کہ روز اول سے لے کر آج تک ذرائع ابلاغ ونشرواشاعت کے ذریعہ جماعت تبلیغ کی کوئی تشہیر نہیں کرائی گئی، جماعت کا کوئی اخبار نہیں نکلا، کوئی ماہنامہ جاری نہیں ہوا، کوئی دفتر وآفس نہیں بنایا گیا، کوئی ممبر سازی نہیں کی گئی، کوئی چندہ نہیں کیا گیا، کوئی جھنڈا نہیں بنایا گیا، شہرت وریا ونام نمود کے تمام دروازے شروع دن بند کر دیئے گئے، اور اخلاص وللّٰھیت وعبودیت کو جماعت کا بنیادی واساسی شرط واصول قرار دیا گیا، اورآج تک اورآئندہ بھی جماعت تبلیغ کا یہی اصول رہے گا۔

ایک ضروری وضاحت

جماعت تبلیغ اہل حق کی جماعت ہے، اور مجموعی طور پر جماعت پر خیر غالب ہے، اور ہر زمانہ میں اہل حق کی مخالفت کی گئی ہے، ایسا ہی تبلیغی جماعت کے ساتھ ہوا، ہم یہ دعوی ہرگز نہیں کرتے کہ تبلیغی جماعت معصوم فرشتوں کی جماعت ہے جن سے کوئی غلطی وکوتاہی نہیں ہوسکتی، بلکہ گناہ وخطا ہر انسان سے سرزد ہوتا ہے، لیکن اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ تبلیغی جماعت کی یہ تحریک اور چلت پھرت بڑی مبارک ہے، کتنے لوگوں کی زندگیاں اس جماعت کی برکت سے سنور گئیں، کتنے کفروشرک کی ظلمات میں ڈوبے لوگ نورایمان وتوحید کی دولت سے مالامال ہوگئے، کتنے فاسق وفاجر لوگ نیک صالح بن گئے، کتنے بے نمازی نماز کے پابند ہوگئے، کتنے بدعقیدہ خوش عقیدہ بن گئے، کتنے بے داڑھی لوگوں کے چہرے داڑھی کے نور سے چمک گئے، کتنے بدعات وخرافات میں مبتلا لوگ سنت کے نور سے منور ہوگئے، کتنے ہی معاصی وگناہوں کی ظلمات سے نکل کر طاعات وعبادات کے خوگر ہوگئے، کتنے والدین کے نافرمان اولاد اپنے والدین

کے فرماں بردار بن گئے، کتنے غافل لوگ عابد وزاہد بن گئے، حاصل یہ کہ تبلیغی جماعت کی جدوجہد کے یہ وہ عمومی ثمرات ہیں جس کا کوئی جاہل ومعاند ہی انکار کرسکتا ہے، یقیناً اتنے سارے فوائد کے ساتھ جماعت کے کچھ افراد سے کوئی غلطی وکوتاہی وبے ضابطگی بھی ہوسکتی ہے، لیکن اس کی وجہ سے پوری جماعت کو لعنت ملامت کرنا کہاں جائز ہے؟؟

اور پھر تبلیغی جماعت کے افراد کی کسی بھی غلطی کی نشاندہی واصلاح سب سے پہلے علماء حق علماء دیوبند ہی کرتے ہیں اوران شاء اللہ کرتے رہیں گے، کیونکہ علماء حق کا ایک خاص وامتیاز یہ ہوتا ہے کہ وہ حق بات کے معاملہ میں کسی رشتے ناطے کسی دوستی ونسبت کا کوئی لحاظ نہیں کرتے، اور حق بات اور دین کے معاملہ میں علماء حق علماء دیوبند کی یہی شان ہے۔

فكثر الله أمثالهم فى البلاد والعباد

باقی بعض افراد تبلیغی جماعت کے خلاف بڑی ایڑی چوٹی کا زور لگارہے ہیں، اور تبلیغی جماعت کے خلاف تحریر وتقریر وغیرہ تمام ذرائع استعمال کررہے ہیں، کبھی جہالت وضلالت کی تہمت لگاتے ہیں، کبھی شرک وبدعت کا لیبل لگاتے ہیں، کبھی توحید وسنت کا دشمن بتلاتے ہیں، کبھی قبوری وخرافی ہونے کا الزام لگاتے ہیں، غرض بہت سارے اعتراضات کرتے ہیں اور وساوس وشکوک پھیلاتے ہیں، اور تبلیغی جماعت کے خلاف یہ سارے اوہام وشکوک ووساوس تقریباً تمام فرق مُبتدعہ وضالہ کی طرف سے پھیلائے جاتے ہیں، اوراس سلسلہ میں تبلیغی جماعت کی مخالفت وعداوت میں پیش پیش آج کل کے فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے کچھ جہلاء بھی ہیں، اور اکثر ناواقف اوران پڑھ مسلمان ان شکوک ووساوس سے متاثر ہوجاتے ہیں، اوراسی طرح تبلیغی جماعت کے کچھ مخالف وہ بھی ہیں جو جماعت تبلیغ سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں، نہ توانہوں نے جماعت تبلیغ کے ساتھ کچھ وقت لگایا اور نہ جماعت کے اصول وعزائم سے باخبر ہوتے ہیں، اور نہ جماعت کے ذمہ دارافراد وعلماء کی صحبت میسر ہوئی، ایسے لوگوں سے جماعت تبلیغ کی مخالفت کی وجہ جب پوچھی جاتی ہے تو وہ جواباً کہتے ہیں کہ فلاں شیخ کا بیان سنا یا تحریر دیکھی ہے وہ تبلیغی جماعت کو بدعتی وقبوری جماعت کہتا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں جماعت تبلیغ کے خلاف چند مشہور وساوس باطلہ واوہام کاذبہ کا مختصر ذکر کردوں، ممکن ہے کہ جماعت تبلیغ کے کسی ناواقف مُخالف کے لئے ہدایت کا ذریعہ بن جائے۔

باقی مُعاند ومُتعصب لوگوں کے طعن وتشنیع وتعریض وتشکیک کا علاج اللہ تعالی ہی کے پاس ہے ان کو سمجھانا بندہ کی بس سے خارج ہے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت کا جو طریقہ تبلیغ ہے یہ حضور ﷺ اور خیرُ القرون کے زمانہ میں نہیں ملتا لہذا یہ مُروجہ تبلیغی طریقہ بدعت ہے۔

جواب = کتاب وسنت کی تبلیغ اور کلمۃ الحق کی دعوت کی اشاعت کرنا فرض کفایہ ہے، اور پھر کتاب وسنت اور دین اسلام کی دعوت وتبلیغ کا کوئی متعین ومخصوص طریقہ شریعت نے مقرر نہیں کیا کہ اس خاص طریقہ کے علاوہ دعوت وتبلیغ جائز نہ ہو، بلکہ حالات وزمانہ وماحول کے لحاظ کے سے تبلیغ دین کے طریقے مختلف ہوتے رہے ہیں، لہذا کسی بھی زمانہ میں بھی تبلیغ شریعت کا کوئی متعین وخاص طریقہ ووسیلہ نہیں رہا، بلکہ علماء دین وصُلحاء امت نے اپنے زمانہ وحالات وماحول کے جو طریقہ ووسیلہ مناسب سمجھا اس کو اختیار کیا، کیونکہ شریعت نے تبلیغ کے لئے جائز ذرائع ووسائل کے استعمال پر کوئی پابندی نہیں لگائی، لہذا یہ کہنا کہ تبلیغ کا فلاں طریقہ سنت ہے فلاں طریقہ بدعت ہے، فلاں طریقہ جائز ہے فلاں ناجائز ہے، یہ اعتراض ایک جاہل آدمی ہی کر سکتا ہے جس کو تاریخ اسلام اور اسلاف کی سیرت کا کچھ علم نہیں ہے چہ جائیکہ قرآن وحدیث کا کچھ علم رکھتا ہو، لہذا یہ وسوسہ واشکال محض باطل اور جاہلانہ سوچ کا نتیجہ ہے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے صرف {تبلیغی نصاب} پڑھتے پڑھاتے ہیں کسی دوسری کتاب کے پڑھنے کو منع کرتے ہیں۔

جواب = یہ وسوسہ بھی کاذب ہے، کہ تبلیغی جماعت والے علماء حق کی کسی دینی کتاب کے پڑھنے پڑھانے اور مطالعہ کرنے سے روکتے ہیں ،ہاں یہ بات ضرور ہے کہ ایک خاص نظام وانتظام کے تحت تبلیغی جماعت کے لئے [تبلیغی نصاب]مقرر کیا گیا ہے، جس پر اعتراض وطعن ایک جاہل یا معاند ومتعصب شخص ہی کر سکتا ہے، اور {تبلیغی نصاب} پر یہ اعتراض تب صحیح ہے جب کہ اس میں کتاب وسنت کے خلاف کوئی بات موجود ہو، لیکن یہ بات مُحقَق ومُسلم ہے کہ {تبلیغی نصاب} میں کوئی خلاف شرع مواد نہیں ہے، اس لئے بفضل اللہ اس کا نفع ہر خاص وعام کو مل رہا ہے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے کتاب {فضائل اعمال} کی جگہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا درس کیوں نہیں دیتے جو کہ صحیح ترین کتب ہیں؟؟

جواب = یہ وسوسہ پیش کرنے والا یا تو تبلیغی جماعت کے اصول سے جاہل ہے یا محض مُتعصب ومعاند ہے، کیونکہ تبلیغی جماعت کی نقل وحرکت کا اولین مقصد یہ ہے کہ غفلت وجہالت کے اندھیروں میں پڑے لوگ دین کا ضروری علم سیکھنے اور پھر اس پر عمل کرنے والے بن جائیں، اور تبلیغی جماعت کے لئے {فضائل اعمال} پر مبنی کتاب مرتب کرنے اور اس کی تعلیم دینے کا اصل یہ حکم نبوی ہے کہ

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ:

يَسِّروا ولا تُعَسِّروا وبَشِّروا ولا تنَفّروا ، رواه البخاري ومسلم وأحمد والنسائي وغيرهم

یہ ارشاد نبوی ﷺ کے دو جملے ہیں مگر ان میں طریق دعوت و تبلیغ کا ایک دفتر بند ہے، داعی اور مُبلغ کو چاہیئے کہ جب کسی فرد و جماعت کو دعوت دے تو اس میں آسان سے آسان طریقے پیش کرے، اور سختی نہ کرے بلکہ ان کو خوشخبری اور اعمال کی بشارت اور فضائل اعمال اور رحمت و مغفرت الٰہی کا بکثرت اور وسعت سے تذکرہ کرے، ان کو دین کی طرف راغب ومائل ہونے کا شوق و حوصلہ دلائے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ عقائد و فرائض غفلت برتی جائے، یہ تو کسی حال میں جائز نہیں ہے، باقی رہی یہ بات صحیح بخاری و صحیح مسلم کا درس کیوں نہیں دیتے؟؟

تو عرض ہے کہ اہل علم وبزرگان دین نے {فضائل اعمال} پر مبنی احادیث کو بمع تشریح وفوائد کے اور اسی طرح آیات قرآنیہ بمع ترجمہ و تفسیر کے جمع کئے ہیں، اور بخاری و مسلم وغیرہ تمام کتب سے احادیث کو جمع کیا گیا ہے، تو اس اعتبار سے بخاری و مسلم کا درس ہی ہو گیا، اور {فضائل اعمال} میں ہر حدیث کو بحوالہ مع اقوال محدثین کے ذکر کیا گیا ہے، اور اسی کی تعلیم و قرآت جماعت تبلیغ کے نصاب میں شامل ہے، لہٰذا کتاب {فضائل اعمال} اور اس میں موجود احادیث پر طعن و تشنیع در حقیقت ان کتب احادیث پر طعن و تشنیع ہے جن کتب سے ان احادیث کو لیا گیا ہے، اور اگر کچھ جُہلاء کو {فضائل اعمال} میں موجود کرامات اولیاء پر مبنی چند واقعات سے تکلیف ہے، تو ہم کہتے ہیں ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ ہو، کیونکہ جمیع اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ {كرَامَاتُ الأولياء حَق}، اور ایسے جاہل لوگوں سے میری درخواست ہے کہ تمھیں اگر {فضائل اعمال} میں موجود کرامات اولیاء سے بڑی چڑ ہے، تو ذرا شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی کتاب [ألفرقان بين أولياء الرحمن وأولياء الشيطن] پڑھ لیں، تو انشاء اللہ {فضائل اعمال} میں چند کرامات تم بھول جاوگے، یا پھر اس کتاب {اَلفرقان} کا انکار ہی کروگے، اور پھر یہ تاثر دینا کہ احادیث صرف بخاری و مسلم کی قابل اعتبار ہیں باقی کتب احادیث میں صحیح احادیث نہیں ہیں، یہ ایک جاہلانہ سوچ ہے جس کو فرقہ جدید اہل حدیث نے اپنی جہالت کی بنا پر عوام میں مشہور کیا ہے۔

باقی بخاری و مسلم و دیگر علوم شرعیہ کی باقاعدہ تحصیل و تعلیم کا اگر کسی کو شوق ہو تو اس کے لئے اہل حق کے مُستقل مدارس وادارے موجود ہیں، تبلیغی تحریک تو دین سے بے خبر وغافل لوگوں کو جگانے کے لئے ہیں، مساجد سے دور لوگوں کو مسجد سے قریب کرنے کے لئے ہے، مسلمانوں کی وہ کثیر تعداد جو دین سے بے بہرہ ہے ان کو دین کی بنیادی تعلیم دینے کے لئے ہے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت نے جو چھ نمبر {صفات} بنائے ہیں، ان کا ثبوت قرآن وحدیث میں کہاں ہے؟

جواب = اللہ تعالی نے جناب خاتم الانبیاء ﷺ کو تمام صفات حمیدۃ وخصال عظیمہ واوصاف کریمہ سے نوازا تھا، اور پھر اللہ تعالی نے اَصحاب النبی ﷺ کو بھی صفات عالیہ کثیرۃ کے ساتھ متصف کیا، اور تبلیغی جماعت میں جن چھ صفات حمیدۃ کی تعلیم و تحصیل کی کوشش

ومحنت کی جاتی ہے، یہ صفات حمیدۃ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں بکمال موجود تھیں، اور ساتھ ہی تبلیغی جماعت کا یہ دعوی نہیں ہے کہ صرف ان صفات کی تحصیل ضروری ہے باقی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ان چھ صفات کی حیثیت اُمُّ الصفات کی طرح ہے۔لہذا تبلیغی جماعت کا مقصد یہ ہے کہ سب سے پہلے ان صفات حمیدۃ وخصال مجیدۃ کی تحصیل بوجہ ان کی اہمیت کے ضروری ہے، جب یہ صفات کامل ہوجائیں توبقیہ خصال وصفات کی تحصیل میں آسانی ہوجاتی ہے، اور تبلیغی جماعت کا یہ دعوی بھی نہیں ہے کہ اصول دعوت صرف ان چھ صفات میں منحصر ہیں، مختصر طور پر ان صفات کو ملاحظہ کریں، کیونکہ اکثر جاہل لوگ بس سنی سنائی باتوں کو اچھالتے رہتے ہیں، باقی حقائق کا ان کو کچھ علم نہیں ہوتا۔

1. الكلمة الطيبة : لا إله إلا الله ، محمد رسول الله -
2. الصلاة ذات الخشوع والخضوع -
3. العلم مع الذكر -
4. محبة المسلين وإكرامهم -
5. تصحيح النية وإخلاصها لله تعالى -
6. الدعوة إلى الله والنفر في سبيل الله

اب یہ چھ نمبر وصفات جن کی دعوت وتحصیل کا تبلیغی جماعت میں مذاکرہ کیا جاتا ہے، یعنی کلمہ طیبہ کا حقیقی معنی ومفہوم واہمیت سمجھنا، اور پھر نماز کو سنت کے مطابق صحیح کرنا، خشوع وخضوع جیسے عظیم صفات پیدا کرنا، فرض اور ضروری علم سیکھنا، اور ذکر اللہ کی پابندی اور عادت بنانا، تمام مسلمانوں کو اپنے سے بہتر وافضل سمجھنا اور ہر حال میں ان کا احترام واکرام کرنا، اوراپنی نیت کو درست کرنا، ہر نیک عمل خالص اللہ تعالی رضا کے لئے کرنا، اور لوگوں کو اللہ تعالی کے دین کی طرف بطریق احسن دعوت دینا۔

یہ ہے چھ نمبر وصفات کا خلاصہ وحاصل، اور بقول حضرت مولانا الیاس رحمہ اللہ یہ چھ نمبر وصفات ہماری دعوت (وجماعت) میں الف، باء، ہیں۔

پس یہ چھ نمبر وصفات تبلیغی جماعت کے نزدیک وسیلہ وذریعہ ہیں مقصد عظیم کے حاصل کرنے کا، اور وہ مقصد عظیم یہ ہے کہ ہماری زندگی میں کامل دین آجائے اور ہمارے دلوں میں کامل ایمان راسخ ہوجائے، لہذا یہ چھ نمبر وسائل ہیں، اب یہ چھ نمبر وصفات آپ نے مختصرا ملاحظہ کئے، میرے خیال میں کوئی بہت بڑا جاہل ومجہول وبے وقوف اور دین سے بالکل بے خبر شخص ہی یہ مطالبہ کرے گا کہ ان چھ صفات کے ثبوت پر قرآن وحدیث سے دلائل دو، حاصل کلام یہ ہے کہ یہ چھ صفات ایک مشق وتمرین ہے اورابتدائی سبق ہے اپنی زندگیوں میں دین کو کامل کرنے کے لئے، اور یہ اسلوب ایک وسیلہ ہے عظیم مقصد شرعی کو حاصل کرنے کے لئے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت نے جو یہ چھ نمبر {صفات} خاص کئے ہیں، اس کا ثبوت کہیں نہیں ملتا لہذا یہ بدعت ہیں۔

جواب = یہ وسوسہ بھی گذشتہ وسوسہ سے ملتا جلتا ہے، یہ وسوسہ بھی بالکل باطل ہے، کیونکہ جن چھ صفات کی تحصیل و تعلیم کو تبلیغی جماعت نے اس زمانہ میں لوگوں کے عمومی حالات کو سامنے رکھ کر خاص کیا ہے، خاص اس طرز کا ثبوت احادیث میں ثابت ہے، دیکھئے جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی یہ عادت مبارکہ احادیث سے ثابت ہے کہ مثلاً ایک صحابی نے سوال کیا کون سا عمل زیادہ اُفضل ہے ؟؟ تو آپ نے ایک عمل کی نشاندہی وراہنمائی فرمائی، دوسرے وقت میں کسی صحابی نے یہی سوال کیا تو آپ نے کسی دوسرے عمل کی اُفضلیت کی نشاندہی وراہنمائی فرمائی، چند احادیث اس باب میں ملاحظہ کریں۔

ففي الصحيح أنه ﷺ سئل: "أي الأعمال أفضل؟ فقال: إيمان بالله. قال: ثم ماذا؟ قال: الجهاد في سبيل الله. قال: ثم ماذا؟ قال: حج مبرور-"

وفي النسائي عن أبي أمامة قال أتيت النبي ﷺ فقلت : مرني بأمر آخذه عنك فقال: "عليك بالصوم فإنه لا مثل له

وفي الترمذي: أي الأعمال أفضل درجة عند الله يوم القيامة؟ قال: "الذاكرين الله كثيراً والذاكرات "

إلى أن قال الشاطبي: وفي مسلم : أي المسلمين خير؟؟ قال: "من سلم المسلمون من لسانه ويده "

.

وفيه سئل: أي الإسلام خير؟؟ قال: "تطعم الطعام وتقرأ السلام على من عرفت ومن لم تعرف."

وفي الصحيح: "وما أعطي أحد عطاءً هو خير وأوسع من الصبر."

وفي الترمذي: " خيركم من تعلمالقرآن وعلمه."

وفيه: " أفضل العبادة انتظار الفرج "

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ آپ نے وقت کی مناسبت اور سائل کی حالت کے موافق ایک ہی سوال کے مختلف جوابات ارشاد فرمائے، لہذا اس سے معلوم ہوا کہ لوگوں کو حالات واوقات کی مناسبت سے اصلاح وتربیت کے لئے مختلف وسائل واعمال کو اختیار کیا جاسکتا ہے، اور اس کا مقصد یہ نہیں کہ سارا دین انہی چھ صفات میں بند ہے اور اس کے اختیار کرنے میں دیگر صفات وخصال کی نفی لازم آتی ہے، لہذا

آپ ﷺ نے ایک نوجوان کے لئے ایک وقت میں اس طرح راہنمائی فرمائی "فعلیہ الصوم" اسی طرح بعض صحابہ کو ذکرُاللہ، اور تلاوت قرآن، اورإطعامُ الطعام اور إقراءُ السلام وغیرہ اعمال کی طرف راہنمائی فرمائی، لہذا انہیں احادیث مُبارکہ کی روشنی میں تبلیغی جماعت کے اہل علم نے اولا ان چھ صفات حمیدہ کی تحصیل کو خاص کیا، اور یہ وسائل شرعیہ ہیں اورتربیت و تعلیم ہے مقصد شرعی کو حاصل کرنے کے لئے فقط، لہذا حضرت علامہ محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ نے اپنی جماعت میں ان چھ صفات کی تعلیم و تحصیل وتذکیر کو خاص کیا کیونکہ اس زمانہ کے لوگوں کے احوال کا تقاضہ وضرورت اسی میں ہے، اور یہ چھ صفات عبودیت اوربندگی کوکامل کرنے اور تعلق مع اللہ کی عظیم دولت کو حاصل کرنے کے لیے ہیں، [لا إلٰہ إلا اللہ] اللہ تعالی کی سچی عبودیت اوربندگی میں داخل ہونے کے لئے، عبودیت اوربندگی میں داخل ہونے کے بعد اس کے صحیح راستے پرچلنے کے لئے طریقُ العبودیة حاصل کرنا ہے (محمد رسول اللہ ﷺ) سے، پھر عبودیت اوربندگی کا صحیح طریقہ معلوم کرنے کے بعد اس کی تطبیق ضروری ہے عملی طورپر اس کا اظہار لازمی ہے، لہذا نماز خشوع وخضوع وغیرہ تمام صفات وشرائط کے ساتھ اس عبودیت اوربندگی کی عملی تطبیق ہے، پھر یہ بھی ضروری ہے کہ یہ عبودیت اوربندگی صحیح شکل میں اور سنت کے مطابق پیدا ہو لہذا اس کے لئے علم ضروری ہے اور یہ علم عبودیت اوربندگی کی تصحیح کرتا ہے، اسی لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس عبودیت اوربندگی میں تقویت اوردوام رہے، تو ذکرُاللہ اس عبودیت اوربندگی کی تقویت وپختگی کے لئے ہے، اسی طرح بندہ مومن پرلازم ہے کہ اس عبودیت اوربندگی کے ثواب کی حفاظت بھی کرے پس إکرامُ المسلمین اوران کے حقوق کی ادائیگی اس عبودیت اوربندگی کی حفاظت کے لئے ہے، اور پھر جب انسان کو عُبودیت کاملہ اور دیگر أعمال کثیرة کی توفیق ہو جائے تو یہ جاننا از حد ضروری ہے کہ ان تمام اعمال کی روح اخلاص ہے جس کے بغیر کوئی نیک عمل مقبول نہیں ہے لہذا اخلاص اور تصحیح نیت عبودیت اوربندگی کی قبولیت کے لئے ہے، پس جب یہ عبودیت اوربندگی بندہ میں پیدا ہو جائے تو دیگر تمام دین پر چلنا آسان ہو جاتا ہے، یہ ہے اصل حقیقت ان چھ صفات کی جن کی تحصیل و تعلیم کی تبلیغی جماعت میں کوشش ومحنت وجدوجہد کی جاتی ہے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والوں نے جماعت میں جانے کے لئے جو چالیس دن مقرر کئے ہیں، اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے لہذا یہ بدعت ہے جس کو تبلیغی جماعت نے لوگوں میں رائج کر دیا ہے ۔

جواب = یہ وسوسہ بھی باطل وفاسد ہے، چالیس دن تک لگاتار عمل کرنے سے انسان کے روح وباطن میں بہت برکت وتاثیر ہوتی ہے، اور ساتھ ہی نصوص شرعیہ سے اس عدد {40} کی اہمیت ورعایت بھی ثابت ہے، لہذا مجاہدہ وریاضت میں اس عدد کو خصوصیت حاصل ہے، چند نصوص اس بارے میں درج ذیل ہیں؛

1. فطرت وخلقت کی ابتداء بھی چالیس {40} دن سے ہوتی ہے۔

عن ابن مسعود (رضي الله عنه) قال : قال رسول الله (ﷺ) : " إن أحدكم ليجمع خلقه في بطن أمه أربعين يوما نطفة، ثم يكون علقة مثل ذلك، ثم يكون مضغة مثل ذلك، ثم ليرسل إليه الملك فينفخ فيه الروح، ويؤمر بأربع كلمات : رزقه وأجله وعمله وهل هو شقي أو سعيد -

اس حدیث میں انسان کی خلقت کے اطوار ومراحل کا ذکر ہے ، انسان کی خلقت رحم میں تین مراحل سے گذرتی ہے ، اورتینوں مراحل میں چالیس،چالیس دن لگتے ہیں،اس عدد کی حکمت اوراصلی راز اللہ ہی خوب جانتاہے۔

(رواه البخاري و مسلم والترمذي و الإمام احمد ، وغيرهم.) وروى الإمام مسلم في صحيحة كما أخرج الإمام أحمد في مسندة حديثا عن حذيفة ابن أسيد الغفاري قال : سمعت رسول الله (ﷺ) " يدخل الملك على النطفة بعدما تستقر في الرحم بأربعين ليلة فيقول : يارب ماذا، شقي أم سعيد ؟ وذكر أم أنثى ؟ فيقول الله، ويكتبان، ويكتب عمله وأثره، ومصيبته، ورزقه، ثم تطوى الصحيفة، فلا يزاد على ما فيها ولا ينقص ،

(رواه مسلم والإمام احمد والطبراني فی المعجم الكبير)

2. اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام سے چالیس راتوں کا عہد ووعدہ لیا۔

وإذ واعدنا موسى أربعين ليلة ثم اتخذتم العجل من بعده وأنتم ظالمون -

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

وبهذا استدل الصوفية على الوصال وان أفضله أربعون يوما الخ (تفسيرالقرطبی ج ۱ ص ۳۹۶)

حدیث حسن میں ہے کہ جس نے چالیس دن تک مسجد میں جماعت کے ساتھ تکبیر اولی کے ساتھ نماز پڑھی تو اس کے لیئے دو "براءۃ" پروانے لکھ دیئے جاتے ہیں،ایک پروانہ جہنم سے براءت کا اور دوسرا نفاق سے براءت کا،

عن أنس بن مالك قال : قال رسول الله (ﷺ) : " من صلى أربعين يوما في جماعة يدرك التكبيرة الأولى كتب له براءتان : براءة من النار، وبراءة من النفاق " (حديث حسن رواه الترمذي سنن الترمذي ، وبمعناه في الترغيب والترهيب للمنذر)

ایساہی ترمذی وابن ماجہ وغیرہ میں ایک دوسری روایت ہے کہ

كما روى ابن ماجه والترمذي عن عمر عن النبي (ﷺ) قال : " من صلى في مسجد جماعة أربعين ليلة لا تفوته الركعة الأولى من صلاة العشاء كتب الله له عتقا من النار"

(ابن ماجه ، الترغيب والترهيب ،إتحاف المتقين للزبيدى ،كنز العمال)

اب اسی حدیث حسن کی روشنی میں تبلیغی جماعت والے چالیس دن کے لئے نکلنے کی تاکید کرتے ہیں، تاکہ دیگر فوائد کے ساتھ ساتھ ایک یہ عظیم فائدہ بھی حاصل ہو یعنی چالیس دن تک مسجد میں جماعت کے ساتھ تکبیر اولی کے ساتھ نماز پڑھنا، اور پھر اس کے نتیجہ میں دو عظیم فوائد کا حاصل ہونا یعنی جہنم اور نفاق سے براءت کا لکھا جانا، اور عمومی طور پر اپنے گھر میں ہی رہ اس پر عمل نہیں ہوتا، جیسا کہ ہماری حالت بالکل واضح ہے، لہذا جماعت میں جانے کے لئے چالیس دن مقرر کرنا ایک وسیلہ ہے اور شریعت نے جائز وسائل کو مشروع قرار دیا ہے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والوں نے جماعت میں نکلنے کے لئے جو معروف ترتیب بنائی ہے، کیا نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے اس معروف ترتیب کے ساتھ نکلنا ثابت ہے؟؟

جواب = یہ معروف ترتیب ایک وسیلہ وذریعہ ہے مقصود ومطلوب کو حاصل کرنے کے لئے، اور یہ ترتیب ازخود مقصود وغایت نہیں ہے، اور اسلام میں میں عبادت کے وسائل محدود نہیں ہیں، لیکن شریعت نے یہ قاعدہ وضع کیا ہے کہ ہر وہ چیز جو مقصود تک پہنچائے پس وہ بھی مقصود ہے بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو،

(كل ما يؤدي الى المقصود فهو مقصود اذا لم يخالف الشرع)

لہذا اگر مقصد اَفضل ہے تو وسیلہ بھی اَفضل ہوگا اور اگر مقصد بُرا اور ناجائز ہے تو وسیلہ وذریعہ بھی ناجائز ہوگا، لہذا کسی بھی مقصود چیز کا وسیلہ مقصود کے تابع ہے، علماء امت نے بھی اس بارے میں یہی تصریح کی ہے۔

وقد ذكر الشيخ العز بن عبد السلام في) قواعد الأحكام في مصالح الأنام" (إن الواجبات والمندوبات ضربان: أحدهما مقاصد والثاني وسائل، وكذلك المكروهات والمحرمات ضربان: أحدهما مقاصد والثاني وسائل، وللوسائل أحكام المقاصد. فالوسيلة إلى أفضل المقاصد هي أفضل الوسائل، والوسيلة إلى أرذل المقاصد هي أرذل الوسائل ثم ـٹرتب الوسائل بترتب المصالح والمفاسد". ويقرّ في موضع آخر أن الوسائل هي أخفض رتبة من المقاصد إجماعاً.

ويقرر الإمام القرافي في" الفروق "الفرق الثامن والخمسون بين قاعدة المقاصد وقاعدة الوسائل فيقول: "موارد الأحكام على قسمين: مقاصد وهي المتضمنة للمصالح والمفاسد في أنفسها، ووسائل وهي الطرق المفضية إليها وحكمها حكم ما أفضت إليه من تحريم وتحليل. غير أنها أخفض رتبة من المقاصد في حكمها. والوسيلة إلى أفضل المقاصد أفضل الوسائل وإلى أقبح المقاصد أقبح الوسائل. وكلما سقط اعتبار المقصد سقط اعتبار الوسيلة فإنها تبع له في الحكم-"

اگر تبلیغی جماعت کے اس معروف ترتیب یعنی { تین دن یا چالیس دن یا چار مہینہ وغیرہ } جماعت میں نکلنے پر اگر بدعت کا حکم لگایا جائے، تو پھر اس طرح بہت ساری چیزوں پر بدعت کا حکم لگانا پڑے گا، مثلا فی زمانہ علوم دینیہ کے مراکز وجامعات ومعاہد ومدارس اور ان کے خاص ترتیبات نصاب تعلیم وغیرہ سب بدعت ہو جائیں گی، کیونکہ حضور ﷺ اور سلف صالحین کے زمانہ میں یہ ترتیبات موجود نہیں تھیں، اوراس طرح کئی اور بہت ساری چیزوں کو بدعت کہنا پڑے گا، لہذا تبلیغی جماعت میں { تین دن یا چالیس دن یا چار مہینہ وغیرہ } کا خروج فقط تعلیم وتدریب کے لئے ہے ۔ یہ ترتیب فرض واجب یا مسنون نہیں ہے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت کی کتاب { فضائل اعمال } ضعیف احادیث پر مبنی ہے لہذا اس کتاب سے بچنا بہت ضروری ہے۔

جواب = کتاب [فضائل اعمال] وغیرہ کے خلاف نام نہاد اہل حدیث میں شامل جہلاء بہت سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں، اور اسے امت میں گمراہی وتباہی کا سبب قرار دیتے ہیں ۔ یہ وسوسہ بھی بہت سارے ناواقف لوگوں پر استعمال کیا جاتا ہے ، کہ [فضائل اعمال] میں ضعیف احادیث ہیں، لہذا جہاں اس تبلیغی جماعت کو چھوڑنا ضروری ہے، وہاں ان کی [فضائل اعمال] سے بھی بچنا بہت ضروری ہے، اب ایک عام آدمی " ضعیف حدیث " کا معنی وحکم کیا جانے ۔خود فرقہ جدید اہل حدیث کے جہلاء کو پتہ نہیں ہے، یہ جاہل ٹولہ لفظ "ضعیف" سے اردو والا معنی مراد لیتے ہیں، بلکہ جو فرقہ یہ دعوی کرے کہ ہمارے دو ہی اصول أطيعوا الله و أطيعوا الرسول ، توان کے لئے تو کسی حدیث کو ضعیف کسی کو صحیح کسی کو غریب وغیرہ امتیوں کے بنائے نام بولنا بھی جائز نہیں ہے ، کیونکہ قرآن وذخیرہ حدیث میں کہیں بھی یہ نام واصطلاحات وارد نہیں ہوئے بلکہ بہت بعد امتیوں نے بنائے ہیں، یہ خالص اندھی تقلید ہے ، نہ معلوم کس مجبوری کی وجہ سے یہ فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث اپنے اس اصول [أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُول] کو توڑ دیتے ہے، خیر میں " ضعیف حدیث " کے حوالے سے مختصرا کچھ عرض کرتا ہوں،

کیونکہ اس وسوسہ کے ذریعہ یہ فرقہ جدید عوام کو بہت جلد بے راہ کرلیتا ہے،اور یہ بھی یادرہے کہ کتاب [فضائل اعمال] میں سب احادیث ضعیف نہیں ہیں،بلکہ صحیح،حسن،وضعیف وغیرہ سب ہیں،

"ضعیف حدیث" پر عمل کرنے کا حکم

امام مُحی الدین نووی شافعی رحمہ اللہ نے اپنی بہت ساری نے کتب میں تمام محدثین وفقہاء کا اتفاق نقل کیا ہے کہ "فضائل اعمال وترغیب وترھیب " میں " ضعیف حدیث " کولینا اوراس پر عمل کرنا جائزہے ، امام نووی شافعی رحمہ اللہ نے یہ بات اپنی کتب [الروضہ] اور[الإرشادوالتقریب] اور[الأذکار] وغیرہ میں نقل کی ہے،اور یہی امام نووی رحمہ اللہ کا مذہب ہے،اوراسی طرح کی تصریح دیگرکبارائمہ حدیث نے بھی کی ہے ، مثلاحافظ ابن حجرعسقلانی ؒ،امام نوویؒ،امام اِبن جماعہ،امام الطیبیؒ، امام سراج الدین البلقینیؒ،حافظ زین الدین ابوالفضل العراقیؒ، امام ابن دقیق العیدؒ،حافظ ابن حجرالہیتمی ؒ، امام ابن الھمام ؒ،امام ابن علان ؒ،امام الصنعانیؒ،وغیرھم اور حتی کہ آج کل کے عرب کے سلفی علماء میں سے الشیخ بن باز،الشیخ صالح اللحیدان،الشیخ صالح الفوزان،الشیخ عبدالعزیز آل الشیخ،الشیخ صالح آل الشیخ،والشیخ علی حسن الحلبی، وغیرھم بھی یہی کہتے ہیں،ان علماء امت کی چندتصریحات ملاحظہ کریں

وقال الحافظ السخاوي'' ومن اختاروا ذالك أيضاً إبن عبدالسلام وإبن دقيق العيد ''القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع [ص195]

وقال الحافظ إبن حجر العسقلاني'' تجوز رواية الحديث الضعيف إن كان بهذا الشرطين : ألا يكون فيه حكم ، وأن تشهد له الأصول- [الإصابة في تميز الصحابة (690/5)-

وقال الإمام إبن علان'' ويبقى للعمل بالضعيف شرطان : أن يكون له أصل شاهد لذالك كاندراجه في عموم أو قاعدة كلية ، وأن لا يُعتقد عند العمل به ثبوته بل يُعتقد الاحتياط ''[الفتوحات الربانية [84/1]]

وقال الحافظ إبن حجر العسقلاني'' ولا فرق في العمل بالحديث الضعيف في الأحكام أو الفضائل إذ الكُّل شُرع ''[تبين العجب [ص04]].

وقال الإمام الصنعاني'' الأحاديث الواهية جوزوا أي أئمة الحديث التساهل فيه ، وروايته من غير بيان لِضعفه إذا كان وارداً في غير الأحكام وذالك كالفضائل والقصص والوعظ وسائر فنون الترغيب والترهيب ''[توضيح الأفكار لمعاني تنقيح الأنظار (238/2)].

وقال العلامة إبراهيم بن موسى الأبناسي" الأحاديث الضعيفة التي يُحتمل صِدقها في الباطن حيث جاز روايتها في الترغيب والترهيب "[الشذ الفياح من علوم إبن صلاح (223/1)]

وقال العلامة طاهر الجزائري الدمشقي" الظاهر أنه يلزم بيان ضِعف الضعيف الوارد في الفضائل ونحوها كي لا يُعتقد ثبوته في نفس الأمر ، مع أنه رُبما كان غير ثابت في نفس الأمر "[توجيه النظر إلى أصول الأثر (238/2)].

وقال العلامة علي القاري" الأعمال التي تثبت مشروعيتها بما تقوم الحجة به شرعاً ، ويكون معه حديث ضعيف ففي مثل هذا يُعمل به في فضائل الأعمال ؛ لأنه ليس فيه تشريع ذالك العمل به ، وإنما فيه بيان فضل خاص يُرجى أن يناله العامل به[المرقاة (381/2)].

وقال العلامة حبيب الرحمن الأعظمي" والضعيف من الحديث وإن كان قبولاً في فضائل الأعمال ، ولابأس بإيراده فيها عند العلماء[مقدمة مختصر الترغيب والترهيب (ص06)].

وقال الإمام إبن الهمام في كتاب الجنائز من فتح القدير" الاستحباب يثبت بالضعيف غير الموضوع "

وقال الإمام إبن حجر الهيتمي في الفتح المبين" أتفق العلماء على جواز العمل بالحديث الضعيف في فضائل الأعمال لأنه إن كان صحيحاً في نفس الأمر فقد أُعطي حقه من العمل به"

وقال الشيخ صالح بن عبدالعزيز آل الشيخ" أما في فضائل الأعمال فيجوز أن يستشهد بالحديث الضعيف في فضائل الأعمال وأن يذكر لأجل ترغيب الناس في الخير، وهذا هو المنقول عن أئمة الحديث وأئمة السلف"[محاضرة بعنوان وصايا عامة (الوجه الثاني)].

وقال الشيخ محمود الطحان" يجوز عند أهل الحديث وغيرهم رواية الأحاديث الضعيفة والتساهل في أسانيدها من غير بيان لِضعفها في مثل المواعظ والترغيب والترهيب والقصص وما أشبه ذالك[تيسير مصطلح الحديث (ص65)]-

"ضعیف حدیث" کی تعریف

یاد رکھیں کہ مُحدثین کرام کے نزدیک " حدیث ضعیف " کی اصطلاحی تعریف میں مختلف اقوال وآرائیں، تین اَقوال بطور خلاصہ وبغرض فائدہ نقل کرتاہوں۔

1. كل حديث لم تجتمع فيه صفات الحديث الصحيح ولا صفات الحديث الحسن

ہر وہ حدیث جس میں "حدیث صحیح اور حدیث حسن" کے صفات وشرائط موجود نہ ہوں تو وہ "حدیث ضعیف" ہے۔

یہ مشہور مُحدث امام ابن صلاح شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے، اور اسی تعریف کو ان کے بعد حافظ ابن جماعۃ اور حافظ ابن کثیر اور حافظ نووی اور حافظ جرجانی وغیرہم رحمھم اللہ نے ذکر کیا ہے، اور پھر اسی تعریف پر دیگر مُحدثین کے کچھ تعقیبات بھی ہیں، جس کی تفصیل اصول حدیث کی کتب میں موجود ہے۔

2. كل حديث لم تجتمع فيه صفات القبول -

ہر وہ حدیث جس میں صفات قبول موجود نہ ہوں۔

یہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کا قول ہے، اور بعض دیگر مُحدثین نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، اعتراضات وتعقیبات اس پر بھی ہیں ۔

3. ما قصر عن درجة الحسن قليلا

ہر وہ حدیث جو درجہ میں "حدیث حسن" سے کم ہو۔

حافظ الذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب [الموقظة] میں یہ تعریف کی ہے، اور اصل اس تعریف کا امام ابن دقیق العید اور علامہ عراقی کا کلام ہے، اور اعتراضات وتعقیبات اس پر بھی ہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حافظ ابنُ الصَلاح الشافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب [مقدمة ابنُ الصلاح] میں فرماتے ہیں کہ وہ حدیث جس میں چھ شرائط پائے جائیں تو وہ " صحیح " ہے، اور وہ چھ شرائط یہ ہیں۔

1. اتصال سند
2. عدالة الرُواة
3. ضبط الرواة
4. السلامة من الشذوذ
5. السلامة من العلة
6. وجود العاضد

اور جمہور متأخرین مُحد ثین کے نزدیک "حدیث حسن" کی تعریف بھی یہی ہے جس میں شروط سابقہ پائی جائیں، مگر "حدیث حسن "کا راوی اگرچہ حافظ ہوتا ہے لیکن حفظ میں "حدیث صحیح" کے راوی سے کم ہوتا ہے،

اور پھر "حدیث ضعیف" بھی اسی کے ساتھ مُلحق ہے، لہذا متأخرین مُحد ثین کے نزدیک "حدیث ضعیف" کی تعریف یہ ہے کہ جس میں ان شروط مذکورۃ بالا میں سے کوئی ایک شرط یا اکثر مفقود ہوں، پھر اس کے بعد "حدیث ضعیف" کے اَنواع واقسام کی ایک طویل بحث ہے۔

[من شاء المزيد فليراجع الى المطولات]

فحاصل الكلام انهم عرفوا الحديث الضعيف بأنه :هو ما فقد شرطا من شروط الحديث المقبول وهي ستة:

1. ألعدالة: أي الصدق والتقوى والالتزام الظاهر بأحكام الإسلام.
2. ألضبط: هو الدقة في الحفظ والإتقان ثم الاستحضار عند الأداء.
3. ألاتصال: أي كل واحد من الرواة قد تلقاه من رواة الحديث حتى النهاية دون إرسال أو انقطاع.
4. عدم الشذوذ: وهو مخالفة الراوي الثقة لمن هو أثق منه.
5. عدم وجود العلة القادحة: أي سلامة الحديث من وصف خفي قادح في صحة الحديث والظاهر السلامة منه.
6. ألعاضدُ عند الاحتياج إليه-

راجع : مقدمة ابن الصلاح(ج 1 / ص 6), والباعث الحثيث في اختصار علوم الحديث(ج 1 / ص 5), وتدريب الراوي في شرح تقريب النواوي(ج 1 / ص 73), والتقريب والتيسير لمعرفة سنن البشير النذير في أصول الحديث(ج 1 / ص 2), وتدريب الراوي في شرح تقريب النواوي (ج 1 / ص 120)

اس مختصر بحث اور ائمہ حدیث کی تصریحات سے یہ واضح ہوا، کہ حدیث کی تعریف و تقسیم وغیرہ سب مُحدثین کے اجتہاد کا ثمرہ ہے، اس لئے اس باب میں مُحدثین کے اقوال وآراء اختلاف بھی پایا جاتا ہے، اور حدیث کا ہر طالب ان سب تعریفات واصطلاحات خالص تقلید میں پڑھتا ہے اور استعمال کرتا ہے۔ سمجھ نہیں آتا کہ وہی تقلید فقہاء کرام ؒ کے اجتہادات کی ہو تو فرقہ جدید کے نزدیک شرک وبدعت وجہالت بن جائے، اور وہی خالص تقلید مُحدثین کی ہو تو کچھ فرق نہ پڑے، حالانکہ فقہاء کرام ومُجتہدین عظام کے تمام اجتہادات دلائل کے ساتھ موجود ہیں، جب کہ مُحدثین کے ان اجتہادات کی کوئی دلیل بھی نہیں ہے، ہر مُحدث نے اپنی ذوق وفہم وبصیرت سے یہ تعریفات واصطلاحات وضع کی ہیں۔

اللہ تعالی تمام اہل اسلام کو صحیح فہم وبصیرت عطا فرمائے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے جو گشت کرتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

جواب = یہ وسوسہ بھی جہالت پر مبنی ہے، گشت کا مقصد دعوت الی اللہ دعوت الی الخیر ہے ۔

بدليل قول الله تعالى : ((ولتكن منكم أمة يدعون إلى الخير))

وقوله تعالى: ((يا أيها المدثر قم فأنذر، وربك فكبر))

وقوله تعالى: ((وأنذر عشيرتك الأقربين))

وقوله تعالى: ((فاصدع بما تؤمر))

اسی طرح حضور ﷺ بنفس نفیس دعوت الی اللہ کے لیئے طائف جانا، اور قبائل مختلفہ کا گشت کرنا، اور اسی طرح حضور ﷺ لوگوں کو ان کے اجتماعات ومجامع میں اور اسی طرح حج کے موسم میں خصوصی دعوت دیتے، اور ہر آزاد وغلام وضعیف وقوی وغنی وفقیر کو آپ دعوت دیتے، اور اسی طرح مختلف بازاروں میں جاکر (سوق ذی المجاز، وعكاظ) آپ دعوت دیتے، اسی طرح آپ ﷺ ہر ہفتہ کے دن مسجد قباء تشریف لے جاتے تھے۔

بدلیل: عن ابن عمر (رضي الله عنهما) قال: "كان النبي (ﷺ) يزور قباء أو يأتي قباء راكبا وماشيا زاد في رواية فيصلي فيه ركعتين " (رواه البخاري ومسلم)

(وفي رواية للبخاري والنسائي) : أن رسول الله (ﷺ) كان يأتي مسجد قباء كل سبت راكباً وماشياً، وكان عبد الله يفعله -

وعن عبد الله بن دينار؛ أن ابن عمر كان يأتي قباء كل سبت، وكان يقول: رأيت النبي (ﷺ) يأتيه كل سبت.(رواه مسلم)

اور پھر آپ نے صرف اسی پر اکتفاء نہ کیا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو بھی یہ اہم عمل سکھایا ان کی تعلیم وتربیت کی اور پھر دعوۃ وتبلیغ کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو مختلف اطراف واکناف میں بھیجا، اور آپ ﷺ کی رحلت کے بعد بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا اصلی رأس المال دعوۃ وتبلیغ ہی تھا۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے صرف مسلمانوں کے پاس جاتے ہیں کفار کو کیوں تبلیغ نہیں کرتے؟

جواب = تبلیغی جماعت کا یہ عظیم کام صرف مسلمانوں کے لئے خاص نہیں ہے، بلکہ دعوۃ وتبلیغ کی اس بابرکت تحریک سے اللہ تعالی نے بے شمار غیر مسلموں کو بھی دولت ایمان سے سرفراز فرمایاہے، اوراگر بالفرض ہم یہ تسلیم کرلیں کہ تبلیغی جماعت والے کفار کو دعوت نہیں دیتے تواس میں کوئی خلاف شرع بات نہیں ہے، بلکہ اس عمل کے ثبوت میں بھی احادیث کثیرہ موجود ہیں، مثلا حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا، اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ کیا، حضرت مُعقِل بن یسار، حضرت عبداللہ بن مغفل، حضرت عمران بن حُصین رضی اللہ عنھم بصرہ کی طرف تشریف لے گئے، اور حضرت عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ شام کی طرف گئے، وغیر ذالک اور یہ سب اسفار اہل اسلام کو دعوت کے لئے تھے۔

آج مسلمانوں کا کیاحال ہے ؟ ہر عام وخاص جانتا ہے، اس لئے سب سے پہلے تو مسلمانوں کی اصلاح وارشاد ضروری ہے، پہلے مسلمان تو مکمل دین پر عمل کرنے والے بن جائیں، کیا آج سب مسلمان حضور ﷺ کی اسوہ حسنہ کا کامل نمونہ ہیں؟ کتنے مسلمان ہیں جو اور تو اور نماز جیسا اہم فریضہ اور دین اسلام کے اس بنیادی رکن سے بھی بے خبر وغافل ہیں، اور حتی کہ ایسے مسلمانوں کی بھی کثرت ہے جو کلمہ طیبہ صحیح طور پر پڑھ بھی نہیں سکتے، تو ایسے مسلمانوں کا فکر کون کرے گا؟؟ اسی طرح مسلمانوں میں دعوت قبول کرنے کی امید بھی زیادہ ہے، لہذا جو غیر مسلموں کو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں تو ضرور کریں، لیکن تبلیغی جماعت پر محض اعتراض کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے "جہاد فی سبیل اللہ، یا مطلق فی سبیل اللہ "کی احادیث وآیات کو دعوۃ وتبلیغ پر محمول کرتے ہیں۔

جواب = تبلیغی جماعت کا " جہاد فی سبیل اللہ، یا مطلق فی سبیل اللہ " کی احادیث وآیات کو دعوۃ وتبلیغ کے کام پر محمول کرنا صحیح اوردرست ہے، اس لئے محدثین کرام ؒ نے بھی اس قسم روایات واحادیث کو کارخیر پر محمول کیاہے،ہاں یہ بات ضرور ہے جہاد بمعنی قتال کی نفی کرناجائز نہیں ہے،کیونکہ وہ بھی اِعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے " صحیح بخاری "میں ایک باب قائم کیاہے

[باب المشي إلى الجمعة]

اوراس باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے " فی سبیل اللہ " والی روایت نقل کی ہے،جوعام طورطورپر "کتاب الجہاد " میں مُحدثین ذکرکرتے ہیں،

حدثنا علي بن عبد الله قال: حدثنا الوليد بن مسلم قال: حدثنا يزيد بن أبي مريم قال: حدثنا عباية بن رفاعة قال أدركني أبو عبس وأنا أذهب إلى الجمعة، فقال: سمعت النبي (ﷺ) يقول: من اغبرت قدماه في سبيل الله حرمه الله على النار . [صحيح البخاري ، كتاب الجمعة]

یعنی امام بخاری رحمہ اللہ یہ بتلاناچاہتے ہیں کہ " سعی الی الجمعۃ " جمعہ کی نمازوخطبہ سننے کے لئے جانا بھی " فی سبیل اللہ " میں داخل ہے۔اوراسی طرح دیگر محدثین وفقہاءوعلماءامت نے لفظ " فی سبیل اللہ " کو تمام خیر کے کاموں میں استعمال کیاہے،لہٰذا تبلیغی جماعت والے حضرات اگر "فی سبیل اللہ "کی نصوص کو دعوۃ وتبلیغ کے کام پر محمول کریں تواس میں کوئی حرج نہیں ہے بالکل صحیح ہے،کیونکہ دعوۃ وتبلیغ کااہم ترین کام بھی "فی سبیل اللہ "کے مفہوم میں داخل وشامل ہے۔

علماءامت کی چند تصریحات اس بارے میں درج ذیل ہیں۔

قال ابن كثير رحمه الله : وأما في سبيل الله فمنهم الغزاة الذين لا حق لهم في الديوان، وعند الإمام أحمد والحسن وإسحاق والحج من سبيل الله للحديث" أ.هـ .[تفسير القرآن العظيم: ج2،ص366.]

وقال الخازن في تفسيره قوله تعالى "وفي سبيل الله ":

وقال قوم: يجوز أن يصرف سهم سبيل الله إلى الحج يروى ذلك عن ابن عباس وهو قول الحسن وإليه ذهب أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه" أ.هـ .[لباب التأويل في معاني التنزيل: ج3،ص92.]

وقال الشوكاني في تفسيره قوله تعالى "وفي سبيل الله ."

"وقال ابن عمر هم الحجاج، والعمار، وروي عن أحمد وإسحاق أنهما جعلا الحج من سبيل الله" أ.هـ .[فتح القدير: ج2،ص373.]

وقال الإمام القرطبي

"الثانية والعشرون قوله تعالى: "وفي سبيل الله" هم الغزاة وموضع الرباط —إلى أن قال وقال ابن عمر: الحجاج والعمار. ويؤثر عن أحمد وإسحاق رحمهما الله أنهما قال: سبيل الله الحج-" [الجامع لأحكام القرآن: ج8،ص185.]

قال الإمام الجصاص

"وإن أعطى حاجا منقطعا به أجزأ أيضاً وقد روي عن ابن عمر أن رجلاً أوصى بماله في سبيل الله فقال ابن عمر: إن الحج في سبيل الله فاجعله فيه وقال محمد بن الحسن في السير الكبير في رجل أوصى بثلث ماله في سبيل الله أنه يجوز أن يجعل في الحاج المنقطع به وهذا يدل على أن قوله تعالى "وفي سبيل الله" قد أريد به عند محمد الحاج المنقطع به وقد روي عن النبي —صلى الله عليه وسلم- أنه قال: الحج والعمرة من سبيل الله" أ.هـ .[أحكام القرآن: ج3،ص 156 .]

وقال الإمام البخاري

باب قوله تعالى: "وفي الرقاب وفي سبيل الله" ويذكر عن ابن عباس رضي الله عنهما: يعتق من زكاة ماله ويعطى في الحج. وقال الحسن: إن اشترى أباه من الزكاة جاز ويعطي في المجاهدين والذي لم يحج، ثم تلا "إنما الصدقات للفقراء" الآية في أيهما أعطيت أجزأت. وقال النبي ﷺ: إن خالداً احتبس أدرعه في سبيل الله ويذكر

عن أبي لاس: حملنا النبي ﷺ على إبل الصدقة للحج" أ.هـ .[صحيح البخاري: ج2،ص104 .]

وقال الإمام الكاساني في معرض كلامه عن المراد من قوله تعالى: "وفي سبيل الله "

"وقال محمد: المراد منه الحاج المنقطع لما روي أن رجلا جعل بعيراً له في سبيل الله فأمر النبي ﷺ أن يحمل عليه الحاج" أ.هـ .[بدائع الصنائع: ج2،ص45.]

وقال أبو الفرج بن قدامة في معرض كلامه عن المراد بقوله تعالى: "وفي سبيل الله ":

"وروي عنه أن الفقير يعطى قدر ما يحج به الفرض أو يستعين به فيه. يروى إعطاء الزكاة في الحج عن ابن عباس وعن ابن عمر الحج من سبيل الله وهو قول إسحاق لما روي أن رجلاً جعل ناقة له في سبيل الله فأرادت امرأته الحج فقال لها النبي – ﷺ: "اركبيها فإن الحج من سبيل الله" أ.هـ .[الشرح الكبير: ج2،ص702 .]

وقال الإمام البهوتي

"والحج من السبيل أيضاً روي عن ابن عباس وابن عمر لما روى أبو داود أن رجلا جعل ناقته في سبيل الله فأرادت امرأته الحج فقال لها النبي ﷺ : "اركبيها فإن الحج من سبيل الله". فيأخذ إن كان فقيراً من الزكاة ما يؤدي به فرض حج أو فرض عمرة، أو يستعين به في أي فرض، الحج والعمرة لأنه يحتاج إلى إسقاط الفرض، وأما التطوع فله عنه مندوحة. وذكر القاضي جوازه في النفل كالفرض وهو ظاهر كلام أحمد والخرقي وصححه بعضهم لأن كلا من سبيل الله والفقير لا فرض عليه فهو منه كالتطوع" أ.هـ .[كشاف القناع: ج2،ص256 .]

وقال الإمام النووي ناسبًا القول بكون الحج من سبيل الله إلى الإمام أحمد ما نصه :

"وقال أحمد رحمه الله تعالى في أصح الروايتين عنه: يجوز صرفه إلى مريد الحج . [المجموع: ج6،ص212، 213 .]

وقال الإمام الخازن في تفسيره

"وقال بعضهم إن اللفظ عام ولا يجوز قصره على الغزاة فقط ولهذا أجاز بعض الفقهاء صرف سهم سبيل الله إلى جميع وجوه الخير من تكفين الموتى وبناء الجسور والحصون وعمارة المساجد وغير ذلك قال لأن قوله: "وفي سبيل الله" عام فلا يختص بصنف دون غيره" أ.هـ .

[لباب التأويل: ج3،ص92 .]

وقال العلامة محمد جمال الدين القاسمي

"ثم ذكر تعالى الإعانة على الجهاد بقوله: "وفي سبيل الله" فيصرف على المتطوعة في الجهاد ويشترى لهم الكراع والسلاح.

قال الرازي: لا يوجب قوله: "وفي سبيل الله" القصر على الغزاة. ولذا نقل القفال في تفسيره عن بعض الفقهاء جواز صرف الصدقات إلى جميع وجوه الخير من تكفين الموتى وبناء الحصون وعمارة المساجد لأن قوله: "وفي سبيل الله" عام في الكل. انتهى-

ولذا ذهب الحسن وأحد وإسحاق إلى أن الحج من سبيل الله فيصرف للحجاج منه. قال في الإقناع وشرحه: والحج من سبيل الله نصا. وروي عن ابن عباس وابن عمر. لما روى أبو داود: أن رجلا جعل ناقة في سبيل الله. فأرادت امرأته الحج فقال لها النبي ﷺ "اركبيها فإن الحج من سبيل الله" فيأخذ إن كان فقيراً من الزكاة ما يؤدي به فرض حج أو عمرة، أو يستعين به فيه، وكذا في نافلتهما لأن كلا من سبيل الله. انتهى .

قال ابن الأثير: وسبيل الله عام يقع على كل عمل خالص سلك به طريق التقرب إلى الله تعالى بأداء الفرائض والنوافل وأنواع التطوعات وإذا أطلق فهو في الغالب واقع على الجهاد حتى صار لكثرة الاستعمال كأنه مقصور عليه. أنتهى .

وقال في التاج: كل سبيل أريد به الله عز وجل وهو بر داخل في سبيل الله" أ.هـ [محاسن التأويل: ج8،ص3181.]

مُحدثین کرام ومفسرین عظام وفقہاءِ امت وعلماءِ کبار کی تصریحات سے واضح ہوا کہ " فی سبیل اللہ " سے کبھی حج وعمرہ بھی مراد ہوتا ہے، جیسا کہ اس حدیث میں فرمایا " الحج والعمرة في سبيل الله " رواه أحمد ،اور کبھی والدین کی خدمت کو بھی " جهاد في سبيل الله " کہا گیا، جیسا کہ اس روایت میں ہے عن عبدالله بن عمرو قال جاء رجل الى النبي ﷺ فاستأذنه فى الجهاد فقال أحَي والداك قال نعم قال ففيهما فجاهد ، رواه البخاري-

لہٰذا خلاصہ کلام یہ ہے " فی سبیل اللہ " کا لفظ ہر کارِ خیر کو شامل ہے اور دعوت وتبلیغ کا اہم وعظیم عمل بھی اس میں بطریق اولی داخل ہے۔

وسوسہ = حیاۃ صحابہ)خرافات اور جھوٹے قصوں اور موضوع اور جھوٹی وضعیف احادیث سے بھری ہے۔

جواب:

کتاب حَیاۃُ الصَّحَابہ کا مختصر تعارف

الشیخ علامۃ المحدث المفسر الفقیہ المحقق الزاہد محمد یوسف بن الشیخ محمد الیاس الکاندہلوی رحمہ اللہ نے اس عظیم وضخیم کتاب کو تالیف کیاہے جیسا کہ گذشتہ سطور میں آپ نے جماعت تبلیغ کے خلاف چند مشہور وساوس کو ملاحظہ کیا، اوران وساوس واکاذیب کو فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے چند جُہلاء بوجہ ضد وتعصب وعداوت وجہالت کے پھیلایاہے، اگرچہ ان کے وساوس کو چند ناواقف جہلاء نے ہی قبول کیاہے، اسی طرح ان وساوس واکاذیب کو فرقہ جدید کے کچھ جہلاء وحاسدین نے عرب میں تقریر وتحریر کی صورت میں پھیلایا، اگرچہ عرب میں بھی ان کے وساوس واکاذیب کو کوئی خاص ترقی نہیں ملی لیکن کچھ ناواقف لوگوں نے ان وساوس کو قبول بھی کیا، من جملہ ایسے لوگوں کے جنہوں نے تبلیغی جماعت کے خلاف خوب زہر اگلا۔

ایک سلفی شیخ جو عرب میں حمود بن عبد اللہ التویجری کے نام سے معروف ہیں، اس شیخ نے { القول البليغ } کے نام سے ایک کتاب لکھی، اس کتاب میں یہ شیخ تبلیغی جماعت کے خلاف اپنے ایک شیخ سیف الرحمن الدہلوی نامی شخص سے تبلیغی جماعت کے خلاف جھوٹ وکذب نقل کرتا ہے، اور جماعة التبليغ کو ایک گمراہ وشر وفتنہ وشرک وفسوق وعصیان والی جماعت قرار دیتاہے، اور جماعة التبليغ کو خیر وصلاح وفلاح وکتاب وسُنت سے کوسوں دور اور کتاب وسُنت کا دشمن کہتاہے،، غرض

ساری کتاب اس قسم کے اکاذیب وافترآت واتہمامات سے بھری ہے، اسی کتاب (القول البليغ) میں یہ شخص حمود بن عبد اللہ التویجری کہتا ہے کہ

"وللتبليغيين كتاب أخر يعتمدون عليه ويجعلونه من مراجع أتباعهم من الأعاجم من الهنود وغيرهم ، وهو المسمى (حياة الصحابة) لمحمد يوسف الكاندهلوي ، وهو مملوء بالخرافات والقصص المكذوبة والأحاديث الموضوعة والضعيفة ، وهو من كتب الشر والضلال والفتنة " [انتهى من منشورات دار الصميعي للنشر والتوزيع الرياض الطبعة الثانية1418ھ]

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ تبلیغیوں کی ایک دوسری کتاب بھی ہے جس پر وہ اعتماد کرتے ہیں، جس کو وہ ہند وغیرہ کے اپنے عجمی پیروکاروں کا مَرجع بناتے ہیں، جس کا نام (**حياة الصحابة**) ہے جو محمد یوسف کاندھلوی کی کتاب ہے، اور یہ کتاب (**حياة الصحابة**)خرافات اور جھوٹے قصوں اور موضوع اور جھوٹی وضعیف احادیث سے بھری ہے، اور یہ کتاب (**حياة الصحابة**)شر وضلال وفتنہ کی کتب میں سے ہے۔(معاذاللہ)

یہ مختصر سی جھلک بغض وحسد وحقد سے بھرپور آپ نے ملاحظہ کی، اس شخص نے اپنی کتاب میں تبلیغی جماعت کے خلاف بہت سی اکاذیب واتہامات کو لکھا ہے، لیکن اس کی یہ عظیم تہمت وجھوٹ وافتراء کہ {کتاب " **حياة الصحابة** "شر و ضلال وفتنہ کی کتاب ہے } نے مجھے یہ تفصیل لکھنے پر مجبور کیا، اور عربی میں بھی بغرض اتمام حجت اہل علم اس کا جواب دے چکے ہیں۔

کتاب حَيَاةُ الصَّحَابَةِ کے مَصَادِر ومَراجِع

اسم الکتاب / المصنف

1. القرآن المجيد
2. تفسير القرآن---- إسماعيل بن عمر إبن كثير
3. ألدررُالمنثور في التفسير بالمأثور-- عبد الرحمن بن ابي بكرجلال الدين السيوطي
4. تفسير الطبري--- محمد بن جرير ابو جعفر الطبري
5. الجامع الصحيح-- محمد بن إسماعيل البخاري
6. التاريخ الكبير---- محمد بن إسماعيل البخاري
7. الأدب المفرد---- محمد بن إسماعيل البخاري

8. كتاب الضعفاء---- محمد بن إسماعيل البخاري
9. عمدة القاري في شرح البخاري---- محمود بن احمد بن موسى بدر الدين العيني
10. الجامع الصحيح ،للإمام مسلم--- مسلم بن حجاج بن مسلم النيسابوري ابي الحسين
11. الجماع الكبير، للترمذي--- محمد بن عيسى بن سورة ابي عيسى الترمذي
12. الشمائل النبوية---- محمد بن عيسى بن سورة ابي عيسى الترمذي
13. سنن ابن ماجة---- محمد بن يزيد الربعي القزويني إبن ماجة
14. المسند الصحيح ،لابن حبان--- يقال انه اصح من ابن ماجة، محمد بن حبان بن احمد بن حبان ولد في بست من بلاد سجستان
15. المسند--- لأحمد بن حنبل
16. الزهد----- لأحمد بن حنبل
17. فضائل الصحابة-- لأحمد بن حنبل
18. سنن المجتبى----- احمد بن علي النسائي
19. السنن الكبرى ----- احمد بن حسين البيهقي
20. السنن الصغرى----- احمد بن حسين البيهقي
21. دلائل النبوة----- احمد بن حسين البيهقي
22. الجامع المصنف في شعب الإيمان--- احمد بن حسين البيهقي
23. البعث والنشور---- احمد بن حسين البيهقي
24. البداية والنهاية--- إسماعيل إبن عمر إبن كثير
25. الآحاد والمثاني--- احمد إبن عمر الضحاك (ابن النبيل)
26. المسند------------- احمد إبن موسى (إبن مردوية)
27. الفوائد المنتخبة------ احمد إبن علي الخطيب البغدادي
28. المسند--------------- احمد إبن علي إبن مثنى (أبي يعلى)
29. المختصر في التاريخ--- احمد إبن داود الدينوري

30. الإصابة في تمييز أسماء الصحابة--احمد إبن علي بن حجر
31. لسان الميزان– احمد إبن علي بن حجر العسقلاني
32. فتح الباري شرح صحيح البخاري-- احمد إبن علي بن حجر
33. شرح معاني الآثار-- احمد إبن محمد إبن سلمه الطحاوي
34. التاريخ الكبير-- احمد إبن زهير بن خيثمة
35. حلية الأولياء وطبقة الأصفياء-- احمد إبن عبد الله بن نعيم
36. معرفة الصحابة-- احمد بن عبد الله إبن نعيم الاصبهاني
37. دلائل النبوة----- احمد بن عبد الله إبن نعيم الاصبهاني
38. فضائل الإعمال-- احمد بن محمد إبن إسحاق الدينوري المشهور بابن السني من تلامذة الإمام الشافعي
39. عمل اليوم والليلة-- لابن السني
40. البداية من الكفاية-- احمد بن محمود إبن ابي بكر نور الدين الصابوني الحنفي
41. مسند إبن راهوية-- إسحاق إبن إبراهيم إبن مخلد المروزي ابي يعقوب إبن راهوية
42. المجالسة وجواهر العلم -- احمد إبن مروان الدينوري المالكي ابي بكر القاضي
43. المؤتلف والمختلف-- احمد إبن مروان الدينوري المالكي ابي بكر القاضي
44. الفوائد--- تمام إبن محمد إبن عبد الله إبن جعفر ابي القاسم البجلي الرازي الدمشقي محدث دمشق في عصره
45. دلائل النبوة-- جعفر إبن محمد بن الحسن بن المستفاض ابي بكر الفرياني ، تركي الأصل استقبل في بغداد بالطبول يقال مجلسه كان يضم عشرة ألف نسمة
46. المسند في الحديث-- الحسن إبن سفيان بن عامر الشيباني النسوي ابي العباس محدث خرسان في عصره
47. شرح السنة-- حسين بن مسعود بن محمد الفراء أو ابن الفراء محي السنة البغوي
48. الأموال-- حميد بن مخلد (زنجوية) بن قتيبة الازدي النسائي ،اظهر الحديث بنسا.

49. الحکم والأمثال-- حسن إبن عبد الله إبن سعید العسکري ابي احمد
50. فضائل الصحابة-- خیثمة بن سلیمان إبن حیدرة القرشي الطرابلسي حافظ زمانه محدث الشام
51. بذل المجهود في حل ابي داؤد-- محي السنة في بلاد الهند الشیخ خلیل احمد الایوبي ابي إبراهیم الهندي مدفون بالبقیع، شیخ محمد الیاس الکاندهلوي
52. التاریخ للعصفري-- خلیفة بن الخیاط بن خلیفة العصفري البصري ابي عمرو ویعرف (بشباب
53. الطبقات للعصفري—العصفري
54. التجرید للصحاح السته-- رزین بن معاویة إبن عمار السرقطي الأندلسي إمام الحرمین توفي بمكة
55. صحیح المنتقی-- سعید إبن عثمان إبن سعید ابن السكن البغدادي ابي علي
56. السنن، احد الکتب الستة--- لابي داؤد سلیمان إبن الاشعث السجستاني إمام اهل الحدیث في زمانه انتخب 480 حدیث من نصف ملیون حدیث.
57. المراسیل---- لابي داؤد سلیمان إبن الاشعث السجستاني إمام اهل الحدیث
58. المعجم الصغیر-- سلیمان إبن احمد بن أیوب الطبري
59. المعجم الأوسط--- سلیمان إبن احمد بن أیوب الطبري
60. المعجم الکبیر----- سلیمان إبن احمد بن أیوب الطبري
61. دلائل النبوة--- سلیمان إبن احمد بن أیوب الطبري
62. المسند، للطیالسي--- سلیمان بن داؤد الجارود (ابي داؤد الطیالسي) فارسي الاصل سكن البصرة ، قال اسرد 30 ألف حدیث ولا فخر
63. الفتح الکبیر-- سیف إبن عمر الاسدي التمیمي من أصحاب السیر كوفي الأصل
64. المسند-- عبد الله عبد الرحمن إبن فضل الدرامي السمرقندي ابي محمد
65. المسند--- عبد إبن حمید بن نصر الکسي ابي محمد قیل اسمه عبد الحمید
66. المنتقی لابن الجارود--- عبد الله إبن الجارود ابي محمد النیسابوري توفي بمكة
67. الرقائق-- عبد الله بن المبارك إبن وضاح الحنظلي ، شیخ الاسلام المجاهد
68. المعرفة، لعبدان---- عبد الله بن عیسی المروزي ابي محمد المعروف بعبدان

69. كتاب الجوع ، ابن ابي الدنيا-- عبد الله بن محمد بن عبيد بن سفيان ، ابن ابي الدنيا القرشي الاموي
70. دلائل النبوبة ابن ابي الدنيا-- عبد الله بن محمد بن عبيد بن سفيان ، ابن ابي الدنيا القرشي الاموي
71. المسند، لابي بكر بن شيبة--- عبد الله بن محمد بن ابي شيبة العبسي
72. المصنف في الأحاديث والآثار---- عبد الله بن محمد بن ابي شيبة العبسي
73. أخلاق النبي وآدابه--- عبد الله بن محمد بن جعفر ابن حبان الاصبهاني ابي محمد يقال له ابو الشيخ
74. نصب الراية في تخريج احاديث الهداية --- عبد الله بن يوسف بن محمد الزيلعي ابي محمد جمال الدين
75. المسند لابن ابي حاتم---- عبد الرحمن بن محمد بن ابي حاتم بن إدريس بن المنذر التميمي الحنظلي الرازي
76. المصنف في الحديث----- عبد الرزاق ين همام بن نافع الحميري ،ابي بكر الصنعاني
77. المستخرج من كتب (الحديث للتذكرة والمستطرف من احوال الرجال للمعرفة) لابن مندة----- عبد الرحمن بن محمد بن إسحاق ابن مندة العبدي الاصبهاني ابي القاسم حافظ مؤرخ جليل القدر واسع الرؤية.
78. شرف المصطفى---- عبد الرحمن بن الحسن الاصبهاني النيسابوري ابي سعد
79. السنن للدار قطني----- علي بن عمر بن احمد بن مهدي الدارقطني الشافعي---
80. مجمع الزوائد ومنبع الفوائد------ علي بن ابي بكر بن سليمان الهيثمي نور الدين ابي الحسن المصري
81. كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال----- علي بن عبد الملك حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي المشهور بالمتقي
82. مختصر كنز العمال ----- علي بن عبد الملك حسام الدين ابن قاضي خان القادري الشاذلي الهندي المشهور بالمتقي

83. السيرة النبوية للمدائني--- علي بن محمد بن عبد الله ابي الحسن المدائني
84. ناسخ الحديث ومنسوخة لابن شاهين---- عمر بن احمد بن عمر بن شاهين له 300مصنف
85. السنة----- عمر بن احمد بن عمر بن شاهين له 300مصنف
86. الترغيب والترهيب---- عبد الملك بن هشام الحميري المعافري
87. السيرة لابن هشام-- عبد الملك بن هشام الحميري المعافري
88. فتوحات مصر والمغرب والأندلس--- عبد الرحمن بن عبد الله بن عبد الحكم ابي القاسم مؤرخ من أصحاب الحديث مصري الولادة والوفاة
89. (الكامل في معرفة الضعفاء والمتروكين) لابن القطان أو ابن عدي----- عبد الله بن عدي بن عبد الله بن محمد بن المبارك ابن القطان الجرجاني أو ابن عدي
90. المسند لأبي زرعه الرازي----- عبد الله بن عبد الكريم بن يزيد ابي زرعه بن فروخ الرازي جالس احمد بن حنبل يحفظ مائة ألف حديث
91. التاريخ وعلل الرجال----- عبد الرحمن بن عمرو بن عبد الله بن صفوان النصري ابي زرعه الدمشقي من أئمة الحديث في زمانه
92. الجماع في الحديث لابن وهب----- عبد الله بن وهب بن مسلم الفهري المصري من أصحاب الإمام مالك
93. (الابانة عن اصول الديانة) للسجري--- عبيد الله بن سعيد بن حاتم السجري الوائلي اصله من سجستان ونسبته اليها من غير قياس
94. الزوائد----- عبد الله بن الإمام احمد بن حنبل
95. زوائد المسند--- عبد الله بن الإمام احمد بن حنبل
96. (الجامع المستفيض في فضائل الاقصى) لابن عساكر--- القاسم بن علي بن الحسن ابن هبة الله ابي محمد المعروف بابن عساكر الدمشقي
97. الغريب المصنف في غريب الحديث والآثار ، للهروي--- القاسم بن سلام الهروب ابي عبيد من أهل هرة مكث في تاليف مصنفه 40 عام وأول من ألف في هذا الفن

98. الأموال----- القاسم بن سلام الهروب ابي عبيد من أهل هرة

99. الموطأ----لإمام مالك إمام دار الهجرة

100. السيرة النبوية،لابن إسحاق---- محمد بن إسحاق بن بشار المطلبي من اقدم المؤرخين من اهل المدينة

101. تاريخ الإسلام الكبير ، للذهبي---- محمد بن احمد بن عثمان بن قيماز الذهبي شمس الدين

102. المسند للفرياني ---- محمد بن يوسف بن واقد الضبي ، تركي الاصل ابي عبد الله الفرياني

103. المسند، لمسدد------ مسدد بن سرهد بن سربل الاسدي أول من صنف المسند بالبصرة

104. المغازي----- محمد بن عائذ بن احمد الدمشقي

105. مسند الشافعي-- محمد بن إدريس الشافعي

106. تاريخ الأمم والملوك، تاريخ الطبري-- محمد بن جرير ابو جعفر الطبري

107. مسند الروياني---- محمد بن هارون الروياني

108. جمع الفوائد من (جامع الاصول ومجمع الزوائد) ----- محمد بن سليمان ابن الفاسي بن طاهر الروداني السوسي المكي شمس الدين محدث المغرب مالكي ولد بسوس

109. نوادر الاصول في أحاديث الرسول ----- محمد بن علي بن الحسن بن بشر من أهل ترمذ

110. الطبقات الكبرى--- محمد بن سعد بن منيع الزهري سكن بغداد عدل عند الخطيب البغدادي

111. الإشراف على مذهب أهل العلم لابن المنذر---- محمد بن إبراهيم بن المنذر النيسابوري توفي بمكة

112. السنن، للدولابي---- محمد بن المصباح ابي جعفر المزني الدولابي البزار روى عنه الإمام البخاري 12 حديث ومسلم 20 حديث واخذ منه احمد بن حنبل

113. مختصر المختصر ، لابن خزيمة----- المسمى بصحيح ابن خزيمة، محمد بن إسحاق بن خزيمة السلمي إمام نيسابور لقبه السبكي بإمام الأئمة

114. كتاب المغازي--- موسى بن عقبة بن عياش الاسدي من اهل المدينة قال احمد عليكم بمغازي ابن عقبة

115. (ذيل تاريخ بغداد) لابن الخطيب----- محمد بن محمود بن الحسن بن هبة الله بن محاسن ، محي الدين بن النجار مؤرخ من اهل بغداد

116. التاريخ، للسراج--- محمد بن إسحاق بن إبراهيم بن مهران الثقفي نسب لعمل السروج

117. مسند، السراج--- محمد بن إسحاق بن إبراهيم بن مهران الثقفي نسب لعمل السروج

118. مشكاة المصابيح---- محمد بن عبد الله العمري ابن عبد الله ولي الدين التبريزي

119. المستدرك على الصحيحين---- محمد بن عبد الله بن حمدوية المشهور بالحاكم يعرف بابن البيع ابي عبد الله

120. المغازي النبوية ، للواقدي--- محمد بن عمر بن واقد السهمي من الحفاظ

121. الكنى ، للكرابيسي ---- محمد بن محمد بن احمد ابي احمد النيسابوري الكرابيسي القزويني ، الحاكم الكبير ويعرف بابي احمد الحاكم

122. المسند،للداوردي العدني ----- محمد بن يحيي بن ابي عمر ابي عبد الله العدني الداوردي يقال له ابي عمر، قاضي عدن

123. المسند الكبير، للشاشي--- هيثم بن كليب بن سريع الشاشي ابي سعيد محدث من وراء النهر

124. شرح السنة، اللالئكائي---- هبة الله بن الحسن بن منصور الطبري الرازي اللئكائي

125. كتاب الزهد،لابن السري----- هناد بن السري بن مصعب الدرامي شيخ الكوفة وزاهدها

126. مسند ابي عوانة---- يعقوب بن إسحاق بن إبراهيم النيسابوري ابي عوانة،احد حفاظ الدنيا عند ياقوت

127. المغازي--- يحيي بن سعيد بن فروخ القطان التميمي ابي سعيد من اقران الامام مالك قال عنه شعبة من اهل الصدق

128. الاسيعاب في تراجم الصحابة---- يوسف بن عبد الله بن عبد البر القرطبي حافظ المغرب)

129. جامع بيان العلم وفضله-----يوسف بن عبد الله بن عبد البر القرطبي حافظ المغرب)

130. الفتن والملاحم ------ نعيم بن حماد بن معاوية المروزي

131. المغازي ،للوليد بن مسلم--- الوليد بن مسلم الموي الدمشقي ابي العباس عالم الشام في عصره من الحفاظ له 70 مصنف في الحديث

یہ ہے وہ عظیم ولازوال کتب کا خزانہ جن کو سامنے رکھ کر یہ کتاب لکھی گئی۔

چند ضروری ملاحظات

1. حضرت علامہ شیخ محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ نے اپنی اس عظیم کتاب میں ہر حدیث اور قصہ کا انتہائی کامل امانت ودیانت کے ساتھ حوالہ لکھاہے، اور اوپر فہرست میں جن کتابوں کا نام ذکر ہوا، انہی کتابوں سے حضرت شیخ اخذ کرتے ہیں۔
2. حضرت علامہ شیخ محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ نے اپنی اس عظیم کتاب میں علمی امانت کا بھرپور حق ادا کیا، کہ بوقت ضرورت ہر حدیث یا اثر یا قصہ کے بعد صحت وضُعف کے اعتبار سے اہل علم کی آراء واقوال بھی نقل کرتے ہیں، جو کہ حضرت شیخ علمی تبحر ودقت وامانت کی واضح دلیل ہے۔
3. حضرت علامہ شیخ محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ کو اللہ تعالی نے علم وبصیرت وفراست ایمانی سے نوازا تھا، اس لئے اُمراض روحانی کو وہ جانتے تھے، اور وہ جانتے تھے کہ بصر وبصیرت کے اندھے اور حسد وعداوت وجہالت میں ڈوبے لوگ اس کتاب پر طعن وتشنیع کریں گے ، اس لئے صحابہ کرام کے واقعات وقصص کو اپنی اسلوب وشخصی ذوق کے مطابق نقل نہیں کیا، بلکہ ایک مستقل عنوانات کے تحت ابواب لکھے ، پھر ان عنوانات کے تحت انتہائی امانت کے ساتھ قصہ اور واقعہ باحوالہ لکھا۔
4. لیکن حضرت علامہ شیخ محمد یوسف کاندھلوی رحمہ اللہ کو علم نہیں تھا کہ کتاب (حياة الصحابة) میں اس انتہاء درجہ امانت وصدق واخلاص کے بعد بھی کچھ لوگ ایسے آئیں گے جن کو حسد وحقد وبغض وعداوت نے اندھا کردیا وہ لوگ اس کتاب کو شر وضلال وفتنہ کی کتاب کہیں گے (معاذاللہ)
5. اس شخص نے اپنی باطل وکاذب تہمت سے صرف کتاب (حياة الصحابة) کو متہم نہیں کیا بلکہ اس تہمت شنیعہ کا نشانہ وہ (131) کتب بھی بنتے ہیں، جن کو سامنے رکھ اس کتاب عظیم کو تالیف کیا گیا ہے۔
6. اس کتاب عظیم مرجع یہی (131) کتب ہیں، اور کوئی کتاب نہیں ہے۔

7. اور جب اس کتاب کے مراجع و مآخذ یہ (131) کتب ہیں، اور یہ کتب تمام امت مسلمہ اور جمیع علماء اہل سنت کے مراجع ہیں، لہذا یہ کہنا کہ یہ جماعة التبليغ کا مرجع ہیں، محض حسد و بغض و تعصب و جہالت ہے۔

8. دین اسلام ایک عالمگیر دین ہے، عرب و عجم سب کے لئے ہے، اور اس دین متین کی خدمت و نصرت عرب و عجم سب نے کی ہے، حتی علمی میدان میں عجم کی خدمات عرب سے زیادہ ہیں، جیسا کہ مذکورہ بالا (131) کتب کی فہرست میں واضح ہے، حتی کہ ارباب صحاح ستہ بھی عجمی ہیں، لہذا یہ کہنا کہ کتاب (حياة الصحابة) تبلیغی جماعت کے عجمی پیروکاروں کا مرجع ہے، محض جھوٹ و حسد و تعصب پر مبنی ہے۔

9. کتاب (حياة الصحابة) پوری امت مسلمہ کی کتاب ہے، صرف تبلیغی جماعت کے ساتھ خاص نہیں، کیونکہ کتاب کے مراجع و مصادر پوری امت مسلمہ کے ہیں۔

10. آخری اور اہم بات کتاب (حياة الصحابة) پر طعن و تشنیع دراصل اس کتاب کے مذکورہ بالا (131) مراجع پر طعن و تشنیع ہے، کیونکہ کتاب کا سارا مواد انہیں کتب سے ماخوذ ہے، اور جو شخص ان مصادر پر طعن کرے اس کا کیا حکم ہے؟؟ اس کا جواب اہل علم ہی دے سکتے ہیں اور میں یہ بات انتہائی یقین سے کہتا ہوں کہ وہ شخص جس نے کتاب (حياة الصحابة) کو شر و ضلال و فتنہ کی کتاب کہا اور اس کی تقلید میں کئی اور لوگوں نے بھی کہا یہ شخص اگر بغض و حسد و تعصب کی عینک اتار کر کتاب (حياة الصحابة) کو پڑھتا اور اس کے مصادر و مراجع کو دیکھتا تو کبھی یہ تہمت شنیعہ و مقولہ کاذبہ نہ بولتا، باقی سب کچھ جاننے کے بعد اگر کوئی یہ طعن و تشنیع کرے تو اس کا علاج کسی کے پاس نہیں ہے۔

وسوسہ = تبلیغی جماعت والے ہر جمعہ کی رات کو اجتماع کرتے ہیں۔ یعنی شب جمعہ کو اجتماع ہوتا ہے جس میں بیانات ہوتے ہیں، سب تبلیغی اس میں جمع ہوتے ہیں، یہ بھی بدعت ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

جواب = یہ وسوسہ بھی جہالت پر مبنی ہے، کیونکہ لوگوں کی تعلیم و تدریس اور وعظ و نصیحت کے لئے کوئی دن مقرر کرنا بالکل جائز اور نصوص سے ثابت ہے، حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں کو ہر جمعرات کے دن وعظ و نصیحت و بیان کرتے تھے، ایک آدمی نے کہا اے آبا عبد الرحمن ہم آپ کے بیان و وعظ کو بہت پسند کرتے ہیں، اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہر دن ہمیں بیان و وعظ کیا کریں، تو حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے تو کوئی مانع نہیں کہ میں ہر دن تم لوگوں

کوبیان اور وعظ کروں لیکن یہ خوف ہے تم تنگ نہ ہو جاو، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھی ہمیں وعظ اس طرح کرتے یعنی ہمیں وعظ وبیان کرنے میں ہمارے اوقات کی رعایت کرتے تھے، ہر دن نہیں کرتے تھے تاکہ ہم تنگ نہ ہو جائیں۔ یہ صحیحین کی حدیث کا مفہوم ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر اس طرح باب قائم کیاہے۔ (من جعل لأهل العلم أياما معلومة)

اور دوسرا باب اس طرح باب قائم کیاہے۔

{، باب ما كان النبي ﷺ يتخولهم بالموعظة والعلم كي لا ينفروا} -

باب: من جعل لأهل العلم أياما معلومة.

حدثنا عثمان بن أبي شيبة قال: حدثنا جرير، عن منصور، عن أبي وائل قال:

كان عبد الله يذكر الناس في كل خميس، فقال له رجل: يا أبا عبد الرحمن، لوددت أنك ذكرتنا كل يوم؟ قال: أما إنه يمنعني من ذلك أني أكره أن أملكم، وإني أتخولكم بالموعظة، كما كان النبي صلى الله عليه وسلم يتخولنا بها، مخافة السآمة علينا (.كتاب العلم للبخارى)

باب: ما كان النبي ﷺ يتخولهم بالموعظة والعلم كي لا ينفروا.

حدثنا محمد بن يوسف قال: أخبرنا سفيان، عن الأعمش،عن أبي وائل، عن ابن مسعود قال:كان النبي ﷺ يتخولنا بالموعظة في الأيام كراهة السآمة علينا.

حدثنا محمد بن بشار قال: حدثنا يحي بن سعيد قال: حدثنا شعبة قال: حدثني أبو التياح، عن أنس، عن النبي ﷺ قال(يسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا)-

اور صحیح مسلم میں (باب الاقتصاد في الموعظة) کے تحت یہ حدیث موجود ہے۔

باب الاقتصاد في الموعظة

حدثنا أبو بكر ابن أبي شيبة حدثنا وكيع وأبو معاوية ح وحدثنا ابن نمير واللفظ له حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن شقيق قال كنا جلوسا عند باب عبد الله ننتظره فمر بنا يزيد بن معاوية النخعي فقلنا أعلمه

بمكاننا فدخل عليه فلم يلبث أن خرج علينا عبد الله، فقال إني أخبر بمكانكم فما يمنعني أن أخرج إليكم إلا كراهية أن أملكم إن رسول الله كان يتخولنا بالموعظة في الأيام مخافة السآمة علينا

وحدثنا إسحاق بن إبراهيم أخبرنا جرير عن منصور ح وحدثنا ابن أبي عمر واللفظ له حدثنا فضيل بن عياض عن منصور عن شقيق أبي وائل قال: كان عبد الله يذكرنا كل يوم خميس، فقال له رجل يا أبا عبد الرحمن إنا نحب حديثك ونشتهيه ولوددنا أنك حدثتنا كل يوم، فقال: ما يمنعني أن أحدثكم إلا كراهية أن أملكم إن رسول الله كان يتخولنا بالموعظة في الأيام كراهية السآمة علينا ۔

قال النووي في شرح مسلم " :ومعنى يتخولنا يتعاهدنا هذا هو المشهور فى تفسيرها قال القاضي وقيل يصلحنا وقال بن الأعرابى معناه يتخذنا خولا وقيل يفاجئنا بها وقال أبو عبيد يدللنا وقيل يحبسنا كما يحبس الانسان خوله وهو يتخولنا بالخاء المعجمة عند جميعهم إلا أبا عمرو فقال هي بالمهملة أى يطلب حالاتهم واوقات نشاطهم وفى هذا الحديث الاقتصاد فى الموعظة لئلا تملها القلوب فيفوت مقصودها " انتهى.

وقال ابن حجر في الفتح " : وفيه رفق النبي ﷺ بأصحابه وحسن التوصل إلى تعليمهم وتفهيمهم ليأخذوا عنه بنشاط لا عن ضجر ولا ملل ويقتدي به في ذلك فان التعليم بالتدريج اخف مؤنة وادعى إلى الثبات من اخذه بالكد والمغالبة " بعض النصوص المبينة والضابطة لحكم توقيت الوعظ، وتعليق بعض العلماء عليها:قوله: (كان يتخولنا) بالخاء المعجمة وتشديد الواو، قال الخطابي: الخائل بالمعجمة هو القائم المتعهد للمال، يقال خال المال يخوله تخولا إذا تعهده وأصلحه.

والمعنى كان يراعي الأوقات في تذكيرنا، ولا يفعل ذلك كل يوم لئلا نمل.

حاصل کلام یہ کہ لوگوں کی وعظ ونصیحت وارشاد وتعلیم وتعلم کے لئے کوئی دن متعین کرنا جائز ہے، جیسا کہ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا، اور تبلیغی جماعت کا شب جمعہ کا اجتماع بھی اسی قبیل سے ہے، اور شب جمعہ کے اجتماع میں لوگوں کے حالات کی رعایت بھی ہے، جمعہ چھٹی کا دن ہوتا ہے، جس میں تمام یا اکثر احباب کی حاضری آسان ہوتی ہے، اور ساتھ ہی جمعہ اور شب جمعہ کی فضائل وبرکات کے حصول کا حرص بھی ہے، لہٰذا اس کو بدعت کہنا جہلاء کا کام ہے، اللہ تعالیٰ عوام کو ان جہلاء کے وساوس سے محفوظ رکھے ۔

فضائل اعمال اور صدقات میں موجود اولیاء اللّٰہ اورصالحین کے واقعات واقوال وکرامات پر اعتراض

میری معلومات کے مطابق **جماعة التبليغ** کے خلاف فرقہ جدید اہل حدیث کی طرف سے سب سے أشد اور سخت ترین شبہ اور وسوسہ جو پیش کیا جاتا ہے، وہ (تبلیغی نصاب، فضائل اعمال، فضائل صدقات) وغیرہ کتب میں موجود اولیاء اللہ اور صالحین کے کچھ واقعات واقوال وکرامات ہیں، جن کو لے کر یہ لوگ شور مچاتے ہیں اور عوام کو گمراہ کرتے ہیں، اوراس بنا پر ان کتب کو خرافات واکاذیب واساطیر والف لیلی کی کہانیاں قرار دیتے ہیں، اور پھر عوام کو مزید گمراہ کرنے کے لئے ان واقعات وکرامات پر مبنی عبارات کو اپنی خود ساختہ معنی ومفہوم کا جامہ پہناتے ہیں، اوراپنی طرف سے اس عبارت پر عنوان لگاتے ہیں، اور پھر عوام کو باور کراتے ہیں کہ دیکھو یہ تبلیغی جماعت کا اوران کے بڑوں کا عقیدہ ہے، اور کئی ناواقف لوگوں کو اسی انداز سے گمراہ کیا جاتا ہے، اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر تم لوگ (تبلیغی نصاب،) وغیرہ کتب میں موجود کرامات وحکایات اولیاءوصالحین کو نہیں مانتے تو نہ مانو لیکن اس کی وجہ سے پوری جماعت کو ضال ومضل اور خیر وہدایت سے دور قرار دینا اور شرک وبدعت کے فضول فتوے جھاڑنا اور عوام کو گمراہ کرنا کہاں کا انصاف ہے؟؟

اور پھر یہ کہ تمہارا یہ رویہ اورانداز صرف اور صرف (تبلیغی نصاب) یا علماء دیوبند کی دیگر کتب میں موجود کرامات اولیاء کے ساتھ ہی کیوں ہے؟؟ اگر بالفرض تمہارا یہ اصول وموقف وعقیدہ ونظریہ ہے تو پھر انصاف ودیانت کا تقاضا تو یہ ہے کہ اس طرح کے کرامات وحکایات واقوال جس شخص کی کتاب میں بھی ہوں تو تم اس پر بھی وہی حکم وفتوی لگاؤ جو تبلیغی جماعت اوراس اوراس کے اکابر اوران کی کتابوں پر لگاتے ہو، آپ یقین جانیں یہ کبھی بھی اپنے اس اصول پر قائم نہیں رہ سکتے، بس عوام کو بے راہ کرنے کے لئے توحید وسنت کے ظاہری نعرے لگاتے رہتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ اوران کے شاگرد ابن قیم کو فرقہ جدید اہل حدیث کے سب اکابر خصوصا اور باقی بھی عموما اپنا شیخ وامام تسلیم کرتے ہیں، اوران کے منہج وتعلیمات ونظریات وفتاوی جات کو قرآن وسنت کے عین مطابق سمجھتے ہیں، اور عرب کے تمام سلفی حضرات کا تو ان دونوں کی امامت وجلالت وثقاہت پر اجماع ہے، حتی کہ وہ تو سلفی منہج کی بنیاد ہی ان دوحضرات کی تعلیمات

ونظریات پر رکھتے ہیں، اس لئے شیخ الاسلام کی چند عبارات اس بارے میں ذکر کرتا ہوں، تصوف وصوفیہ وکرامات وغیرہ سے متعلق شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور ابن القیم کے آراء واقوال پر مبنی تفصیلی مضمون اس سے قبل اسی فورم پر میں لکھ چکا ہوں۔

1. شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ ولی صالح جب کسی چیز کو کہتا ہے (کن فیکون} ہو جاپس وہ ہو جاتی ہے، اور یہ استدلال ایک اثر سے کرتے ہیں۔

قال ابن تيمية في مجموع الفتاوى "376/4، 377"متحدثا عن الحديث القدسي فقال: "وقد جاء فى الاثر " ياعبدى أنا أقول للشيء كن فيكون أطعنى أجعلك تقول للشيء كن فيكون يا عبدى انا الحى الذى لا يموت أطعنى أجعلك حيا لا تموت "وفى أثر أن المؤمن تأتيه التحف من الله من الحى الذى لا يموت الى الحى الذى لا يموت "فهذه غاية ليس وراءها مرمى كيف لا وهو بالله يسمع وبه يبصر وبه يبطش وبه يمشى فلا يقوم لقوته قوة " اه

اب آپ دیکھیں اس طرح کی بات علماء دیوبند کی کسی کتاب ورسالہ میں نظر آجائے، تو فورا فرقہ جدیدکے علمبردار شرک وبدعت کے تیر برسانے شروع کر دیتے ہیں، اب توحید وسنت کے ان متوالوں سے گذارش ہے کہ شیخ الاسلام کے بارے کیا حکم ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ولی صالح کو{ کن فیکون } کی قدرت بھی حاصل ہو جاتی ہے ؟؟؟ اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ شیخ الاسلام یہ بات اپنی مجموع الفتاوی میں فرماتے ہیں کسی عام کتاب میں نہیں، فرقہ جدیدکے علمبردار زہر کا پیالہ پی لیں گے لیکن شیخ الاسلام کی اس عبارت پر کبھی بھی وہ حکم نہیں لگائیں گے جو علماء دیوبند اوران کی کتب پر لگاتے ہیں، اللہ تعالی عوام کو ان کی چالبازیاں سمجھنے کی توفیق دے۔

2. شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ اولیاء مُردوں کو زندہ کرتے ہیں۔

قال ابن تيمية في كتاب النبوات "ص 298".

"وقد يكون إحياء الموتى على يد أتباع الأنبياء كما وقع لطائفة من هذه الأمة"

3. مردہ گدھے کا زندہ کرنا

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ نخع کا ایک آدمی تھا، اس کا گدھا راستے میں مر گیا، تو اس کے ساتھیوں نے اس کو کہا کہ آجاؤ ہم تیرا سامان اپنی سواریوں پر رکھتے ہیں، تو اس آدمی نے اپنے ساتھیوں سے کہا مجھے چھوڑ دو تھوڑی دیر کے لئے، پھر اس نے اچھے طریقے سے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی، اور اللہ تعالی سے دعا کی، پس اللہ تعالی نے اس گدھے کو زندہ کر دیا، پس اپنا سامان گدھے پر رکھ دیا۔

ويقول ايضا مجموع فتاوى ابن تيمية "ج11 ص 281"

:ورجل من النخع كان له حمار فمات في الطريق فقال له أصحابه: هلم نتوزع متاعك على رحالنا ، فقال لهم: أمهلوني هنيئة ، ثم توضأ فأحسن الوضوء وصلى ركعتين ودعا الله تعالى فأحيا حماره فحمل عليه متاعه.

4. مردہ گھوڑے کا زندہ کرنا

ويقول ابن تيمية أيضاً :مجموع الفتاوى ابن تيمية "ج11 ص 280"

وصلة بن أشيم مات فرسه وهو في الغزو ، فقال اللهم لا تجعل لمخلوق عليّ منة ودعا الله عز وجل فأحيا له فرسه .

5. حضرت سعید بن المسیب کا ایام حرہ میں رسول اللہ ﷺ کی قبر سے نمازوں کے اوقات میں اذان سنتے تھے۔

وكان سعيد ين المسيب في أيام الحرة يسمع الأذان من قبر رسول الله ﷺ في أوقات الصلوات، وكان المسجد قد خلا، فلم يبق غيره . (الفرقان بين أولياء الرحمن وأولياء الشيطان)

اس بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور ابن القیم کے آراء و اقوال بکثرت ہیں، بلکہ ان کی مستقل کتب ہیں، بطور مثال یہ عرض کر دیا، اب فرقہ جدید میں شامل عوام سے درخواست ہے اپنے کسی شیخ کی سچائی وانصاف جانچنے کے لئے

مذکورہ بالا کرامات میں سے کوئی ایک اس کو سناؤ، اور اس کو کہو کہ یہ میں نے علماء دیوبند کی کتاب میں پڑھا ہے، پھر دیکھنا کہ شیخ صاحب کیا حکم لگاتے ہیں؟؟؟ اور اگر تم یہ کہہ دو کہ یہ تو شیخ الاسلام کی فتاوی میں لکھا ہے تو وہ یا تو انکار کر دے گا، یا پھر بات کو توڑ مروڑ کے ادھر ادھر کر دے گا اور تاویلیں کرنے لگے گا۔ هداهم الله وإيانا الى السواءالسبيل

كرامات الأولياء

فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کی نئی ایڈیشن میں شامل کچھ جہلاء نے کرامات اولیاء کو لے کر اس کو عقیدہ علماء دیوبند کا نام دے کر ان پر شرک وبدعت کے فتوے لگائے اور اس طرح عوام الناس کو گمراہ کیا، اس باب میں بہت ساری مثالیں ہیں طریقہ کار ان کا یہ ہوتا ہے کہ کرامت پر مبنی کوئی واقعہ پڑھتے ہیں پھر عوام کو باور کراتے ہیں کہ یہ علماء دیوبند کا عقیدہ ہے، حالانکہ کرامت کوئی عقیدہ نہیں ہوا کرتا بلکہ ازخود صوفیہ کرام کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ **"الإستقامة فوق الكرامة"** شریعت پر استقامت اور عمل کرامت سے افضل ہے اور اصل کرامت اتباع سنت ہی ہے، اور کرامت ایک زائد چیز ہے۔

اہل سنت والجماعت اور کرامات الاولیاء

اہل سنت والجماعت اور علماء أحناف کا یہ معروف و مسلمہ عقیدہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالی وحی کے ذریعے أنبیاء علیہم السلام کو بہت سے غیبی اور مخفی حقائق سے مطلع فرماتا ہے، اسی طرح اپنے سچے متبعین صالحین (أولیاء أللہ) بندوں کو کشف والہام اور رویاء صالحہ صادقہ وغیرہ پوشیدہ امور کی اطلاع کبھی کبھی من جانب اللہ تعالی ہو جاتی ہے لیکن یہ فرق ضرور ہے کہ أنبیاء علیہم السلام کو بذریعہ وحی جن حقائق ورموز سے آگاہ کیا جاتا ہے وہ مبنی بر حقیقت یقینی اور قطعی ہوتی ہیں لیکن أولیاء أللہ کا کشف والہام یقینی اور قطعی نہیں ہوتا بلکہ اس میں کبھی کبھی غلطی اور غلط فہمی ہو سکتی ہے اور حجت شرعی بھی نہیں ہے۔

تعریف کرامت

جس طرح اَللہ تعالی اَنبیاء علیہم السلام کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے ان کے ہاتھوں پر خوارق کا اظہار فرماتا ہے جن کو "معجزات" کہا جاتا ہے اسی طرح کبھی کبھار اپنے سچے متبعین صالحین اَولیاء اَللہ کی مقبولیت و قرب ظاہر کرنے کے لئے ان کے ہاتھوں پر خوارق کا ظاہر فرماتا ہے جن کو کرامات کہا جاتا ہے۔

اہل باطل واہل بدعت اگر ان خوارق کو علم غیب یا استمداد واستغاثہ عن غیر اللہ یا عقیدہ وغیرہ کا نام دیں تو ماسوائے جہالت وحماقت کے کیا کہا جاسکتا ہے، حالانکہ یہ بات روز روشن کی طرح ثابت و واضح ہے کہ کسی ولی کے ہاتھ پر جو کرامت ظاہر ہوتی ہے، وہ دراصل اس ولی کا فعل وتصرف نہیں ہوتا بلکہ قدرت وتصرف اللہ تعالی کی ہوتی ہے ہاتھ ولی کا ہوتا ہے ولی صرف مظہر ہوتا ہے فقط۔

حقیقی و معنوی کرامت

آدمی کا کوئی فعل کوئی عمل وحرکت وسکون خلاف شرع واقع نہ ہو، کبائر وصغائر حتی کہ لایعنی وفضول اعمال سے بھی اجتناب کرے، اوراتباع سنت وعشق رسالت کا کامل نمونہ ہو۔

حِسّی کرامت

مثال پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، اشیاء خوردنی کا بڑھنا، آواز کا دور تک پہنچنا اور سننا وغیرہ عوام لوگ اسی کو کمال شمار کرتے ہیں، حالانکہ درحقیقت اصل کمال کرامت معنوی ہے، یعنی شریعت پر مستقیم رہنا، مکارم اخلاق کا خوگر رہنا، اعمال صالحہ کی پابندی اور بے تکلفی سے ان کا صادر ہونا، اوراتباع سنت کا کامل اہتمام، غرض تمام اخلاق حمیدہ سے اپنے نفس و قلب کو مزین کرنا اور تمام اخلاق رذیلہ واعمال سیئہ سے اپنے نفس و قلب کو پاک کرنا، یہی اصل و حقیقی کرامت ہے ۔

حد کرامت

بعض علماء نے کرامت کی قوت ایک خاص حد تک معین کی ہے، اور جو امور نہایت عظیم ہیں ان کا صدور کرامت سے ممتنع قرار دیا ہے، مگر محققین نے کے نزدیک کرامت کی کوئی حد نہیں، کیونکہ جو فعل بطور کرامت ولی کامل سے صادر ہوتا ہے وہ مِن جانِبِ اللہ ہوتا ہے ولی کامل صرف اس کام ظہر ہوتا ہے تاکہ ولی کا قرب اور مقبولیت عند اللہ معلوم ہو۔

سوال = اس طرح توکرامت ومعجزہ میں مساوات لازم آئے گا؟؟

جواب = صاحب کرامت خود یہ دعوی کرتا ہے کہ میں نبی کا غلام وخادم وامتی ومتبع ہوں اور کچھ نہیں ہوں اوراس خرق عادت وکرامت کا صدور بھی باذن اللہ وبہ تبعیت نبی کے ہے اس کا کوئی اپنا کمال وتصرف نہیں ہے،ہاں یہ بات ضرور ہے کہ جس خرق عادت کی نسبت اللہ ورسول کا ارشاد ہو کہ اس کا صدور مُطلقا مَحَال ہے تووہ بطور کرامت بھی سرزد نہیں ہوسکتا۔

اظہارِ کرامت

اکابرنے لکھاہے کہ اپنی کرامت کا اخفا (پوشیدہ رکھنا) واجب ہے ، مگرجہاں اظہار کی ضرورت ہو یاحالت اس قدرغالب ہو کہ اس میں قصدواختیارباقی نہ رہے یاکسی طالب حق ومُرید کایقین قوی کرنا مقصود ہو توپھروہاں کرامت کااظہار جائزہے ، اور یہ بات یاد رکھیں کہ ولایت کے لئے کرامت کا وجود وظُہور وصُدور کوئی ضروری نہیں ہے ، اوراصل کرامت استقامت علی الشریعۃ ہے۔

علم کرامت

کرامت کے لئے نہ اس ولی کواس کا علم ہوناضروری ہے،اورنہ اس کے قصدوارادہ کا متعلق ہوناضروری ہے، کبھی علم ہوتا ہے اور قصدوارادہ نہیں،اور کبھی علم وقصد دونوں امر ہوتے ہیں، اس اعتبار سے کرامت کی تین قسمیں ہوئی ہیں۔

1. جس کا علم بھی ہو اور قصد بھی ہو جیسے سیدنا عمرفاروق اعظم رضی اللہ عنہ حکم وفرمان مبارک سے دریائے نیل کا جاری ہونا۔
2. جس کا علم ہو اور قصد نہ ہو جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم میوں اور پھلوں کا آنا۔
3. جہاں علم وقصد دونوں نہ ہوں جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرمانا اور کھاتے وقت کھانے کازیادہ ہوجانا۔چنانچہ خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تعجب ہوا جس سے ان کے علم وقصد کاپہلے سے متعلق نہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔(مقتبسا من افادات حکیم الأمۃ بتصرف واضافۃ یسیرۃ)

کرامات کا اثبات

کرامت کا ثبوت کتاب اللہ تعالی وسنت رسول اللہ ﷺ و آثار الصحابہ رضوان اللہ علیہم وتابعین وتبع تابعین سے ثابت ہے ، اور جمہور علماء اہلسنت والجماعت فقہاء ومحدثین ومفسرین واصولیین ومشائخ الصوفیہ وغیرھم سب اس کے ثبوت پر متفق ہیں ، اوران کی کتب وتصانیف اس پر شاہد ہیں ، اوراہل سنت کی کتب عقائد میں کرامات اولیاء کے حق ہونے کا عقیدہ موجود ہے، بعض اہل البدع نے کرامات کا انکار کیا ہے۔

کرامت کا ثبوت کتاب اللہ سے

1. أصحاب الکھف کا قصہ قرآن مجید میں موجود ہے کہ وہ تین سونو(۳۰۹)برس تک غار میں رہے اور ہر قسم کے آفات سے اور سورج کی گرمی وحرارت سے محفوظ سوتے رہے۔

[وتَرى الشمسَ إذا طَلَعَتْ تَزاوَرُ عنْ كهفِهِم ذاتَ اليمينِ وإذا غَرَبَتْ تقرِضُهُم ذاتَ الشمالِ} [الكهف: 17].

إلى أن قال: {وتحسَبُهُم أيقاظاَ وهُمْ رُقودٌ ونُقَلِّبُهُم ذات اليمين وذات الشمال وكلْبُهُم باسِطٌ ذراعيهِ بالوصيدِ} [الكهف: 18].

إلى أن قال: {ولَبِثوا في كَهْفِهِم ثلاثمئةٍ سنين وازدادوا تسعاً} [الكهف: 25]

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالی اپنی (تفسیر الکبیر) میں ان آیات کے تحت فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب صوفیہ نے اس آیت سے کرامات کے ثبوت پر دلیل پکڑی ہے اور یہ استدلال بالکل ظاہر ہے، پس ہم کہتے ہیں کہ کرامات الأولیاء کے جواز وثبوت پر قرآن واخبار وآثار ومعقول دلالت کرتا ہے الخ

قال الإمام فخر الدين الرازي رحمه الله تعالى في تفسيره الكبير عند قصة أصحاب الكهف:

(احتج أصحابنا الصوفية بهذه الآية على صحة القول بالكرامات وهو استدلال ظاهر، فنقول:

الذي يدل على جواز كرامات الأولياء القرآن والأخبار والآثار والمعقول..) انظره مفصلاً في التفسير الكبير للعلامة فخر الدين الرازي ج5 ص682].

2. حضرت مریم علیہا السلام کا کھجور کی خشک ٹہنی کو ہلانا اور اس کا سرسبز ہونا اور اس سے تازہ کھجوروں کا گرنا۔
قال تعالی: {وهُزّي إليكِ بجذْعِ النَّخْلَةِ تُساقِطْ عليكِ رُطَباً جنيّاً} [مريم: 25]

3. حضرت زکریا علیہ السلام کا حضرت مریم علیہا السلام کے رزق دیکھنا اور پھر یہ سوال کرنا کہ یہ کہاں سے آیا؟ اور ان کا جواب دینا کہ اللہ کی طرف سے، قال الله تعالى: {كلَّما دخَلَ عليها زكريا المحرابَ وَجَدَ عندَها رِزْقاً قال يا مريمُ أنىَّ لكِ هذا قالَتْ هوَ مِنْ عندِ اللهِ} [آل عمران: 37]

4. حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ آصف بن برخیا کا قصہ جیسا کہ جمہور المفسرین نے فرمایا ہے کہ اس نے عرش بلقیس کو پلک جھپکنے سے قبل حاضر کر دیا، قال الله تعالى: {قالَ الذي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الكِتابِ أنا آتيكَ بِهِ قبْلَ أنْ يرتَدَّ إليكَ طرفُكَ} [النمل: 40]

کرامت کا ثبوت سنت صحیحہ سے

1. بنی اسرائیل کے عابد زاہد شخص جریج کا قصہ کہ جس کے ساتھ گود میں بیٹھے بچے نے کلام کیا، جس کا پورا قصہ صحیحین میں موجود ہے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: "لم يتكلم في المهد إلا ثلاثة: عيسى، وكان في بني إسرائيل رجل يقال له جُرَيْج، كان يصلي فجاءته أمه، فدعتْه، فقال: أُجيبُها أوْ أصلي ؟ فقالت: اللهم لا تمتْه حتى تريه وجوه المومسات. وكان جريج في صومعته فتعرّضت له امرأةوكلمته ؛ فأبى. فأتت راعياً، فأمكنته من نفسها، فولدت غلاماً، فقالت: من جريج. فأتوه فكسروا صومعته، وأنزلوه وسبّوه، فتوضأ وصلّى، ثم أتى الغلام ؛ فقال: مَن أبوك يا غلام ؟ فقال: الراعي. قالوا: نبني صومعتك من ذهب ؟ قال: لا، إلا من طين"..]

قصة الغلام الذي تكلم في المهد [وهذا تمام الحديث المذكور آنفاً: " وكانت امرأة ترضع ابناً لها من بني إسرائيل، فمر بها رجل راكب ذو شارة، فقالت: اللهم اجعل ابني مثله، فترك ثديها وأقبل على الراكب،

فقال: اللهم لا تجعلني مثله، ثم أقبل على ثديها يمصه". قال أبو هريرة: كأني أنظر إلى النبي ﷺ يمص إصبعه. "ثم مرَّ بأمَة، فقالت: اللهم لا تجعل ابني مثل هذه، فترك ثديها، فقال: اللهم اجعلني مثلها. فقالت: لِمَ ذاك ؟ فقال: الراكب جبار من الجبابرة، وهذه الأمَة يقولون: سرقت، زنت، ولم تفعل "رواه البخاري في صحيحه في كتاب ذكر بني إسرائيل، واللفظ له. ومسلم في كتاب بر الوالدين].

2. ان تین آدمیوں کاواقعہ جو ایک غار میں داخل ہوئے، اور ایک چٹان نے ان کے غار کو بند کر دیا، پھر انہوں نے اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے دعا کی، اور چٹان کا دور ہو جانا الخ یہ سارا واقعہ متفق علیہ حدیث سے ثابت ہے۔

وعن أبي عبد الرحمن عبد الله بن عمر بن الخطاب رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: "انطلق ثلاثة رهط ممن كان قبلكم، حتى أووا المبيت إلى غار، فدخلوه، فانحدرت صخرة من الجبل، فسدت عليهم الغار، فقالوا: إنه لا ينجيكم من هذه الصخرة إلا أن تدعوا الله بصالح أعمالكم، فقال رجل منهم: اللهم كان لي أبوان شيخان كبيران، وكنت لا أغبِق قبلهما أهلاً ولا مالاً، فنأى بي في طلب شيء يوماً، فلم أرح عليهما حتى ناما، فحلبْتُ لهما غبُوقهما، فوجدتهما نائمين، فكرهت أن أوقظهما وأن أغبق قبلهما أهلاً أو مالاً، فلبثْتُ والقدح على يدي أنتظر استيقاظهما حتى برِقَ الفجر، فاستيقظا، فشربا غبوقهما. اللهم إن كنتُ فعلت ذلك ابتغاء وجهك فَفَرِّج عنا ما نحن فيه من هذه الصخرة. فانفرجت شيئاً لا يستطيعون الخروج". قال النبي ﷺ: "وقال الآخر: اللهم إنه كانت لي بنتُ عم، كانت أحب الناس إلي، فأردتها على نفسها، فامتنعت مني: حتى ألمتْ بها سنة من السنين فجاءتني، فأعطيتها عشرين ومائة دينار على أن تخلي بيني وبين نفسها، ففعلتْ، حتى إذا قدرتُ عليها قالت: لا أحل لك أن تفضَّ الخاتم إلا بحقه، فتحرَّجْتُ من الوقوع عليها فانصرفْتُ عنها وهي أحب الناس إلي، وتركت الذهب الذي أعطيتها. اللهم إن كنت فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافرجْ عنا ما نحن فيه، فانفرجت الصخرة، غير أنهم لا يستطيعون الخروج منها". قال النبي ﷺ: "وقال الثالث: اللهم استأجرت أجراء، فأعطيتهم أجرهم غير رجل واحد ترك الذي له وذهبَ، فثمَّرتُ أجرَه، حتى كثرت منه الأموال، فجاءني بعد حين، فقال: يا عبد الله! أدِّ إليَّ أجري، فقلت له: كلُّ ما ترى من أجرك من الإبل والبقر والغنم والرقيق فقال: يا عبد الله: لا تستهزىء بي. فقلت: إني لا أستهزىء بك. فأخذه كله، فاستاقه، فلم يترك منه شيئاً. اللهم فإن كنتُ فعلتُ ذلك ابتغاء وجهك فافرجْ عنا ما نحن فيه.

فانفرجت الصخرة، فخرجوا يمشون[."أخرجه البخاري في صحيحه في كتاب الإجارة واللفظ له، ومسلم في كتاب الذكر]

3. اس بیل کا قصہ جس نے اپنے مالک سے کلام کیا، حدیث صحیح سے ثابت ہے ۔

روى سعيد بن المسيب عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ: "بينما رجل راكب على بقرة قد حمل عليها، فالتفتت إليه البقرة فقالت: إني لم أُخلَق لهذا، وإنما خلقت للحرث، فقال الناس: سبحان الله بقرة تتكلم! فقال النبي ﷺ: آمنْتُ بهذا أنا وأبو بكر وعمر ."رواه البخاري في صحيحه في كتاب المزارعة، ومسلم في كتاب فضائل الصحابة، والترمذي في كتاب المناقب].

کرامت کا ثبوت آثار الصحابہ سے

اس باب میں کثیر کرامات منقول ہیں،

1. حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قصہ مہمانوں کے ساتھ ،اور کھانے کا بڑھ جانا، حتی کہ کھانے کے بعد بھی پہلے سے زیادہ باقی رہ جانا۔

أن أبا بكر كان عنده أضياف، فقدم لهم الطعام فلما أكلوا منه ربا من أسفله حتى إذا شبعوا قال لامرأته: (ياأخت بني فراس ما هذا ؟ قالت: وقرة عيني لهي [تعني القصعة] أكثر منها قبل أن يأكلوا.. إلى آخر القصة].[حديث صحيح أخرجه البخاري]

2. حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قصہ مدینہ میں منبر پر کھڑے ہو کر یاساریۃ الجبل کہا اوراس آواز کا ان تک پہنچ جانا، یہ حدیث حسن ہے ، حتی کہ البانی نے بھی اس کو اپنی [السلسلة الصحيحة " 3 / 101] میں ذکر کیاہے ،اوراس جمیع طُرُق کو حسن قرار دیاہے۔

[قال السيوطي في الدرر المنتثرة عن الحديث : ألف القطب الحلبي في صحته جزأ.والقصة عند البيهقي في الدلائل واللألكائي في شرح السنة وابن الاعرابي في كرامات الأولياء ، وابن كثير البداية والنهاية فى الجزء السابع ، ورواه بطريق سيف وقال وهذا إسناد جيد حسن. وقال وقد رواه الحافظ أبو القاسم اللالكائي ، وقال الإمام الحافظ أحمد بن علي بن حجرالعسقلانى فى الإصابة في تمييز الصحابة فى الجزء الثالث ، قلت

هكذا أخرج القصة الواقدي عن أسامة بن زيد بن أسلم عن أبيه عن عمر وأخرجها سيف مطولة عن أبي عثمان وأبي عمرو بن العلاء عن رجل من بني مازن فذكرها مطولة وأخرجها البيهقي في الدلائل واللالكائي في شرح السنة والزين عاقولي في فوائده وابن الأعرابي في كرمات الأولياء من طريق بن وهب الخ وقال بعد سطور وهكذا ذكره حرملة في جمعة لحديث بن وهب وهو إسناده حسن]

3. حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کا اللہ کا نام لے کر زہر پینے کا واقعہ اوران کو کچھ نقصان نہ ہونا باسناد صحیح ثابت ہے

4. حضرت حمزۃ الأسلمی رضی اللہ عنہ کی انگلیوں کا اندھیری رات میں روشن ہونا۔

أخرج البخاري في التاريخ عن حمزة الأسلمي رضي الله عنه قال: (كنا مع النبي ﷺ في سفر، فتفرقنا في ليلة ظلماء، فأضاءت أصابعي حتى جمعوا ظهرهم وما هلك منهم وإن أصابعي لتنير .(انظر تهذيب التهذيب ج3. ص30]

5. بعض صحابہ کا قبر سے سورۃ الملک کی تلاوت سننا۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: ضرب بعض أصحاب النبي ﷺ خباءه على قبر وهو لا يحسب أنه قبر، فإذا فيه إنسان يقرأ سورة {تبارك الذي بيده الملك} حتى ختمها،فأتى النبيَّ ﷺ. فقال يا رسول الله: إني ضربت خبائي على قبر وأنا لا أحسب أنه قبر، فإذا فيه إنسان يقرأ سورة تبارك الملك حتى ختمها، فقال رسول الله ﷺ: "هي المانعة، هي المنجية تنجيه من عذاب القبر."أخرجه الترمذي في كتاب فضائل القرآن، وقال: حديث حسن غريب]

6. اس برتن کا تسبیح پڑھنا جس سے حضرت سلمان الفارسی وابو الدرداء رضی اللہ عنہما نے کھانا کھایا اوران دونوں کا اس کی تسبیح کو سننا۔

أخرج البيهقي وأبو نعيم عن قيس قال) :بينما أبو الدرداء وسلمان يأكلان من صحفة إذا سبَّحتْ وما فيها]

7. حضرت العلاء بن الحضرمی رضی اللہ عنہ کا اپنے گھوڑے پر سمندر کو عبور کرنا، الخ

كان أبو هريرة يقول: (رأيتُ من العلاء بن الحضرمي ثلاثةَ أشياء لا أزال أحبه أبداً، رأيته قطع البحر على فرسه يوم دارينَ. وقدم من المدينة يريد البحرين، فلما كانوا بالدهناء نفد ماؤهم، فدعا الله فنبع لهم من تحت رملة، فارتووا وارتحلوا، وأنسي رجل منهم بعض متاعه، فرجع فأخذه ولم يجد الماء. وخرجتُ معه من البحرين إلى صف البصرة فلما كنا بلِياسٍ مات ونحن على غير ماء، فأبدى الله لنا سحابة فمُطرنا فغسلناه وحفرنا له بسيوفنا ولم نُلْحِدْ له، فرجعنا لنُلْحِدَ له فلم نجد موضع قبره .(الطبقات الكبرى لابن سعد. ج4. ص363]

8. حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو اسیری (قید) کی حالت میں بے موسم انگوروں کا ملنا اور انگوروں کا کھانا الخ

أخرج البخاري في صحيحه في باب غزوة الرجيع عن أبي هريرة رضي الله عنه أن خبيباً كان أسيراً عند بني الحارث بمكة، في قصة طويلة، وفيها أن بنت الحارث كانت تقول: (ما رأيت أسيراً قط خيراً من خبيب، لقد رأيته يأكل من قطف عنب، وما بمكة يومئذ ثمرة وإنه لموثَق في الحديد، وما كان إلا رزق رزقه الله]

9. حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا حالت صوم میں مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کا واقعہ، کہ شدت گرمی کی وجہ سے ان کو شدید پیاس لگی، قریب تھا کہ ان کا انتقال ہو جاتا، لہذا وہ "رَوحَاء" مقام میں تھی یا اس کے قریب تھیں کہ غروب شمس ہو گیا، اس دوران آسمان سے پانی کا برتن کا نازل ہوا، جس سے انہوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا، اور اس کبھی ان کو پیاس نہیں لگی الخ۔

عن عثمان بن القاسم قال: (خرجت أم أيمن مهاجرة إلى رسول الله ﷺ من مكة إلى المدينة وهي ماشية ليس معها زاد وهي صائمة في يوم شديد الحر، فأصابها عطش شديد حتى كادت أن تموت من شدة العطش، قال: وهي بالروحاء أو قريباً منها، فلما غابت الشمس قالت: إذا أنا بحفيف شيء فوق رأسي، فرفعتُ رأسي ؛ فإذا أنا بدلو من السماء مدلًّى برشاء أبيض، قالت: فدنا مني حتى إذا كان حيث أستمكن منه تناولْتُه فشربت منه حتى رويت، قالت: فلقد كنت بعد ذلك اليوم الحار أطوف في الشمس كي أعطش، وما عطشْتُ بعدها .أخرجه أبو نعيم في الحلية ج2. ص67]

10. حضرت عبّاد بن بشر واسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کا قصہ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھنے کے بعد اندھیری رات میں ان دونوں میں سے ایک کا عَصَا (ڈنڈے) کا روشن ہونا الخ

أخرج الحاكم في كتاب معرفة الصحابة وصححه والبيهقي وأبو نعيم وابن سعد، وهو في البخاري من غير تسمية الرجلين" :أن أسيد بن حضير وعباد بن بشر رضي الله عنهما كانا عند رسول الله ﷺ في حاجة حتى ذهب من الليل ساعة، وهي ليلة شديدة الظلمة، خرجا وبيد كل واحد منهما عصا فأضاءت لهما عصا أحدهما فمشيا في ضوئها، حتى إذا افترقت بهما الطريق أضاءت للآخر عصاه، فمشى كل واحد منهما في ضوء عصاه حتى بلغ أهله"]

یہ کرامات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بطور مثال عرض کر دیئے اور یہ کثیر میں سے قلیل بلکہ اقل ہیں، کتب مَبسوطہ میں بہت کرامات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باسناد صحیح علماء امت نے نقل کئے ہیں، اور اسی طرح اس کے بعد عہد التابعین و تبع تابعین اور ان کے بعد کے اولیاء اللہ کے کرامات بے شمار ہیں، اور علماء سلف نے اس پر مستقل کتب تصنیف کی ہیں، اور اَکابر علماء نے کراماتُ الاَولیاء کی اثبات میں مستقل تصنیفات لکھیں جن میں امام فخر الدین رازی امام ابو بکر الباقلانی، اور اِمام الحرمین، امام اَبو بکر بن فورک، اور حجۃ الإسلام امام الغزالی، امام ناصر الدین البیضاوی، امام حافظ الدین النسفی، امام تاج الدین السبکی، امام اَبو بکر الاَشعری، امام اَبو القاسم القشیری، امام النووی، وغیرہم بہت سارے علماء محققین شامل ہیں جن سب کی تعداد و شمار مشکل ہے۔

کرامت اور استدراج میں فرق

اس بات پر تنبیہ ضروری ہے کہ کرامت اور استدراج میں فرق ہے، بعض فاسق وفاجر بے دین لوگوں کے ہاتھوں پر بھی بعض دفعہ خوارق العادات کا ظہور ہو جاتا ہے، اس کو استِدرَاج کہا جاتا ہے، اور جو شخص متبع سنت صاحب العقیدۃ الصحیحہ ہو اور تمام مامورات کا پابند ہو اور تمام مَنہیات سے مجتنب ہو۔ تمام طاعات پر مواظبت رکھتا ہو، اور تمام معاصی سے اجتناب کرتا ہو، صغائر وکبائر سے دور ہو، شہوات ولذات میں منہمک نہ ہو، قال اللہ تعالی فیہ: {ألا إنَّ أولياءَ اللهِ لا خوفٌ عليهِمْ ولا هُمْ يحزَنُونَ . الذينَ آمنوا وكانُوا يتَّقونَ} لہذا ایسے شخص کے ہاتھ پر جو خرق عادت صادر

ہوتی ہے اس کو کرامت کہا جاتا ہے۔ اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ ولی اپنے کرامت پر فخر وبڑھائی ظاہر نہیں کرتا، علامہ فخر الدین الرازی رحمہ اللہ اپنی (تفسیر الکبیر) میں فرماتے ہیں کہ صاحب الکرامت اپنی کرامت سے مانوس نہیں ہوتا۔ بلکہ کرامت کی ظہور کے بعد اس کا خوف اللہ تعالی سے اور زیادہ ہوجاتا ہے، اور اللہ کے قہر سے اس کا خوف اور بڑھ جاتا ہے، اوراس کو خوف ہوتا ہے کہ کہیں یہ استدراج نہ ہو، اسی لئے محققین کرامات سے ڈرتے ہیں، جب کہ صاحب الاستدراج کا حال اس طرح نہیں ہوتا الخ [انظر للتفصيل " تفسير الرازي " ج5. ص692]

وصل اللهم وسلم وبارك على سيدنا ومولانا محمد وآله وصحبه أجمعين

شریعت مُطہرہ کا ایک بنیادی واساسی قاعدہ واصول

شریعت مطہرہ کے اساسی قواعد واصول میں سے ایک اہم ترین اصول کسی بھی خبر اوربات کی تحقیق وتبیین کرنا، کتاب وسنت کے نصوص میں اس امر کی بڑی تاکید ہے،

قوله تعالى: { يا أيها الذين آمنوا إن جاءكم فاسق بنبأ فتبينوا أن تصيبوا قوماً بجهالة فتصبحوا على ما فعلتم نادمين }،

وقوله تعالى : { يا أيها الذين آمنوا إذا ضربتم في سبيل الله فتبينوا }،

وكقوله صلى الله عليه وسلم :{ كفى بالمرء كذباً أن يحدث بكل ما سمع } (في صحيح مسلم عن أبي هريرة رضي الله عنه).

عام لوگ کوئی بات دیکھتے ہیں یا سنتے ہیں یا پڑھتے ہیں تو اس بات وخبر کی صحت وسچائی میں کسی تحقیق کے بغیر اس کو قبول کرلیتے ہیں ، اور بوجہ جہالت کے شریعت مطہرہ کے اس قاعدہ اساسیہ کو بھول جاتے ہیں، اسی قاعدہ اساسیہ قرآنیہ پر عمل نہ کرنے اوراس سے غفلت وجہالت کی بناپر اکثر لوگ حق کو چھوڑ کر باطل کو قبول کرلیتے ہیں، سچ وصحیح کو ترک کرکے جھوٹ وغلط کو قبول کرلیتے ہیں، اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

كفى بالمرء كذبا أن يحدث بكل ما سمع (رواه مسلم)- وفى رواية (كفى بالمرء إثما أن يحدث بكل ما سمع)

یعنی آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے (دوسری روایت میں ہے گناہگار ہونے کے لئے) یہ کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات کو (بلا تحقیق) بیان کرے۔

اس ارشاد مبارک میں ایک زجر اور وعید ہے ہر اس شخص کے لئے جو ہر سنی سنائی بات کو بلا تحقیق صحت کے بیان کرے، لہذا اس بات اور خبر کو بیان کرنے اور پھیلانے سے پہلے اس کی صحت کا علم الیقین ہونا ضروری ہے۔ اس لئے ہماری گذارش ونصیحت ہے کہ خصوصا فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے کسی بھی فرد کی زبانی امام اعظم ابو حنیفہؒ یا فقہ حنفی یا علماء احناف یا علماء حق کے خلاف کوئی بات سنے یا ان کے کسی کتاب ورسالہ میں پڑھے، تو اس کو ہرگز قبول نہ کرے اس پر یقین نہ کرے تاوقتیکہ جن کے خلاف یہ بات یا وسوسہ پھیلایا گیا ہے ان سے تحقیق نہ کرلے، اگر اس قرآنی اصول پر لوگ عمل کریں تو فرقہ جدید نام نہاد اہل حدیث کے تمام وساوس ماند پڑ جائیں گے، ان کے جھوٹ وکذب کی تجارت بالکل بند ہو جائے گی۔

گذشتہ سطور میں تبلیغی جماعت کے خلاف فرقہ جدید اہل حدیث کے اڑائے ہوئے چند مشہور وساوس واکاذیب کا ذکر وجواب گذر گیا، **جماعة التبليغ** کے خلاف بکثرت اعتراضات ووساوس پھیلائے گئے ہیں، آج کل کے فرقہ جدید اہل حدیث کا کرداران وساوس کی تشہیر میں کچھ زیادہ ہے، اور میں یہ بات بھی عرض کرچکا ہوں کہ تبلیغی جماعت معصوم فرشتوں کی جماعت نہیں ہے کہ ان سے کسی خطاء وگناہ وغلطی کا صدور محال ہو، لیکن کسی فرد کی کوئی غلطی اور کوتاہی یا کوئی غیر شرع عمل کی وجہ سے پوری جماعت گمراہ قرار دینا ازخود ایک ناجائز اور غیر شرع اقدام ہے۔ اور پھر یہ اعتراض کرنے والے کس حد تک مخلص اور صاف نیت ہیں، یہ تو اللہ تعالی ہی خوب جانتا ہے، اور ان کا اعتراض وشبہ کس حد تک وزنی ہے، یہ تو اہل علم ہی خوب جانتے ہیں، اور جہاں تک فرقہ جدید اہل حدیث کے اعتراضات کا تعلق ہے تو وہ در حقیقت سب وساوس ہوتے ہیں اور محض تعصب وعداوت وجہالت پر مبنی ہوتے ہیں۔